اصلی چہرے
مرتبہ
سید محمد عاقل ہمدانی قادری

ادب گاہ ہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ آید جنید و بایزید ایں جا

اصلی چہرے

مرتبہ

ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدانی قادری

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اصلی چہرے

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدآنی قادری

کمپیوٹر رائز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضاً

مطبوعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غیر مطبوعہ

تاریخ ابتداء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔11 محرم الحرام1426ھ/21فروری2005ء

نظر ثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔24جمادی الاوّل1440ھ/31 جنوری2019ء

ای میل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔aaqilh866@gmail.com

فہرس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

پیش لفظ

مثلِ فارس نجد میں ہوں زلزلے
ذکرِ آیات ولادت کیجئے

مملکت سعودیہ ”سعودی وزرات اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد“ کے نشر واشاعت کاادارہ ہر سال حجاج کرام کو اپنے عقیدے کی اشاعت کے سلسلے میں مفت کتابیں تقسیم کرتا ہے۔ جن میں عموماً ایک ہی رٹ لگی ہوتی ہے کہ یہ شرک ہے، یہ بدعت ہے۔بس ان کا یہی اول ہے اور یہی آخرہے اور عوام الناس کو ان کتب میں یہ مغالطہ دیا جاتاہے کہ ائمہ حنفیہؒ کا بھی یہی عقیدہ ہے جبکہ جن اشخاص یعنی ابن تیمیہ،ابن قیم،اسماعیل دہلوی،ابوالحسن ندوی، صدیق حسن بھوپالی کواپنی کتب میں حنفی ائمہ میں شمار کیاہے اُن کا اہلسنت و جماعت سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ یہ اشخاص انہی لوگوں کے ہم عقیدہ ہیں جنہوں نے پاک وہند میں وہابیت کو فروغ دیا۔اصل ہیں یہ لوگ تو خود سلف صالحین کے عقیدے کے خلاف ہیں جو کہ ہم آگے چل کر بتائیں گے۔

ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے چلیں کہ چاہے اہلحدیث ہوں یا غیر مقلدین یا دیوبندی ہوں یا جماعت اسلامی وغیرہ جماعتیں سب کا عقیدہ و نظریہ ایک جیسا ہے۔ پاک و

ہند میں ان کے امام مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ والے ہیں جن کو نجدی کتابوں میں امام اسماعیل کہا گیا ہے اور اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے حوالے دیئے گئے ہیں جو کہ خود محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے ماخوذ ہے۔ بہر کیف بتانے کا مقصد یہ ہے کہ عقائد میں یہ سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہیں۔ خود اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"وہ پیارا شہید (اسماعیل دہلوی) تھا جس نے ہندوستان میں عبدالوہاب (نجدی) کی طرح شریعت محمدی کا ٹھنڈا خوشگوار شربت ہندوستانی مسلمانوں کو پلایا"۔

(حیات طیبہ، صفحہ 285)

اب جبکہ نجدی وہابیوں نے اپنی کتابوں میں اہلسنت لکھنا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ لوگوں کو اہلسنت کی آڑ لے کر اپنی بد عقیدگی کو فروغ دے سکیں جبکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمانانِ عالم اِن نجدیوں کو وہابی مانتے ہیں کیونکہ وہابی کی نسبت ان کے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے۔ حالانکہ جب ان لوگوں نے اپنے عقیدے کا پرچار کیا تو حنبلی مذہب کے نام سے کیا لیکن بعد میں صرف نام کے حنبلی رہ گئے اور عقائد میں خوارج کی اقتداء کرنے لگے۔ اب جبکہ لفظ "وہابی" بدنام زمانہ ہو چکا تو اپنے مذہب کو اہل سنت سے وابستہ کرنے لگے۔ چنانچہ سعودی کتاب میں لکھا ہے۔

"چاروں ائمہ۔ ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد۔ کا عقیدہ وہی ہے جسے کتاب وسنت نے بیان کیا ہے اور جس پر صحابہ اور ان کے تابعین کرام تھے"۔

(ائمہ اربعہ کا عقیدہ، صفحہ 9)

ایک اور جگہ لکھا ہے۔

''ائمہ اربعہ کے اقوال ایک دوسرے کے مطابق اور متفق ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ایک ہے''۔

(ائمہ اربعہ کا عقیدہ، صفحہ 102)

مزید لکھا ہے۔

''حاصل یہ ہے کہ ان ائمہ اربعہ کا عقیدہ ہی صحیح عقیدہ ہے''۔

(ائمہ اربعہ کا عقیدہ، صفحہ 105)

اور لکھا ہے۔

''تمام اعتقادی مسائل میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ افراط و تفریط سے پاک ہوتا ہے نہ اس میں کوئی زیادتی ہوتی ہے نہ کمی''۔

(اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام و مرتبہ، صفحہ 20)

اور مزید لکھا ہے۔

''نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے بارے میں اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ افراط و تفریط سے محفوظ ہے، اس میں غلو ہے نہ تنقیص۔ وہ سب سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں، کسی کی تنقیص نہیں کرتے اور نہ غلو سے کام لیتے ہیں۔

(اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام و مرتبہ، صفحہ 122)

وہابی نجدی لوگوں کی کتب سے معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت ہی حق جماعت ہے جو نہ تنقیص کرتے ہیں اور نہ غلو۔ لہٰذا اب اپنی بد عقیدگی چھپانے کو اہلسنت کا لیبل لگا رہے ہیں۔ وہابیوں کے عقائد تو ہم آگے چل کر بیان کریں گے جس سے پتہ لگ جائے گا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

یقیناً و بے شک چاروں ائمہ کا عقیدہ عقائد میں ایک ہی ہے اگر اختلاف ہے تو صرف فروعی جو کہ امت کے لئے باعث رحمت ہے مگر نجدی وہابیوں کی تنگدلی ملاحظہ کیجئے کہ سعودیہ حکومت سے پہلے حرم شریف میں چار مصلے ہوا کرتے تھے جن پر ان کے ائمہ کرام نماز پڑھایا کرتے تھے مگر نجدیوں وہابیوں کی تنگدلی اور دلی خباثت کے باعث تین مصلے ہٹا دیئے گئے کیونکہ اصل میں تو اپنے وہابی عقائد کی اشاعت کرنی ہے۔

ہم یہاں پر یہ بتانے کو کوشش کریں گے کہ موجودہ قابض سعودیہ حکومت کا عقیدہ، نظریہ کیا ہے؟ کیا ان کا نظریہ ائمہ اربعہ کے مطابق ہے یا مخالف۔ کیونکہ ان لوگوں نے شرک و بدعت کی آڑ لے مسلمانانِ عالم کے دل چیر کر رکھ دیئے ہیں اور جنہوں نے مقدس شہر میں مقدس ہستیوں کے مزارات سے جو ظالمانہ سلوک کیا تاریخ اُس کو بھلا نہیں سکتی۔ جنہوں نے اپنے شیطانی اندے عقیدے کو تقویت دینے میں مسلمانانِ اہلسنت کا خون حلال سمجھ بہایا اور شانِ رسالت میں طرح طرح کی گستاخیاں کیں۔

عوام الناس کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ علماء اہلسنت کی کتابیں پڑھ کر اپنے عقیدے کو سلف صالحین کے مطابق بنائیں یہ جبھی ممکن ہے جب ہماری عقیدت کا دامن اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ کے پیارے حبیب مکرم تاجدار مدینہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں جُڑا رہے۔ اس لئے اصل مدارِ ایمان ہی تو حضور ﷺ کی محبت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اُس کے اوصاف بیان کئے جاتے ہیں نہ کہ تنقید وغیرہ۔

اس کتاب میں ان کے اصلی چہرے دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کو علماء کی کتب سے مرتب کیا ہے اس کتاب کو لکھنے میں مجھ سے کوئی غلطی کوتاہی ہو گئی ہو تو اللہ عزوجل مجھے معاف فرمائے اور ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت

کرنے والی عقل اور دل عطا فرمائے اور دین حق کو صحیح سمجھنے کی اور اُس پر چلنے کی اور پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان رسالت بیان کرنے کی اور بارگاہِ رسالت کا با ادب اُمتی بننے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور حبیب ﷺ کے شہر مدینہ میں ایمان و سلامتی کے ساتھ مجھے موت عطا فرمائے (آمین)

نیاز مند

ابو العادل سید محمد عاقل ہمدانی قادری
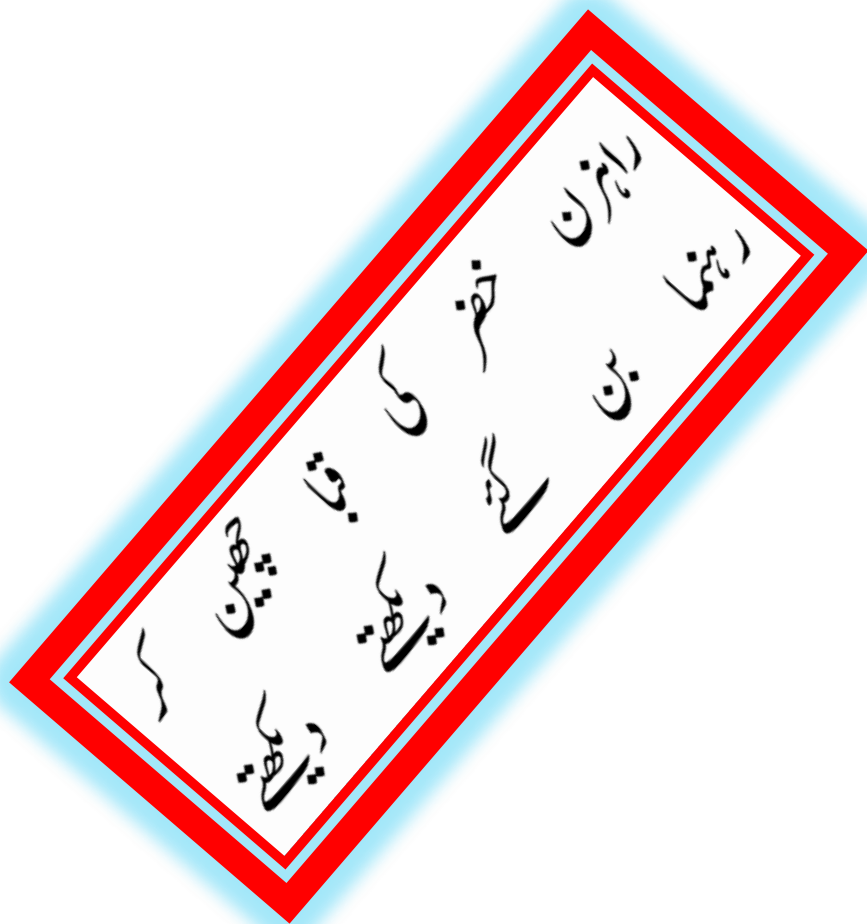
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

منافقین کا یہ طریقہ رہا ہے بظاہر تو کلمہ پڑھیں گے مگر کام اسلام دشمنی کے انجام دیں گے ہر دور میں مسلم نما منافقین رہے ہیں محبت کی غلامی کا دعویٰ بھی کریں گے اور کام برخلاف کریں۔ یہی کردار سعودی حکمرانوں نے کیا کہ شرک و کفر کی آڑ لے کر، توحید توحید کی رٹ لگا کر رسول دشمنی کا ثبوت دیا جبکہ اللہ عزوجل قران مجید مین ارشاد فرماتا ہے۔

اطاعت رسول ﷺ کا حکم ربانی عزوجل

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ۔

قرآن مجید، سورۃ النساء، پ5، آیت نمبر 80

ترجمہ :۔ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول:۔ ایک بار سرکار (ﷺ) نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے رب کی اطاعت کی۔ اس پر کچھ گستاخ منافقوں نے کہا کہ حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مان لیں اُن کی تردید اور حضور (ﷺ) کی تائید کے لئے یہ آیہ کریمہ اُتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور (ﷺ) کی اطاعت بہر حال لازم ہے قول میں، فعل میں، خصوصیات میں ہر طرح آپ (ﷺ) کا فرمان واجب العمل ہے۔ اگر کسی کو کوئی ایسا حکم دیں جو بظاہر حکم قرآن کے خلاف ہو تو اُس پر اطاعت لازم۔ اس کی ہزاروں مثالیں موجود

ہیں۔۔۔ اکیلے خزیمہ انصاری کی گواہی دو کی طرح بنا دی۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام فرما دیا۔ حضرت سراقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سونے کے کنگن پہنا دیئے۔

تفسیر نور العرفان، صفحہ 142

پتہ چلا کہ منافقین وغیرہ جو کہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہلاتے تھے مگر اندر سے منافق تھے وہ کسی نہ کسی طرح حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرتے تھے۔ آج بھی کچھ لوگ منافقین کا یہ رول ادا کر رہے ہیں جبکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اُن کی تعظیم و توقیر اور ثناء خوانی بجالائی جاتی مگر یہ کیسے لوگ ہیں کہ جس نبی کا کلمہ پڑھیں اُسی ذاتِ مکرم کی شان رسالت میں گستاخیاں کریں۔ یقیناً جو لوگ شانِ رسالت کے گستاخ اور دیدہ دلیر ہیں دُنیا و آخرت میں اُن کی رسوائی اور ذلت اور ابدی ٹھکانہ جہنم ہے۔ کیونکہ آسمان پر تھوکنے سے آسمان کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ خود تھوکنے والے کا چہرہ اپنی ہی نجاست سے داغدار ہو جاتا ہے۔

آقائے کائنات ﷺ کے ادب واحترام کا حکم

اللہ رب العزت جل مجدہ الکریم مومنوں کو اپنے حبیب کا ادب و احترام کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

قرآن مجید، سورۃ الحجرات، پ26، آیت 2

ترجمہ : اے ایمان والوں اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپ میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

یہ آیت مبارکہ صاف صاف بیان فرما رہی ہے کہ حضور (ﷺ) کی ادنیٰ سی بھی بے ادبی کفر ہے۔ جس سے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں تو جن لوگوں نے گستاخیوں پر کمر باندھ رکھی وہ ذرا اس آیت کو ملاحظہ فرمائیں کہ شانِ رسالت میں توہین و تنقیص کر کے کیا وہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں آقائے دو عالم سرورِ کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حدیث ملاحظہ کیجئے۔

ایمان کی بنیاد

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰۤى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ۔

بخاری شریف جلد 1 صفحہ 112 حدیث نمبر 13 کتاب الایمان باب حب الرسول ﷺ من الایمان

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اُسے اُس کے والد اور اُس کی اولاد سے عزیز تر ہو جاؤں۔

مترجم بخاری شریف مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال لاہور

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰۤى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

بخاری شریف جلد 1 صفحہ 112، حدیث نمبر 14 کتاب الایمان باب حب الرسول ﷺ من الایمان

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اُسے اُس کے والد، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر ہو جاؤں۔

مترجم بخاری شریف مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال لاہور

معلوم ہوا کہ ایمان کا مدار ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جو جماعتیں نبی کی شان میں بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتی ہیں اُن کی اصل کہاں تک پہنچتی ہے۔ نجدی خطے کے متعلق چند احادیث ملاحظہ کیجئے۔

نجد کے فتنوں کا شہر

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ھُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

مشکوٰۃ شریف جلد 3 صفحہ 287، حدیث 6009، کتاب الفتن باب ذکر الیمن والشام وذکر اُویس القرنی

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! اور ہمارے نجد میں۔ آپ نے دُعا فرمائی اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں برکت دے۔اے اللہ! ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! اور ہمارے نجد میں میرے خیال میں آپ نے تیسری دفعہ میں فرمایا کہ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا گروہ نکلے گا۔ (بخاری)

مترجم مشکوٰۃ: مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال لاہور

عرب کا پانچواں صوبہ نجد ہے یہ وہ منحوس خطہ ہے جو زبان رسالت کی دُعا سے محروم رہا کیونکہ یہاں سے خوارج اور مرتدین کے فتنے کا خروج ہوا۔ یہیں سے گستاخ رسول پیدا ہوئے۔

دوسری حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَاَشَارَ نَحْوَ مَسْکَنِ عَائِشَۃَ فَقَالَ ھُنَا الْفِتْنَۃُ ثَلَاثًا مِّنْ حَیْثُ یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 6 صفحہ 318، حدیث 1663

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو ام المؤمنین حضرت عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ فرمایا۔وہاں فتنہ ہے۔ تین مرتبہ فرمایا۔ جہاں سے شیطان کے متبعین نکلیں گے۔

آجکل غیر مقلدین اور نجدی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مشرق سے مراد عراق ہے مگر اس روایت نے ان کے ادعاء باطل کا تسمہ بھی باقی نہیں رکھا۔ منبر اقدس سے ایک خط مستقیم کھینچیں جو بیت عائشہ سے گزر کر پورپ کی طرف جائے تو اس کی سیدھ میں نجد کا دارالسلطنت ریاض پڑتا ہے۔ یہ خط مشرق کے افق تک لے جایئے عراق کے کسی حصے سے نہیں گزرے گا۔ مگر قرآن و احادیث کی تحریف کے خوگروں کا کوئی علاج نہیں۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 6 صفحہ 319

تیسری حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُشِیْرُ اِلَی الْمَشْرِقِ فَقَالَ ھَا اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا ھَا اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 6 صفحہ 454، حدیث 1752

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پورب جانب اشارہ کر کے فرمایا سنو بے شک فتنہ وہاں ہے۔ سنو بے شک فتنہ وہاں ہے۔ جہاں سے شیطان کے پیرو نکلیں گے۔

مدینہ طیبہ سے پورب جانب نجد ہے۔اس لئے حدیث میں مشرق سے مراد نجد ہی ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے مروی ہے نجد کی تصریح بھی ہے آج کل نجدی حکومت کے وظیفہ خوار دیوبندی غیر مقلد، مودودی وغیرہ اس مضمون کی احادیث سے عراق مراد لیتے ہیں اور بزور زبان و قلم زبردستی عراق پر چسپاں کرتے ہیں حالانکہ مشرق کا لفظ متعین کر رہاہے کہ اس سے مراد نجد ہے کیونکہ مدینہ طیبہ سے پورپ نجد ہی پڑتا ہے خصوصاً نجد کا دارالسلطنت ریاض اور عراق پورب نہیں بلکہ شمال مشرق کے کونے پر ہے۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 6 صفحہ 454

چوتھی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عُقْبَۃَ بْنِ عَمْرٍو اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ نَحْوَ الْیَمَنِ فَقَالَ الْاِیْمَانُ یَمَانٍ ھٰھُنَا اَلَا اِنَّ الْقَسْوَۃَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَیْثُ یَطْلَعُ قَرْنَا الشَّیْطَانِ فِیْ رَبِیْعَۃَ وَ مَضَرَ۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 6 صفحہ 467-468، حدیث 1764

(ترجمہ) عقبہ بن عمرو ابو مسعود نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دست مبارک سے یمن کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا۔ ایمان یمن والوں کا ہے۔ ہاں سنو! سنگدلی کاشت کاروں میں ہے اونٹ کی دُموں کی جڑوں کے پاس جہاں سے شیطان کے سینگ نکلتے ہیں ربیعہ اور مضر میں۔

اس حدیث میں فی ربیعہ و مضر کہہ کر مشرق کی تعین فرما دی کہ اس سے مراد پورب کا وہ خطہ ہے جہاں ربیعہ اور مضر کے قبائل رہتے ہیں۔پُرانہ جغرافیہ اُٹھا کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ربیعہ اور مضر کی رہائش نجد کے علاقے میں تھی اور آج آلِ سعود اور آل ابن عبدالوہاب جو اس علاقے کے فرماں روا ہیں ربیعہ اور مضر کے افراد ہیں۔

نزھۃالقاری شرح صحیح بخاری، جلد 6 صفحہ 468

نجد حجاز ہی کے پہلو میں جبل سلمہ، جبل شمار، کوہِ طوائق اور کوہِ عجا میں گھرا ہوا سنگلاخ علاقہ ہے۔ جس کے مشرق میں خلیج فارس، مغرب میں سرزمین حجاز، جنوب میں بحیرہ قلزم اور شمال میں عراق کی سرحد واقع ہے۔ یہ زمین کا وہ تاریخی ٹکڑا ہے جسے اولین مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو جنم دینے کا فخر بھی حاصل ہے۔

گنبد خضریٰ، صفحہ 265

خارجی سرغنہ ذوالخویصرہ اور خارجیوں کی نشانیاں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ ذَاتَ یَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُوالْخُوَیْصِرَۃِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَعْدِلْ۔ قَالَ وَیْلَكَ مَنْ یَعْدِلُ اِذَالَمْ اَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ اءْذَنْ لِیْ فَلاَ ضْرِبُ عُنُقَہ، فَقَالَ لَا اِنَّ لَہ اَصْحَابًا اَحَدُ کُمْ صَلَاتَہ، مَعَ صَلَا تِہِمْ وَ صِیَامَہ، مَعَ صِیَامِہِمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمُرُوْقِ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ یَنْظُرُ اِلٰی فَضْلِہ فَلاَ یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ ثُمَّ یَنْظُرُ اِلٰی رِصَافِہ فَلاَ یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ ثُمَّ یَنْظُرُ اِلٰی نَضِیِّہِ فَلاَ یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ ثُمَّ یَنْظُرُ اَلٰی قُذَدِہ فَلاَ یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ یَخْرُجُوْنَ عَلٰی حِیْنِ فُرْقَۃٍ مِّنَ النَّاسِ اٰیَتُھُمْ رِجُلٌ اِحْدٰی یَدَیْہِ مِثْلُ ثَدْیِ الْمَرْاَۃِ اَوْمِثْلُ الْبَضْعَۃِ تَدَرْ دَرُ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَشْھَدُ لَسَمِعْتُہ، مِنَ النَّبِیِّ صَلّٰی

اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَاُشۡهِدُ اَنِّيۡ كُنۡتُ مَعَ عَلِيٍّ حِيۡنَ قَاتَلَهُمۡ فَالۡتُمِسَ فِي الۡقَتۡلٰى فَاُتِيَ بِهٖ عَلَى النَّعۡتِ الَّذِيۡ نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ۔

بخاری شریف جلد3، صفحہ 429-430، حدیث 1095

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز نبی کریم ﷺ مال تقسیم فرماتے ہیں تو ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا جو بنی تمیم سے تھا کہ رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ فرمایا کہ تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں؟ فرمایا کہ نہیں کیونکہ اس کے ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور اُن کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو۔ وہ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے کمان سے تیر۔ پھر اُس کے پیکان پر کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کے پٹھے پر بھی کچھ نظر نہیں آتا، اس کی لکڑی پر بھی کچھ نظر نہیں آتا اور نہ اس کے پروں پر کچھ نظر آئے۔ وہ لید اور خون کو چھوڑ کر نکل گیا۔ وہ لوگوں کے تفرقہ بازی کے وقت نکلتے ہیں اِن کی نشانی یہ ہے کہ اِن میں ایک آدمی کا ہاتھ عورت کے پستان یا انڈے کی طرح ہو گا جو ہلتا ہو گا۔ حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی کے ساتھ تھا جب ان لوگوں سے قتال کیا گیا تو اس کی مقتولین میں تلاشی کی گئی تو اُس نشانی کا آدمی مل گیا جو نبی کی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بتائی تھی۔

بخاری شریف جلد3، صفحہ 429-430

ایک اور حدیث میں ہے۔

عَنۡ اَبِيۡ سَعِيۡدِ الۡخُدۡرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالۡيَمَنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيۡبَةٍ فِيۡ تُرۡبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيۡنَ الۡاَقۡرَعِ بۡنِ عُيَيۡنَةَ بۡنِ بَدۡرٍ الۡفَزَارِيِّ

وَبَیۡنَ عَلۡقَمَۃَ بۡنِ عُلَاثَۃَ الۡعَامِرِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیۡ کِلَابٍ وَّبَیۡنَ زَیۡدِالۡخَیۡلِ الطَّاءِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیۡ نَبۡہَانَ فَتَغَضَّبَتۡ قُرَیۡشٌ وَّالۡاَنۡصَارفَقَالُوۡا یُعۡطِیۡہِ صَنَادِیۡدَ اَہۡلِ نَجۡدٍوَّیَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُہُمۡ فَاَقۡبَلَ رَجُلٌ غَاءِرُ الۡعَیۡنَیۡنِ نَاتِیُ الۡجَبِیۡنِ کَثُّ اللِّحۡیَۃِ مُشۡرِفُ الۡوَجۡنَتَیۡنِ مَحۡلُوۡقُ الرَّاۡسِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللہَ فَقَالَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَمَنۡ یُّطِیۡعُ اللہَ اِذَا عَصَیۡتُہٗ فَیَاۡ مِنِّیۡ عَلٰی اَہۡلِ الۡاَرۡضِ وَلَا تَاۡمَنُوۡنِیۡ فَسَالَ رَجُلٌ مِّنَ الۡقَوۡمِ قَتۡلَہٗ اُرَاہُ خَالِدَبۡنَ الۡوَلِیۡدِ فَمَنَعَہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنۡ ضِئۡضِءِیۡ ہٰذَا قَوۡمًا یَقۡرَءُ وۡنَ الۡقُرۡاٰنَ لَا یُجَاوِزُحَنَاجِرَ ہُمۡ یَمۡرُقُوۡنَ مِنَ الۡاِسۡلَامِ مُرُوۡقَ السَّہۡمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ یَقۡتُلُوۡنَ اَہۡلَ الۡاِسۡلَامِ وَ یَدۡعُوۡنَ اَہۡلَ الۡاَوۡثَانِ لَءِنۡ اَدۡرَ کۡتُہُمۡ لَاَ قۡتُلَنَّہُمۡ قَتۡلَ عَادٍ۔

بخاری شریف جلد3، صفحہ 916-917، حدیث 2282

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی نے یمن سے مٹی میں لتھڑا ہوا تھوڑا سا سونا بھیجا تو آپ (ﷺ) نے اُسے اقرح بن حابس حنظلی، جو بنی مجاشع کا ایک فرد تھا اور عیینیہ بن بدر فزاری اور علقمہ بن علاثہ عامری، جو بنی کلاب سے تھا اور زید الخیل طائی جو بنی نبہان سے تھا۔ اِن چاروں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ اِس پر قریش اور انصار کو ناراضگی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ اہل نجد کے سرداروں کو مال عطا کیا اور ہمیں نظر انداز فرما دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اُن کے دلوں کو مانوس کرتا ہوں۔ چنانچہ ایک شخص آیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی اُبھری ہوئی، داڑھی گھنی، گال پھولے ہوئے اور سر منڈا ہوا تھا اور اس نے کہا۔ اے محمد! اللہ سے ڈرو۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا کون ہے اگر میں اُس کی نافرمانی کرتا ہوں۔ حالانکہ اُس نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں

مانتے۔ پس قوم میں سے ایک آدمی نے اُس کے قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ میرے خیال میں غالباً وہ حضرت خالد بن ولید تھے ۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اِس شخص کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہو گی کہ وہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اگر میں اُنھیں پاؤں تو عاد قوم کی طرح اُنھیں قتل کردوں۔ (اللہ تعالیٰ اس بدبخت فرقے کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین)۔

بخاری شریف جلد3، صفحہ 916-917

ایک اور حدیث میں اُس گروہ کی خاص نشانی کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔قِيْلَ مَاسِيْمَاهُمْ قَالَ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ اَوْ قَالَ التَّسْبِيْدُ۔ دریافت کیا گیا کہ اُن کی نشانی کیا ہے ؟ فرمایا کہ اُن کی نشانی سر منڈانا ہے یا فرمایا کہ سر منڈائے رکھنا۔

بخاری شریف جلد3، صفحہ 976، حدیث 2407

ایک اور حدیث میں اس طرح ہے۔

وَعَنْ شَرِيْكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ كُنْتُ اَتَمَنّٰى اَنْ اَلْقٰى رَجُلاً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْئَلُهٗ عَنِ الْخَوَارِجِ فَلَقِيْتُ اَبَا بَرْزَةَ فِىْ يَوْمِ عِيْدٍ فِىْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنَىَّ وَرَاَيْتُهٗ بِعَيْنَىَّ اُتِىَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهٗ فَاَعْطٰى مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَمَنْ شِمَالِهٖ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَّرَآءَهٗ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَآءِهٖ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِى الْقِسْمَةِ رَجُلٌ اَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَّ قَالَ وَاللهِ

لَا تَجِدُوْنَ بَعْدِیْ رَجُلاً ھُوَ اَعْدَلُ مِنِّیْ ثُمَّ قَالَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْم'' مَاَنَّ ھٰذَا مِنْھُمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مَنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ لَا یَزَالُوْنَ یَخْرُجُوْنَ حَتّٰی یَخْرُجَ اٰخِرُ ھُمْ مَعَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْ ھُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَۃِ (رواہ النسآئی)

مشکوٰۃ جلد2، صفحہ 166-165، حدیث 3396

(ترجمہ) شریک بن شہاب کا بیان ہے کہ میری یہ تمنّا تھی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے ملوں اور اُن سے خوارج کے متعلق دریافت کروں۔ پس مجھے عید کے روز اپنے چند ساتھیوں سمیت حضرت برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ملے۔ میں اُن کے حضور عرض گزار ہوا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوارج کا ذکر فرماتے ہوئے سنا؟ فرمایا۔ ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے کانوں کے ساتھ سنا اور حضور (ﷺ) کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مال آیا تو آپ (ﷺ) اُسے تقسیم فرمانے لگے تو اپنے دائیں والے کو دیا۔ اپنے بائیں والے کو دیا اور اپنے پیچھے والے کو کچھ نہ دیا۔ آپ (ﷺ) کے پیچھے سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے محمد آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ وہ آدمی کالے رنگ کا اور بکھرے ہوئے بالوں والا تھا۔ اُس نے دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت ہی ناراض ہوئے اور فرمایا۔ خُدا کی قسم ! تم میرے بعد کسی شخص کو نہیں پاؤ گے جو مجھ سے زیادہ انصاف کرنے والا ہو۔ پھر فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی گویا یہ شخص اُن میں سے ہے، وہ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن اُن کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ اسلام سے اِس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اُن کی نشانی سر منڈانا ہے۔ وہ برابر نکلتے رہیں گے۔ یہاں تک

کہ اُن کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی۔ جب تم اُنھیں ملو تو جان لو کہ وہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

مشکوٰۃ جلد 2، صفحہ 165-166

یہ گستاخ راس الخوارج ذوالخویصرہ تھا اس کا نام حرصوق بن زہیر تھا یہ نجد کا باشندہ آل سعود کا ہم قبیلہ بنی تمیم کا فرد نجدی تمیمی تھا نہروان میں مارا گیا جس کے مقتولین کے بارے میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بدترین خلق ہوں گے مگر افسوس ہے کہ دیوبندی اسے صحابی مانتے ہیں۔

نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 6، صفحہ 353

خوارج کی پہچان سر منڈانا ارشاد فرمائی۔۔۔۔۔ حضور ﷺ کی یہ پیشنگوئی اب تک ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہابیوں کے حملے ہمیشہ مسلمانوں پر ہوئے۔ اور کانگریس کے حمائتی ہندوؤں کے دوست ہمیشہ یہ ہی حضرات رہے۔ نجدیوں نے مسلمانوں بلکہ صحابہ کرام اہل بیت عظام کی قبور ڈھا دیں مگر جواہر لال نہرو کو رسول السلامۃ کا خطاب دیا۔ اُس کی اور گاندھی کی شان میں عربی کتابیں لکھیں چھاپیں اور حرمین طیبین میں درساً پڑھائیں۔

مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد 5، صفحہ 374

بنی تمیم کی جہاں یہ فضیلت مذکور ہے وہیں ان کی سنگدلی اور گنوار پن حرص اور بدزبانی کی روایت بھی کثیر ہیں۔۔۔ اسی قبیلے کا بدنام زمانہ گستاخ ذوالخویصرہ تھا۔ جس نے جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم کرتے وقت یہ گستاخانہ جملہ کہا۔ اے محمد! انصاف کر۔ اس دور میں ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے والا ابن عبدالوہاب نجدی بھی اسی قبیلے کا ہے جس کے مذہب کے پابند انگریزوں کے زائیدہ سعودی حکمران ہیں۔

نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 5 صفحہ 458-459

ذوالخویصرہ تمیمی۔۔بعد میں خوارج کا سردار بنا اور نہروان میں قتل ہوا۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 2 صفحہ 112

حروراء کوفے کے قریب ایک بستی تھی۔ خوارج کا پہلا اجتماع یہیں ہوا تھا اس لئے اس بستی کیطرف نسبت کر کے خارجیوں کو ''حروری'' کہا جاتا ہے۔ خوراج ایک باطل فرقہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں پیدا ہوا۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 2 صفحہ 247

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب '' تلبیس ابلیس'' میں خوراج کے بیان میں لکھتے ہیں ہم یہاں پر افادیت کے پیش نظر پورا باب نقل کرتے ہیں۔

مصنف کہتا ہے کہ خوارج میں سب سے اوّل ااور سب سے بدتر شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کھائے ہوئے چمڑے کے تھیلے میں کافی سونا بھیجا۔ یہ سونا خاک میں مخلوط تھا۔ اسے صاف نہیں کیا گیا تھا۔ اس کو آنحضرت ﷺ نے زید الخیل اقرح بن حابس، عیونہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن الطفیل چار آدمیوں میں تقسیم کیا عمارہ راوی کو شک ہے کہ علقمہ بن علاثہ کا نام لیا تھا یا عامر بن الطفیل کا اس وجہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور انصار وغیرہ کو کچھ آزردگی ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں۔ مجھے ہر صبح و شام آسمان سے خبر پہنچتی ہے۔ پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی، پیشانی ابھری ہوئی گالوں کا گوشت چڑھا ہوا تھا، داڑھی کے بال بہت گھنے تھے، پنڈلیوں پر اونچی ازار (لنگی) باندھے اور سر گھٹائے (منڈائے ہوئے) تھا۔ اس نے آکر کہا یارسول خدا سے ڈرو (انصاف کرو) آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف سر اٹھا کر فرمایا کہ کیا میں خدا تعالیٰ سے تقویٰ کرنے میں سب سے بڑھ کر لائق نہیں ہوں پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ کیا میں اس کی گردن نہ ماردوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت ﷺ بعض نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ منہ سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے تو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دل چیر کر دیکھوں اور نہ ان کے پیٹ پھاڑوں پھر آنحضرت ﷺ نے اس شخص کی طرف نگاہ کی اور وہ پیٹھ پھیرے جارہا تھا تو فرمایا کہ تم آگاہ رہو کہ اس کے جتھے سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور دین سے ایسے نکل جاویں گے جیسے نشانہ سے تیر نکل جاتا ہے۔ منصف نے کہا یہ شخص جس نے اس طرح بے ادبی سے کلام کیا تھا اس کا نام ذوالخویصرہ تمیمی تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس نے آکر کہا کہ عدل کرو تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ارے تیرا بُرا ہو اگر میں بھی عدل نہ کروں تو کون شخص عدل کرے گا۔ منصف نے کہا کہ دین اسلام میں یہ سب سے پہلا خارجی تھا۔ اس کمبخت پر آفت یہ پڑی کہ وہ اپنے نفس کی رائے پر نازاں ہوا۔ اگر وہ ذرا صبر کرتا تو جان لیتا کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے سے بہتر کسی کی رائے نہیں ہوسکتی ہے۔ اس خارجی شخص کے تابعین وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی۔

اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان لڑائی بہت مدت تک قائم رہی تو معاویہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے مصاحف بلند کئے اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ کو دعوت دی کہ جو کچھ مصاحف مجید میں ہے اس پر ہم اور تم راضی ہوجاویں۔ کہا کہ ایک شخص تم اپنے لوگوں میں سے بھیجو اور ایک شخص ہم اپنی طرف سے بھیجیں اور ان سے عہد لیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کریں۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہم اس پر راضی ہیں۔ چنانچہ اہل شام نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ادھر

اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے رائے نہیں ہے کہ ابو موسیٰ کو بھیجو جو سادہ دل ہیں۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما موجود ہے ان کو کیوں نہ بھیجوں۔ لوگوں نے کہا کہ ان کو ہم نہیں چاہتے۔ کیونکہ یہ تو آپ کی ذات کے مانند آپ کے قرابتی ہیں۔ آخر آپ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اور حکم فیصلہ میں لوگوں کو حاکم فیصلہ میں رمضان تک تاخیر ہوئی۔ پس عروہ بن اذینہ نے کہا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم میں لوگوں کو حاکم بناتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ان الحکم الا اللہ حکم نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اھ (اور یہ شخص مع اپنے تابعین کے جماعت سے خارج ہو گیا) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام صفین سے واپس ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے تو خوارج آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے۔ بلکہ انہوں نے موضع حروراء کوفہ کے قریب مقام میں اپنا جتھہ جمایا۔ حتیٰ کہ وہاں بارہ ہزار خوارج جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ لا حکم الا اللہ اور یہی خوارج کے ظاہر ہونے کی ابتداء ہے۔ خوارج کے لشکر میں ان کے منادی نے آواز دی کہ جنگ کے موقع پر شبث بن ربعی تمیمی سردار ہے اور نماز پڑھانے میں عبداللہ بن الکواء یشکری سردار ہے۔ واضح ہو کہ خارجی لوگ بہت عبادت کیا کرتے تھے مگر ان کی حماقت کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ لوگ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر عالم ہیں اور ان کا سخت مہلک مرض تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ جب خوارج الگ ہوئے تو ایک احاطہ میں جمع ہوئے اور وہ یہاں چھ ہزار تھے۔ سب نے اتفاق کیا کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر خروج کریں لوگ ایک ایک دو دو برابر آتے اور خبر دیتے کہ اے امیر المومنین یہ گروہ آپ پر خروج کرنے والا ہے۔ تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ فرماتے کہ ان کو چھوڑو میں ان سے قتال نہیں کرتا جب تک وہ مجھ سے قتال نہ کریں۔

یہ وقت قریب ہے کہ جب وہ لوگ ایسا کریں گے۔ پھر ایک روز نماز ظہر سے پہلے میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے امیر المومنین ذرا ظہر کی نماز میں ٹھنڈے وقت تک تاخیر کیجیے گا۔ میرا ارادہ ہے کہ اس گروہ خوارج میں جا کر ان سے گفتگو کروں۔ آپ مجھ پر کچھ خوف نہ کیجئے۔ اور میں ایک شخص نیک خلق ملنسار تھا۔ کسی کو ایذا نہیں دیتا تھا۔ آپ نے اجازت دی تو میں نے بہتر بیش قیمت حلہ پہنا اور روانہ ہو کر ان خارجیوں کے یہاں پہنچا۔ دوپہر کا وقت تھا میں نے وہاں ایسی قوم کو دیکھا جن سے بڑھ کر عبادت میں کوشش کرنے والی قوم میں نے نہ دیکھی تھی ان کی پیشانیوں پر سجدے کی کثرت سے زخم پڑ گئے تھے ان کے ہاتھ گویا اونٹ کے دست تھے۔ (جو زمین پر ٹیکنے سے غبار آلود ہو جاتے ہیں) ان کے بدن پر حقیر قمیض تھیں۔ ان کی ازاریں ٹخنوں سے بہت اونچی تھیں۔ اور راتوں کو عبادت میں جاگنے سے ان کے چہرے خشک ہو رہے تھے میں نے ان کو سلام کی تو انہوں نے کہا کہ مرحبا اے ابن عباس آپ اس وقت کس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے پاس مہاجرین و انصار کے پاس سے آیا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے داماد کے پاس سے آیا ہوں۔ انہیں لوگوں پر قرآن نازل ہوا ہے اور یہ لوگ قرآن کے معنی تم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ میری گفتگو سن کر ان میں سے ایک قوم نے کہا کہ (یہ شخص قریش میں سے ہے اور) تم قریش سے مناظرہ مت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے حق میں فرمایا ہے کہ بل ھم قوم خصمون۔ یعنی یہ لوگ جھگڑالو (حجت باز) قوم ہیں۔ پھر ان میں سے دو تین آدمیوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم ان سے مباحثہ کریں گے۔ تب میں نے کہا تم لوگ وہ الزامات بیان کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ کے داماد پر اور مہاجرین و انصار پر لگائے ہیں حالانکہ انہیں لوگوں پر قرآن نازل ہوا ہے اور ان میں سے کوئی بھی تم میں شامل نہیں ہے اور وہ لوگ قرآن کے معانی و مطلب تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ خوارج نے کہا کہ وہ تین باتیں ہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا ان کو

بیان کرو کہنے لگے کہ ایک یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے خدا کے معاملہ میں لوگوں کو ثالچی (فیصلہ کرنیوالا) بنایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحکم الا للّٰہ یعنی حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے تو اس قول الٰہی کے بعد آدمی کو حکم سے کیا تعلق رہا۔ میں نے کہا کہ یہ تو ایک ہوا۔ اور کیا ہے۔ کہنے لگے کے دوسرا اعتراض یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قتل کیا مگر نہ مخالفوں کو لونڈی غلام بنایا اور نہ ان کا مال لے کر غنیمت جہادی ٹھہرایا، تو ہم پوچھتے ہیں کہ جن سے قتال کیا اگر وہ مومنین تھے تو ہم کو ان سے لڑنا حلال نہیں اور نہ ان کو لونڈی غلام بنانا حلال ہے۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ثالچی فیصلہ کا عہد نامہ لکھواتے وقت امیر المؤمنین کا لقب اپنے نام سے مٹا دیا۔ پس وہ اگر امیر المومنین نہیں تو امیر الکافرین ہوئے یعنی کافروں کے سردار ہیں۔ میں نے پوچھا کیا کچھ اس کے سوا بھی کوئی اعتراض باقی ہے۔ خوارج نے کہا کہ بس یہی (اعتراضات) کافی ہیں۔ میں نے کہا کہ پہلا قول تمہارا یہ کہ امر الٰہی میں علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم بنایا ہے بھلا اگر میں تم پر کتاب الٰہی سے ایسی آیات تلاوت کروں جن سے تمہارا قول ٹوٹ جائے تو کیا تم اپنے قول سے توبہ کرلوگے۔ کہنے لگے کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خرگوش کے معاملہ میں جس کی قیمت چوتھائی درہم ہوتی ہے۔ دومردوں کے حکم پر اس کا فیصلہ راجح کردیا۔ اور میں نے یہ آیت پڑھی لا تقتلوا الصید و انتم حرم الایہ (المائدہ پ7 آیت 95) یعنی احرام کی حالت میں شکار کے قتل سے ممانعت فرمائی۔ اور اگر کسی نے جرم کیا مثلاً ایک خرگوش مارا تو فرمایا کہ تم میں دو عادل مرد اس موقع پر جہاں جانور مارا ہے اس کی قیمت کا فیصلہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے عورت اور اس کے شوہر کے معاملہ میں فرمایا۔ وان خفتم شقاق بینہما الایہ (النساء پ5 آیت 35) یعنی مرد کی برادری سے ایک مرد اور عورت کی برادری سے ایک مرد بھیجو وہ دونوں ان کے معاملہ میں حکم کریں۔ اب میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم

دلاتا ہوں کہ بھلا مردوں کا حکم لگانا اپنی درمیانی اصلاح حال میں اور خون ریزی روکنے میں افضل ہے۔ یا یہ کہ ایک خرگوش میں اور ایک عورت کے معاملہ میں افضل ہے۔ خوارج نے کہا کہ ہاں بیشک اصلاح ذاتی میں افضل ہے۔ (کہ اس سے بڑی خونریزی کا سد باب ہوا) میں نے کہا کہ اچھا میں تمہارے اس اعتراض کے جواب سے باہر ہوا (یعنی تم کو جواب مل گیا) کہنے لگے کہ ہاں میں نے کہا کہ رہا تمہارا دوسرا قول کہ علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا اور قیدی وغنیمت حاصل نہ کی۔ تو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم اپنی ماں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی مملوکہ لونڈی بناؤ گے؟ واللہ اگر تم کہو کہ وہ ہماری نہیں ہے تو تم اسلام سے خارج ہوئے۔ اور واللہ اگر تم یہ کہو کہ ہم کو مملوکہ بنادیں گے یا ان سے بھی وہ بات حلال کریں گے جو دیگر عورتوں سے حلال ہوا کرتی ہے تو واللہ تم اسلام سے خارج ہوگئے تم دو گمراہیوں کے بیچ میں کھڑے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجه امھاتھم یعنی مومنوں کے حق میں پیغمبر ان کی جان سے زیادہ پیارااور حقدار ہے اور اس کی ازواج مطہرات ان کی مائیں ہیں۔ پھر اب اگر تم یہ کہو کہ ہماری ماں نہیں ہے تو تم اسلام سے خارج ہو۔ اب بتلاؤ کہ میں تمہارے اس اعتراض کے جواب سے بھی باہر ہوا کہ نہیں۔ کہنے لگے کہ جی ہاں۔ میں نے کہا کہ رہا یہ تمہارا یہ تیسرا قول کہ علی رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کا لفظ اپنے نام سے مٹادیا تو تمہارے پاس ایسے عادل گواہ لاتا ہوں جن کو تم مانتے ہو کہ جب حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے ساتھ صلح ٹھہرائی تو مشرکوں کے سردار ابوسفیان، صخر بن حرب و سہیل بن عمرو وغرہ کے ساتھ عہد نامہ لکھوایااور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو ھذاما صالح علیه محمد رسول الله یعنی یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول اللہ اور الخ۔ تو مشرکوں نے کہا کہ واللہ یہ ہم نہیں جانتے کہ تم رسول اللہ ہو۔ اور اگر ہم بھی جانتے کہ تم رسول اللہ ہو تو ہم تم سے قتال نہ کرتے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

الٰہی تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں پھر فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ اس کو مٹا دو اور اس کو یوں لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے۔ جو محمد ابن عبداللہ اور اہل مکہ نے لکھا الخ۔ اب تم دیکھو کہ واللہ رسول اللہ ﷺ علی رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں اور رسول اللہ کا لفظ اپنے نام سے محو کرادیا۔ حالانکہ اس سے وہ رسول اللہ ہونے سے خارج نہیں ہوگئے۔ ابن عباس بیان کرتے تھے (اس مکالمہ کے نتیجہ میں) خوارج میں سے دو ہزار آدمی توبہ کر کے واپس آئے اور باقی اپنی گمراہی پر مقتول ہوئے۔

جندب الازدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج پر چڑھائی کی اور ان کے لشکر گاہ کے قریب پہنچے تو ان کی تلاوت قرآن کی آوازیں اس کثرت سے آتی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ دوسری روایت میں ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ ثالچی فیصلہ ٹھہرایا تو خوارج میں سے زرع بن البرج الطائی اور حرقوس بن زہیر السعدی دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ لاحکم الا للہ۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ ہاں لاحکم الاللہ۔ تو حرقوس نے کہا کہ آپ اپنے گناہ سے توبہ کیجئے۔ اس ثالچی نامہ سے رجوع کیجئے اور ہم کو لیکر دشمنوں پر چلئے ہم ان سے قتال کریں گے یہاں تک کہ اپنے رب تعالیٰ سے مل جاویں اور اگر آپ یہ لوگوں کا فیصلہ نہ چھوڑیں گے کہ کتاب الٰہی میں حکم لگادیں تو ہم خالص رضائے الٰہی کے واسطے آپ سے قتال کریں گے۔ پھر خوارج عبداللہ بن وہب الراسی کے گھر میں جمع ہوئے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر کہا کہ جو قوم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہو اور حکم قرآن پر عامل ہو اس کو نہیں چاہیے کہ اس دنیا کے واسطے امر معروف اور نہی منکر اور حق بات کہنا چھوڑے۔ اب ہم تم سے چلو نکل کھڑے ہوں۔ (بعد فیصلہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ امابعد یہ دونوں آدمی جو باہمی رضامندی سے حکم بنائے گئے تھے انہوں نے کتاب الٰہی کے خلاف کیا اور

خواہش نفس کی پیروی کی اور اب ہم اپنی والی حالت پر ہیں۔ خوراج نے جواب دیا کہ آپ کو اپنے رب عزوجل کے واسطے کچھ غیظ نہیں آیا بلکہ یہ اپنے نفس کے واسطے آپ کا غصہ ہے اب اگر آپ اپنے نفس پر گواہی دیں کہ آپ کافر ہو گئے تھے اور نئے سرے سے توبہ کریں تو البتہ ہم اپنے اور آپ کے معاملہ میں غور کریں ورنہ ہم اعلان سے تم کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے تمہارے درمیان لڑائی و قتال ہے ایک روز خوارج راستہ میں جاتے تھے تو عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے عبداللہ کو گرفتار کرلیا۔ اور کہا کہ تم نے اپنے باپ سے کوئی حدیث سنی جو وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتا ہو وہ ہم سے بیان کرو۔ عبداللہ نے کہا کہ ہاں۔ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ آں حضرت ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے ایسے فتنہ عظیم کا ذکر کیا جس میں بیٹھ جانے والا کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا بہ نسبت چلنے والے کے بہتر ہوگا اور چلنے والا بہ نسبت دوڑنے والے کے بہتر ہوگا اگر تجھ کو یہ فتنہ پہنچے تو تجھ کو چاہیے کہ مقبول بندہ ہو جائیو خوارج نے کہا کہ کیا تو نے یہ حدیث اپنے باپ سے سنی جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتا تھا عبداللہ نے کہا کہ ہاں۔ تو خوارج نے نہر کے کنارے کھڑا کر کے گردن مار دی۔ چنانچہ ان کا خون نہر میں اس طرح رواں ہوا جیسے جوتی کا تسمہ ہوتا ہے۔ ان کی بیوی حاملہ تھیں ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا اور آگے بڑھ کر ایک ذمی کے باغ میں اترے اس کے درخت سے پھل گرا اس کو ایک نے اپنے منہ میں ڈال لیا تو دوسرے نے کہا کہ بے حلت اور بغیر داموں کے اس کو کھاتا ہے اس نے فوراً منہ سے نکال پھینکا (یعنی ان جاہلوں کی یہ کم بختی تھی کہ ایک پھل کا یہ لحاظ اور عبداللہ بن خباب کا خون بہانے میں اس قدر بے باکی) پھر ان میں سے ایک نے اپنی تلوار نکال کر ہلائی اور ذمی نصرانیوں کے سور وہاں جاتے تھے اس نے ایک سور پر تلوار آزمائی۔ تو دوسروں نے کہا کہ یہ ملک میں فساد کرنا ہوا۔ یعنی حرام ہے تو اس نے جا کر سوروں کے مالک کو تلاش کر کے اس کو جس طرح

ہو سکا راضی کر لیا(نعوذ باللہ جھالتھم باللہ من) حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس آدمی بھیجا کہ جس شخص نے عبداللہ بن خباب کو قتل کیا ہے اس کو قصاص کے لئے ہمارے حوالہ کرو۔ خوارج نے جواب بھیجا کہ ہم سب نے اس کو قتل کیا ہے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ان کو تین مرتبہ اسی طرح آواز دی۔ اور ہر بار خوارج نے یہی جواب دیا تب حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب تم اس قوم کی خبر لو۔ پس ذرا سی دیر میں سب خوارج مارے گئے۔ (یہ واقعہ نہروان ہے) خوارج لڑائی شروع ہونے کے وقت ایک دوسرے کو وعظ کرتے تھے کہ اپنے رب سے ملنے کے لئے آراستہ ہو اور چلو جنت کو چلو۔ پھر ان خوارج کے مقتول ہونے کے بعد ایک جماعت اور خارج ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک سردار کو اس کے قتال کے واسطے روانہ کیا۔ پھر عبدالرحمان بلجم (خارجی) اور اس کے ساتھی جمع ہوئے اور اپنے بھائیوں پر جو نہروان میں مارے گئے تھے۔ رحمت بھیجی اور کہنے لگے کہ ہم کو اب دنیا میں زندگی کا کیا لطف ہے جب کہ ہمارے وہ بھائی مارے گئے جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامتی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ اب ہم کو چاہیے کہ خدا سے اپنی جانیں جنت کے بدلے خریدیں اور موقع تلاش کرتے رہیں، جب ان گمراہ سرداروں (حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہم) کو غافل پاویں تو اپنے بھائیوں کے عوض ان کو قتل کر کے بندگان خدا کو راحت (دو) محمد بن سعد نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ خوارج کے تین سرداروں نے دیہات میں رہنا اختیار کیا تھا۔ ان کا نام عبدالرحمٰن بن بلجم اور برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکرا لتمیمی تھا۔ یہ لوگ مکہ میں (ایام حج میں) جمع ہوئے ۔ اور باہم عہد و میثاق باندھا کہ جس طرح ہو سکے تین آدمیوں یعنی علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کریں اور مخلوق کو ان سے راحت پہنچاویں۔ ان میں سے عمرو نے کہا کہ میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قتل کا ضامن ہوں۔ برک نے

کہا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ضامن ہوں۔ اور ابن بلجم نے کہا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ضامن ہوں۔ پس سب نے عہد کیا کہ جس نے جس کے قتل کا ذمہ لیا ہے اس میں عہد شکنی نہ کرے گا۔ ابن بلجم کوفہ میں آیا اور جب وہ رات آئی جس میں ابن بلجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کا عزم مصمم کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے واسطے مسجد کی طرف نکلے اور ابن بلجم مردود نے آپ کو تلوار ماری جو آپ کی پیشانی پر پڑی اور دماغ تک پہنچ گئی۔ آپ نے آواز دی کہ یہ شخص بچنے نہ پائے۔ پس وہ پکڑا گیا۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا (آپ کی صاحبزادی) نے فرمایا کہ اے دشمن خدا تو نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ اس مردود نے کہا کہ میں نے تو فقط تیرے باپ کو مارا ہے۔ام کلثوم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو اس زخم سے کچھ نقصان نہ ہو گا۔ ابن بلجم بولا کہ پھر تو کیوں روتی ہے۔ پھر بولا کہ واللہ میں نے اس تلوار کو ایک مہینہ تک زہر میں بجھایا ہے اگر اب بھی اس نے کام نہ کیا تو خدا اس کا برا کرے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو ابن بلجم قید خانہ سے نکالا گیا تاکہ قتل کیا جاوے۔ عبداللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے تو اس نے کچھ جزع (آہ و فریاد) نہ کیا اور نہ بولا۔ پھر گرم سیخ سے اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری تو بھی جزع نہ کیا۔ اور اقراء باسم ربک الذی خلق پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ ختم کر دی اور اس حالت میں اس کی آنکھوں سے مواد جاری تھا۔ پھر اس کی زبان کاٹنے کا قصد کیا گیا تو وہ گھبرانے لگا۔ اس سے پوچھا گیا تو کہا کہ مجھے یہ گوارا نہیں ہوتا کہ دنیا میں کچھ دیر بھی اسی حالت میں رہوں کہ اللہ کا ذکر نہ کر سکوں۔ ابن بلجم ایک شخص گندم گوں تھا جس کے چہرہ پر سجدہ کا گہرا نشان تھا۔

مصنف نے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لیں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر بھی ایک خارج جراح بن نسان

نے خروج کیا۔ اور نیزہ مارا جو آپ کی ران مبارک کی جڑ میں لگا خارجی نے کہا کہ تم نے بھی اپنے باپ کی طرح شرک اختیار کیا۔ الغرض خوارج برابر امرائے اسلام پر خروج کرتے رہے اور ان کے مختلف مذاہب ہیں۔

نافع بن الازرق خارجی کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب تک ہم لوگ شرک کے ملک میں رہیں تب تک مشرک ہیں۔ اور جب ملک شرک سے نکل جاویں تو مومن ہیں۔ اور کہتے تھے کہ جو کوئی ہمارے مذہب سے مخالف ہو وہ مشرک ہے اور جس کسی سے گناہ کبیرہ سرزد ہو وہ مشرک ہے اور جو کوئی لڑائی میں ہمارے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے۔ اس فرقہ خوارج نے مسلمان بچوں و عورتوں کا قتل بھی جائز رکھا اور ان کو مشرک قرار دیا۔ اس گروہ میں نجدہ بن عامر الثقفی تھا اس نے فافع بن الازرق سے صرف اس قدر اختلاف کیا کہ مسلمانوں کی جان ومال حرام ہیں اور دعویٰ کیا کہ اس کی موافقت کرنے والوں میں سے جو گنہگار ہوگا وہ جہنم کی آگ کے سوا دوسری آگ سے عذاب کیا جائے گا اور جہنم میں صرف وہی جائیں گے جو اسکے مذہب سے مخالف ہیں۔

ابراہیم الخارجی نے کہا کہ (دیگر مسلمان) قوم کفار ہیں۔ اور ہم اس کے ساتھ نکاح بیاہ کرنا اور میراث کا حصہ بانٹ کرنا جائز ہے جیسے ابتداء اسلام میں جائز تھا۔ بعض خوارج کا قول تھا کہ اگر کسی نے یتیم کے مال سے دو پیسے کھالئے تو اس پر جہنم کی آگ واجب ہو گئی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر (یتیم کا مال کھانے پر) آتش جہنم کی وعید فرمائی ہے (اور اگر یتیم کو قتل کرے یا اس کے ہاتھ کاٹے یا پیٹ پھاڑے تو اس پر جہنم واجب نہیں ہے) مصنف نے کہا کہ خارجیوں کے قصص طویل ہیں اور ان کے عجیب عجیب مذاہب ہیں۔ میں نے ان کے ذکر کو طول دینا فضول سمجھا۔ مقصود تو فقط اسی قدر ہے کہ ابلیس نے کس طرح اپنے حیلے و تلبیس ان احمقوں پر ڈالے جس کے باعث اتنی لڑائیاں لڑے اور یہ اعتقاد رکھا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غلطی پر ہیں، اور یہ احمق

خوارج راہ ثواب پر ہیں، انہوں نے بچوں کا خون بہانا تو حلال سمجھا اور ایک بغیر داموں کے کھانا حلال نہیں جانا۔ اور راتوں کو عبادات میں بیداری میں تعب وتکلیف اٹھائی اور ابن بلجم مردود کو اس کی زبان کاٹے جانے کے وقت اسلئے گھراہٹ ہوئی کہ ذکر کرنا جاتا رہے گا۔ اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل کرنا حلال سمجھا تھا۔ پھر انہوں نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی۔ اگر ان خوارج نے اپنے علم واعتقاد پر غرہ کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھے ہیں تو کیا عجب ہے ان سے بڑھ کر ان کا پیشوا ذوالخویصرہ تھا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ تم نے عدل نہیں کیا ہے۔ انصاف کرو۔ ابلیس کو کہاں یہ بے ادبیاں سوجھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ بدبختی سے ہم کو پناہ دے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم میں ایک قوم ایسی نکلے گی کہاں کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز حقیر سمجھو گے اور ان کے روزہ کے مقابلہ میں اپنا روزہ حقیر سمجھو گے اور ان کے اعمال کے مقابلہ میں اپنے حقیر سمجھو گے۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے تو ان کے حلق سے نہیں اترے گا، اور وہ دین سے ایسے نکل جاویں گے جیسے نشانہ سے تیر نکل جاتا ہے۔ چنانچہ صحیحین میں یہ حدیث موجود ہے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ خوارج جہنمیوں کے کتے ہیں۔

فصل :۔ مصنف نے کہا کہ خوارج کی رائے (عقیدہ) یہ بھی ہے کہ امام ہونا ایک شخص میں مخصوص نہیں ہو سکتا۔ مگر جب کہ اس میں علم وزہد جمع ہو تب وہ البتہ امام ہو گا اگرچہ وہ عجم کے کسانوں میں سے ہو۔ انہیں خوارج کی رائے سے معتزلہ نے یہ قول نکالا کہ خوبی وبرائی کا حکم لگانا عقل کے اختیار میں ہے۔ اور عدل وہ ہے جس کو عقل مقتضی ہو۔ پھر قدریہ فرقہ نکلا۔ اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ معبد الجہنی وغیلان ودمشقی وجعد بن درہم نے قدریہ کا قول کہا (یعنی بندہ سب امور کا خود مختار ہے۔ جیسا کرے ویسا

ہو جاوے) معبد الجہنی کی بناوٹ پر واصل بن عطاء نے تانا تنا۔ اور عمرو بن عبید بھی ان میں مل گیا۔ اسی زمانہ میں مرجیہ فرقہ نکلا جن کا قول یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا۔ جیسے کفر کی حالت میں کوئی بندگی مفید نہیں ہوتی۔ پھر مامون عباسی کے زمانہ میں معتزلہ میں سے ابوالہذیل علاف و نظام و معمر و جاحظ وغیرہ نے فلاسفہ کی کتابیں مطالعہ کر کے اس میں سے مانند لفظ جوہر و عرض وزمان و مکان و کون وغیرہ نکال کر ان کو شرعی مسائل میں ملایا۔ پہلا مسئلہ جو ظاہر کیا گیا وہ قرآن مخلوق ہونے کا مسئلہ ہے اور اسی وقت سے اس فن کا نام علم کلام رکھا گیا۔ ان مسائل کے ساتھ ساتھ مسائل صفات بھی نکالے گئے۔ جیسے علم و قدرت حیات و سننا اور دیکھنا۔ چنانچہ ایک گروہ نے کہا کہ یہ سب ذات کے اوپر زائد معانی ہیں۔ معتزلہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ اپنی ذات سے عالم ہے اپنی ذات سے قادر ہے۔ ابوالحسن الاشعری پہلے جبائی معتزلی کے مذہب پر تھے۔ پھر اس سے جدا ہو کر ان لوگوں میں آ گئے جو صفات ثابت کرتے ہیں۔ پھر بعضے صفات ثابت کرنے والوں نے شئے ہونے کا اعتقاد نکالنا شروع کیا۔ اور انتقال و نزول کے مسئلہ میں مرکز فرض کر کے اس سے زائل ہونے کا اعتقاد نکالا۔

تلبیس ابلیس اردو، صفحہ 148 تا 158

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی اس طویل عبارت سے معلوم ہوا کہ خوارج ایسے عقل کے اندھے ہیں جو اپنی رائے کے آگے کسی کی نہیں مانتے یہی وجہ ہے کہ ذوالخویصرہ خارجی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر خروج کیا اور مارا گیا اور ابن ملجم مردود نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا جس کے نتیجے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے۔ان خارجیوں کا اصل نشانہ مسلمان ہی رہے اور انہوں نے مسلمانوں ہی سے قتال کیا۔ توحید توحید کی آڑ لے انہیں خوارج کے عقائد کو لے کر ابن

تیمیہ حرانی اُٹھا پھر نجد سے محمد بن عبدالواب نجدی نے ان کے اصول کو اپنایا جو کہ آئندہ صفحات میں معلوم ہو جائے گا۔

ابن تیمیہ حرّانی

علامہ ابن تیمیہ حرّانی المتوفی 728ھ) نے ذوالخویصرہ کی مردہ ہڈیوں کو جمع کیا اور اس کے مشن کو زندہ کرکے روضہء اطہر اور مقامات مقدسہ کے سفر کو ناجائز وحرام قرار دیا۔۔علامہ ابن تیمیہ کا مشن ایمان کے خلاف ایک بھرپور سازش تھی جس کا حکومت وقت نے نوٹس لیا اور اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے زیرزمین دفن کردیا۔ کئی صدیوں تک فضاؤں میں خاموشی رہی۔ لیکن بارہویں ہجری میں یہ فتنہ نجد سے پھر اُٹھ کھڑا ہوا جس کے بارے میں مخبر صادق (ﷺ) نے فرمایا تھا کہ هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنِ وَبِهَا يَطْلَعُ قَرْنِ الشَّيطٰنِ۔ ایک صدی تک یہ فتنہ اپنی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہ کر آخر پورے خطہء عرب پر چھا گیا اور دوسری جانب متحدہ ہندوستان کے پایہء تخت دہلی سے سر نکالا جسے نصاریٰ کی حکومت ہونے کے باعث خوب پُرزے نکالنے کا موقع ملا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سازش کتنے ہی بظاہر خوشنما رنگوں میں چاروں طرف سے حملہ آور ہوئی اور کتنے ہی مسلمانوں کو ان کی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کردیا۔ ان کا ظاہر دیکھیے تو نظر آئے گا کہ حقیقت میں مسلمان یہی ہیں یعنی لَتَحْتَقِرَنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ کے پورے مصداق اور حقیقت کا مطالعہ کیجئے تو يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَا يُجَاوِزُ مَنَاجِرَهُمْ کی منہ بولتی تصویر نظر آئیں گے۔

مؤطا امام مالک، حاشیہ، صفحہ 118

آجکل غیر مقلدین ابن تمیہ کو سر پر لئے گھوم رہے ہی۔ ان پر تو زیادہ تعجب نہیں۔ تعجب ہے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے "ناظم اعلیٰ" پر کہ انھوں نے بھی اپنی کتاب

"دعوت وعزیمیت" میں ابن تمیہ کو آسمان پر اُٹھا یا ہے ۔ افسوس حنفیت کا دعویٰ اور غیر مقلدوں کے امام کی حمایت۔

نزھۃالقاری شرح صحیح بخاری، جلد 2 صفحہ 409

جبھی تو نجدیوں نے اپنی کتاب ۱؎ میں "شیخ ابوالحسن" لکھا ہے جب ذہنی و مذہبی ہم آہنگی ہے اس لئے تو اُن کی کتابوں کے حوالے اپنی کتب میں دیتے ہیں تو پھر یہ لوگ حنفی کیسے ہوسکتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے ان لوگوں نے چاندی پر سونے کا پانی چڑھا لیا ہے تو کیا چاندی پر سونے کا پانی چڑھ جانے سے چاندی کی اصلیت ختم ہو جاتی ہے۔ بالکل نہیں ۔چاندی، چاندی ہی رہتی ہے۔ ایسے ہی یہ لوگ اگر حنفیت کا لبادہ اوڑھ لیں تو حقیقت تو بدل نہیں ہوسکتی۔

۱؎ جھودائمۃالحنفیۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنیفہ کی کوششیں اور اس کی وسائل کے بیان میں۔ صفحہ نمبر18۔19

شواہدالحق میں ہے۔

یعنی اس جماعت کا سردار وہ شخص ہے جسے ابن تیمیہ کہا جاتا ہے پس اُس نے کتنی صحیح حدیثوں کو موضوع قرار دیا اور کتنی باطل روایات کو اُس نے صحیح قرار دیا۔

ابراھین الساطعہ لردالشّمس البازغہ، صفحہ 44

وہابیہ کے مورث اعلیٰ ابن تیمیہ نے تو کھلے الفاظ میں فتویٰ دے دیا ہے کہ حضور سیدالمرسلین ﷺ کے روضہ شریف کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفر معصیت ہے جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہیئے۔ بنا بریں زائرین کے علاوہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح و شام

آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں۔ یہ حضور رسول اکرم ﷺ کی جناب میں کمال درجے کی گستاخی ہے۔

ابن تیمیہ کے اس فتوے سے شام و مصر میں بڑا فتنہ ہوا۔ شامیوں نے ابن تیمیہ کے بارے میں استفتاء کیا۔ علامہ برہان بن کاح فزاری نے قریباً چالیس سطر کا مضمون لکھ کر اسے کافر بتایا۔ علامہ شہاب بن جھبل نے اس سے اتفاق کیا۔ مصر میں یہی فتویٰ مذاہب اربعہ کے چاروں قضاء پر پیش کیا گیا۔ بدر بن جماعہ شافعی نے لکھ دیا کہ مفتی یعنی ابن تیمیہ کو اسے فتاوی باطلہ سے بزجر و توبیخ منع کیا جائے۔ اگر باز نہ آئے تو قید کیا جائے۔ محمد بن جریری انصاری حنفی نے لکھا کہ اس وقت بلا کسی شرط کے قید کیا جائے۔ محمد بن ابی بکر مالکی نے کہا کہ اسے اس قسم بزجر د توبیخ کی جائے کہ ایسے مفاسد سے باز آ جاوے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی نے بھی ایسا ہی لکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان 726ھ میں دمشق میں قلعہ میں قید کیا گیا اور قید ہی میں 20 ذیقعدۃ الحرام 728ھ کو اس دُنیا سے رخصت ہوا۔

سیرت رسول ﷺ، صفحہ 505

ابن تیمیہ کے وقت سے ایک فرقہ ایسا پیدا ہوگیا جو کہتا ہے کہ انبیاء بھی دوسرے مردہ اشخاص کی طرح زمین کے نیچے مدفون اور مُردہ ہیں۔ اس لئے مدینہ منورہ میں روضہ شریف پر حاضر ہونا آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے طلب حاجات بے کار و بے سود ہے۔ چنانچہ ابن تیمیہ کا بڑا شاگرد ابن القیّم اپنی کتاب عقائد یعنی قصیدہ نونیہ (مطبوعہ مصر ص 141) میں یوں لکھتا ہے۔

حضرت نبی پر ڈھیروں مٹی اور اینٹیں ہیں۔ دیواریں بنی ہوئی ہیں۔ اگر آپ قبر شریف میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے موت سے پہلے

تھے تو زمین کے نیچے نہ ہوتے بلکہ اس کے اوپر ہوتے۔ واللہ عادت
اللہ یہی ہے (انتہیٰ)

سیرت رسول ﷺ، صفحہ 199

کہتا ہے۔

جیسے سورج ہمارے سروں پر ہے ہم دیکھتے ہیں اسی طرح قیامت کے
دن اللہ عزوجل ہمارے اوپر ہوگا اور ہم دیکھیں گے۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 2 صفحہ 408

اور کہتا ہے۔

اللہ عزوجل کے کیلیئے جسم ہے اگرچہ نوع بشر جیسا نہیں۔

نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 2 صفحہ 409

ابن تیمیہ کے عقیدے کے متعلق علمائے سلف کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ علماء کرام کی نظر میں اس کے عقائد کیسے تھے اور ساتھ ساتھ وہابیوں اور دیوبندیوں کی آرا بھی پیش کریں گے۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا نجدی وہابی کے عقائد وہی ہیں جو کہ ابن تیمیہ کے تھے اور اسی کے مشن کو لے کر یہ اُٹھے ہیں۔ اللہ عزوجل ایسے عقائد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ابن تیمیہ حرّانی کے متعلق آراء

علامہ امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ نبہانی قدس سرہ راسخ العقیدہ سنّی مسلمان اور سچے عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، کسی شخص یا گروہ کو بارگاہِ رسالت میں گستاخ اور بے ادب پاتے، تو بے دھڑک اس کی تردید کرتے اور کسی کی رُو رعایت روا نہ رکھتے۔ ابن تیمیہ کے علم و فضل اور خدمات کے قائل ہونے کے باوجود اس پر سخت ردّ کیا۔ فرماتے ہیں۔

مجھ ایسے چھوٹے سے طالب علم کا ابن تیمیہ اور اُس کے دو شاگردوں ابن قیم اور ابن عبد الہادی ایسے ائمہ کبار پر جرات کرنا ایسا امر ہے کہ اگر اس کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ امر قابلِ ملامت ہے، اسی لئے میں ایک عرصہ تردّد اور پس وپیش میں مبتلا رہا، یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ جب میں نے خود دیکھا کہ ان کی کتابیں پھیل رہی ہیں، تو مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ ان کے خلاف قدم اُٹھایا جائے۔ اگر میں نے ان کے خلاف جرات کی ہے، تو انہوں نے حضور سید الانبیاء اور دیگر انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اور اولیائے کرام کے حقوق پر جرات کی ہے اور ان کی زیارت کرنے والے اور ان سے استعانت کرنے والے ایمان داروں پر جرات کی ہے اور اُنہیں اس بناء پر گروہ مشرکین میں سے شمار کیا ہے، ان کی جرات، دیدہ دلیری، میری جرات سے کہیں بڑی ہے۔ اِن میں کوئی نسبت ہی نہیں (شواہد الحق)

ایک اور جگہ خود یہ سوال اُٹھایا ہے کہ ابن تیمیہ وغیرہ کی علمیت ان کے مخالفین کے نزدیک انبیاء واولیاء کے مزارات کی زیارت کے لئے جمہور مسلمانوں کے سفر اور ان

سے استعانت کا اعلان ثابت نہ ہوتا، تو وہ اُنہیں مشرک قرار دینے کی جرأت نہ کرتے اور اس کا جواب یہ دیا۔

ائمہ بدعت اور اصحاب بدعت و ہوا بھی بڑے بڑے امام اور علماء ہوئے ہیں۔۔۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی میں رہنے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتے تھے کہ آپ کی اُمت میں دین کے معاملے میں اختلاف ہوگا، اسلئے ہمیں حکم دیا کہ ہم سوادِ اعظم کا ساتھ دیں۔ سوادِ اعظم جمہور مسلمان ہیں، یعنی مذاہب اربعہ (مذہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے متبعین اور ہمارے مشائخ صوفیہ اور اکابرین محدثین اُمتِ محمدیہ یہی ہیں اور یہ سب ابن تیمیہ کی بدعات کے مخالف ہیں اوران میں ایسے ایسے حضرات ہیں، جن کا علم اس سے زیادہ، سمجھ زیادہ، دقیق، ذوق زیادہ سلیم، اور معرفت بہت ہی وسیع ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے وقت تک لاکھوں ایسے حضرات ہوئے ہیں، جو علم و عمل میں من کل الوجہ اس سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں، کیا وہ تمام بزرگ اور ساری امتِ مسلمہ سفر زیارت اور استعانت کے سبب گمراہ ہوگی؟ ابن تیمیہ اور گروہ وہابیہ حق وہدایت پر ہوگا؟ یہ ایسی بات ہے جسے کوئی نرا جاہل، بے عقل اور ذوق سلیم سے عاری ہی قبول کرے گا، خصوصاً بدعات میں اس کی شدید اور فاش غلطی ظاہر ہے اور از قبیل خیالات واوہام ہے۔ ائمہ اسلام کی آراء میں سے نہیں (شواہد الحق)

نور نور چہرے، صفحہ 391تا393

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بعض مسائل کی بناء پر ابن تیمیہ حنبلی مذہب سے خارج ہوگیا ہے۔ طلاق کے مسئلہ میں وہ تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیتا ہے اور طلاق کے مسئلہ میں عدد کو لغو قرار دیتا ہے۔ مساجدِ ثلاثہ کے علاوہ کسی

اور کی طرف (قصداً بطور تبرک) سفر کو حرام قرار دیتا تھا۔انبیاء اور اولیاء سے استغاثہ کرنے کو منع قرار دیتا تھا۔ یہ تینوں مسئلے حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مسلک سے نہیں ہیں اور نہ ہی ان مسائل میں آپ سے روایت نقل کی گئی ہے۔ فقہا حنابلہ نے ابن تیمیہ پر حکم لگایا ہے کہ ان مسائل میں اس نے امام احمد بن حنبل کی متابعت نہیں کی۔ بے شک جو حنبلی المذہب ہونے کا دعویٰ کرے پس اُس کو کہا جائے گا کہ امام احمد کے یہ عقائد نہیں ہیں جیسا کہ اس فرقہ مذکورہ نے جہالت کی بناء اور بصیرت کے مٹ جانے کی بناء پر یہ عقائد رکھے ہیں۔ (شواہد الحق، ص190 مطبوعہ مصر)

وہابی مذہب، صفحہ 424-425

اور فرماتے ہیں۔

بے شک اس کا ثبوت چودھویں رات کے چاند کی طرح اظہر من الشّمس ہے کہ مذاہبِ اربعہ کے علماء نے ابن تیمیہ کی بدعات کی تردید کرنے پر اتفاق کیا ہے کہ ان علماء میں سے بعض علماء نے اس کے حوالہ جات پر بھی اعتراض کیا ہے (یعنی وہ غلط حوالے دیتا ہے) جیسے کہ اس کی عقل (کم عقل ہونے) پر اعتراض کیا ہے۔ علماء نے اُس کے ان مسائل کا جن کی بناء پر وہ دین سے الگ ہو گیا ہے اور تمام مسلمانوں کے عقائد کی مخالفت کی ہے سختی سے ردّ فرمایا ہے۔ (شواہد الحق، ص191)

وہابی مذہب، صفحہ 425-426

علامہ نبھانی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ کی تردید جن علماء عظام نے فرمائی ان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

> ابن تیمیہ کے ہمعصروں میں اس کی تردید فرمانے والے بعض حضرات یہ ہیں۔ امام صدرالدین بن الوکیل المعروف ابن المرحل شافعی انہوں نے ابن تیمیہ سے مناظرہ بھی کیا تھا۔ امام ابوحیان یہ پہلے ابن تیمیہ کے دوست تھے جب اس کی بدعات کا ان کو پتہ چلا تو بالکل اُس سے دوستی ختم کردی اور لوگوں کو ابن تیمیہ کے عقائد باطلہ سے ڈرایا۔ امام عزالدین بن جماعہ نے بھی ابن تیمیہ کا ردّ فرمایا ہے۔ اور اس کو بہت بُرا بھلا کہا ہے۔ ان تین آئمّہ کی کتب پر میں مطلع نہیں ہوا۔ ہاں علامہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے اور اس کے ہمعصر رد کرنے والوں میں سے امام الدین الزمکلانی شافعی متوفی 727ھ امام ابن الوردی نے ان کو اِن الفاظ سے یاد کیا ہے۔ عزیز العلم۔ کثیر الفنون، مسند الفتاویٰ دقیق الذھن، کشف الظنون میں ان کی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ کتاب الدرۃ المضیۃ فی الرد علے ابن تیمیہ انہوں نے ابن تیمیہ سے اس کے ان مسائل میں مناظرہ کیا جس کی وجہ سے وہ مذاہبِ اربعہ سے خارج اور منفرد ہوا۔ ان مسائل میں سے بہت شنیع اور غلط مسئلہ یہ ہے کہ اس نے مزارات انبیاء اور صالحین خصوصاً حضور پُرنور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی طرف جانے سے روکا اور ان سے استغاثہ سے بھی روکا (شواہد الحق للنبھانی، ص 177، مطبوعہ مصر)

وہابی مذہب، صفحہ 426-427

علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔

> کتاب العرش ابن تیمیہ کی قبیح ترین کتابوں میں سے ہے اور جب اس پر شیخ ابو حیان (لغت کے بہت بڑے ماہر) مطلع ہوئے تو مرتے دم تک ہمیشہ ابن تیمیہ پر لعنت کرتے رہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے (شواہد الحق، ص 247)

وہابی مذہب، صفحہ 437

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفِ لطیف میں تحریر فرمایا ہے کہ ابن تیمیہ کا سرکار علی مرتضٰی شیرِ خُدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق یہ عقیدہ بھی تھا کہ۔

> حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن میں اسلام قبول فرمایا تھا اور بچہ کا بچپن کا اسلام قبول صحیح اور معتبر نہیں ہے۔ (الدرر الکامنہ، ص 155
> جلد 1)

وہابی مذہب، صفحہ 415-416

درر کامنہ، ص 145 میں ہے۔

> ابن تیمیہ حرانی نے بعد ازاں 698ھ میں صوفیائے کرام کے حق میں زبان درازی شروع کی اور اس اُمت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی ﷺ کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں اور نہ کچھ

کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اُن سے فریاد کرنا اور اُن سے امداد وشفاعت کی اُمید وابستہ رکھنا شرک ہے اور یہ کہا کہ روضہء اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔ سب سے پہلا یہ شخص ہے جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک کہا۔ چنانچہ روضہء اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ سے تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حرانی کو بدلائل روضہء اطہر پر سفر کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ کی تو جلال الدین قروینی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔ بعدازاں اُس کے توبہ کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر بدلا۔ پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ علماء کے اتفاق سے اس شخص کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ لہٰذا مَنِ اِعْتَقَدَ اِعْتِقَادَ اِبْنِ تیمیۃ حَلَّ مَالُهُ وَدَمُهُ جو تمہیں ابن تیمیہ کے عقیدے کا ملے اُس کا مال لوٹ لو اور اُس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند کے واسطے وہابیت روپوش ہو گئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تیمیہ کے شاگرد نے جامعہ امیر حسین اور جامعہ عمر بن عاص میں ابن تیمیہ کے عقیدے کا وعظ کیا۔ درر کامنہ ص 302 میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے نبی ﷺ اور بزرگوں کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کئے تو اُس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا تو اُس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گدھے پر اُلٹا سوار کر کے شہر میں پھرایا۔ اور اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے نبی ﷺ کی ہتک میں وعظ کیا ہے پھر اُس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری

جگہ ابن تیمیہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے تیمی مذہب کی تبلیغ شروع کردی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ چنانچہ انہی دنوں کے فتویٰ آجکل بھی وہابی اُن کی تقلید میں فتوی دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے برخلاف بھی کچھ کہنے پر تُل آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے عقیدے کا دھواں رہتا رہا اس کے شاہانِ اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی اشاعت نہ ہوسکتی تھی (درر کامنہ مصنفہ ابن حجر عسقلانی)

مقیاس حنفیت، صفحہ 573-574

ابن حجر مکی درر کامنہ میں لکھے ہیں۔

ابن تیمیہ نے فتویٰ حمویۃ لکھا جس میں نبی کریم ﷺ اور اولیاء اللہ کے متعلق بہت زیادتیاں لکھیں جس سے مسلمان بہت مخالف ہوگئے۔ ابن تیمیہ کی پہلے تھوڑی تھوڑی باتوں کا لوگوں نے ربیع الاوّل ص 698ھ میں انکار کیا اور ابن تیمیہ کے فتوی حمویہ لکھنے کی وجہ سے فقہاء کی ایک جماعت اس کے مقابلے کے لئے کھڑی ہوگئی اور ابن تیمیہ کے ساتھ مناظرے شروع ہوگئے اور ابن تیمیہ بند ہوگیا پھر قاضی امام الدین کے ساتھ حاضر ہوا۔ قاضی نے اس کی مدد کی اور اس کے بھائی جلال الدین نے اعلان کیا کہ جس نے تقی الدین کی طرف سے کچھ کہا ہم اس کو سزا دیں گے پھر دوبارہ 705ھ میں عدالت میں بلایا گیا۔ پھر صفر 709ھ میں اسکندریہ میں منتقل کیا گیا پھر وہاں سے نکال کر قاہرہ لوٹایا گیا پھر اسکندریہ لایا گیا پھر ناصر کے روبرو پیش کیا گیا تو اس نے ابن تیمیہ کو

بری کر دیا اور 712ھ کے آخیر میں دمشق جا پہنچا۔ ابن تیمیہ کے عقائد کے اظہار کے لیے بادشاہ کے نائب کے روبرو پیش کیا گیا جب ابن تیمیہ نے پھر غلط مسائل بیان کئے تو اس کے لئے سات رجب کو ایک مجلس منعقد کی گئی اور اس کا عقیدہ دریافت کیا گیا۔ ابن تیمیہ نے ان مسائل سے کچھ تحریر کردیے پھر انہوں نے ابن تیمیہ کے عقیدے کو پیش کیا جو وہ واسطیہ میں مشہور تھا ابن تیمیہ کی کتاب عقیدہ واسطیہ سے ابن تیمیہ کے عقائد کو بیان کیا گیا اور کئی مقامات پر مناظرے ہوئے پھر بارہ رجب کو اجتماع ہوا اور انہوں نے صیفی ہندی کو ابن تیمیہ سے مناظرے کے لئے تیار کیا پھر لوگوں نے اس کو پیچھے ہٹا کر کمال زملکانی کو آگے کیا پھر حاکم نے فیصلہ دیا کہ ابن تیمیہ خود اقرار کرتا ہے کہ وہ امام شافعی کا مقلد ہے"۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ غیر مقلدیت کے دلائل پیش کرتے رہے اس وقت غیر مقلد کوئی نہ تھا اخیر ابن تیمیہ نے شکست کھا کر اقرار کیا کہ میں امام شافعی کا معتقد ہوں یا تقیہ کیا کیونکہ ابن تیمیہ پہلا غیر مقلد تھا اس سے پہلے سب مقلدین تھے۔

مقیاس وہابیت، صفحہ 590 تا 592

پھر کیا ہوا۔

ابن تیمیہ نے اقرار کیا کہ میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا مقلد ہوں۔ ابن تیمیہ کے عقیدت مند بھاگ نکلے کہ ابن تیمیہ نے غیر اللہ سے مدد لے لی تو وہ ممانعت کی وجہ سے بڑا ناراض ہوا اور پھر مسلمانوں نے ابن تیمیہ کے ایک عقید تمند کی شکایت جلال قروینی کے سامنے

> پیش کی جو عدالت اسلامیہ کا پی اے تھا تو اس نے ابن تیمیہ کے اس عقید تمند کو سزا دی اور اسی طرح قاضی حنفی نے بھی ابن تیمیہ کے دو عقید تمندوں کو سزا دی (درر کامنہ)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ بڑا تقیہ باز تھا جو جھوٹ کا بڑا عادی تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اکابرین سلاطین اسلامیہ کے قضاۃ ابن تیمیہ کے اس عقیدے پر کہ روضہ اطہر مصطفٰی ﷺ پر جانا جائز نہیں اور مصطفٰی ﷺ سے استغاثہ جائز نہیں وغیرہما اس کو اور اس کے اس عقیدہ رکھنے والوں کو سزائیں دیتے رہے۔

مقیاس وہابیت، صفحہ 597

مزید لکھتے ہیں۔

> ابن تیمیہ کا معاملہ تین قاضیوں شافعی، مالکی اور حنفی کے روبرو پیش کیا گیا ان کے ساتھ اس کے جیل سے نکالنے کے متعلق بات ہوئی تو تمام نے اتفاق کیا کہ اس کو بعض شرطوں پر رہا کیا جائے کہ وہ اپنے بعض عقائد سے توبہ کرے بار بار ابن تیمیہ کو پیغام بھیجا گیا لیکن اس نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا اور قید میں ہی بند رہا پھر اس کی سفارش کی گئی جن سفارش کرنے والوں سے امیر آل فضل بھی تھا۔ تئیس ربیع الاوّل کو قید سے نکال کر قلع میں فقہاء کے ساتھ بحث کے لئے پیش کیا گیا عدالت میں اس نے لکھ دیا کہ میں اشعری ہوں (یہ بھی ابن تیمیہ کا تقیہ تھا) کیونکہ بعد میں بدل گیا تھا۔

مقیاس وہابیت، صفحہ 601-600

اور لکھتے ہیں۔

پھر رجب 720ھ میں حکومت کی ایک کانفرس منعقد کی گئی اور ابن تیمیہ کو قلعے میں قید کیا گیا پھر محرم 721ھ میں بری کیا گیا پھر دوبارہ شعبان 726ھ میں مسلمانوں نے شہادتیں دیں کہ ابن تیمیہ روضہ مصطفےٰ ﷺ کی زیارۃ کے لئے سفر کر کے جانے کو شرک کہتا ہے پھر حکومت نے قلعے میں پاؤں کو زنجیر باندھ کر قید کر دیا یہاں تک کہ ذیقعدہ کی بائیسویں رات 728ھ کو قید میں ہی مرا۔

مقیاس وہابیت، صفحہ 604

علامہ عبدالرحمٰن سلہٹی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ عبدالرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمتہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''سیف الابرار'' میں ابن تیمیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ :۔

> ابن تیمیہ وہابیوں کا سردار ہے وہ شیخ الاسلام نہیں بلکہ شیخ البدعۃ اور شیخ الآثام (تمام برائیوں کی جڑ) ہے اور یہ ہی وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے تمام عقائدِ فاسدہ کو بیان کیا ہے اور حقیقت میں وہی اس گمراہ فرقہ کا بانی ہے۔(سیف الابرار علے المسلول الفجار، ص 11، مطبوعہ دہلی واستنبول)

وہابی مذہب، صفحہ 409-410

علامہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دُنیائے علم کی ممتاز شخصیت علامہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفِ لطیف ''تحفہ الناظرین'' میں ابن تیمیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ :۔

> خُدا کو مجسم کہتا تھا۔ اور سفر زیارت رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام اور تحقیر و توہین بعض خلفائے راشدہ اور آئمہ مجتہدین طریقہ

اس کا تھا۔ اور کتاب صراطِ مستقیم اُس کی اسباب میں موجود ہے۔ آخر علمائے عصر شیخ داؤد سمان و شیخ کمال الدین سبکی نے اس کے عقیدہ باطل کو رد کیا اور اُسے گرفتار کر کے مدرسہ کاملیۂ مصر میں لے گئے۔ مجلس منعقد ہوئی۔ قاضی و مفتی تمام جمع ہوئے اور اُس کو قائل کیا اور حکم سلطان تمام بلاد میں جاری ہوا کہ عقیدہ ابن تیمیہ خلافِ اجماع ہے جو کوئی اُس کی پیروی کرے گا سزایاب ہوگا۔ پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمۃ میں گفتگو ہوئی آخر اس مقدمہ میں قید ہوا کہ اہانت اولیاء و مشائخ و علماء کفر ہے اور توسّل نبی الرحمۃ متفق علیہ علمائے اُمت ہے اور منکر اس کا گمراہ ہے۔ چنانچہ زمانہ دولتِ ناصریہ میں ابن تیمیہ نے توبہ کی اور رہائی پائی اور جب شام میں آیا تو پھر ایسی باتوں سے قید خانہ دمشقی میں قید ہوا اور حکمِ عام بادشاہی جاری ہوئے کہ جو کوئی عقیدہ ابنِ تیمیہ پر ہوگا اُس کا خون و مال حلال ہے۔ اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونے کے خارجی بھی تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب میں بے ادبی کرتا تھا۔ (تحفہ الناظرین، ص68)

وہابی مذہب، صفحہ 413-414

علامہ ابو حامد بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابو حامد بن مرزوق علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب التوسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجہلۃ الوہابین میں ابن تیمیہ کے عقائد درج کر کے ان کا احسن دلائل سے رد فرمایا ہے۔ علامہ ابن مرزوق علیہ الرحمۃ اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

بے شک ابن تیمیہ کا پختہ عقیدہ تھا کہ یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ بلندی کے لحاظ سے حقیقی طور پر عرش کے اُوپر ہے۔ (التوسل بالنبی، ص 11، مطبوعہ استنبول)

وہابی مذہب، صفحہ 414

شیخ الامام الفقیہ المحدث العلامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الامام الفقیہ المحدث العلامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ اپنی مبارک تصنیف شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام میں لکھتے ہیں۔

۔۔۔ اہل ادیان میں سے کسی ایک نے کسی زمانے میں بھی ان عقائد کا انکار نہیں کیا یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا۔ اُس نے اس میں ان کا انکار کیا۔ ضعیف اعتقاد والوں کا عقیدہ مشتبہ ہو گیا اور اُس نے ایک ایسا راستہ اختیار کیا جس کو کسی زمانہ میں بھی کسی نے اختیار نہیں کیا۔ (اشفاء السقام، ص 119، مطبوعہ حیدر آباد دن)

وہابی مذہب، صفحہ 415

علامہ سبکی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ کے خط سے اس کا یہ عقیدہ استنباط کرتے ہوئے فرمایا۔

جس نے یہ دعویٰ کیا (ابن تیمیہ) کہ انبیاء کرام اور باقی اموات مسلمین کے مزارات برابر ہیں تو وہ امر عظیم لایا۔ ہم اس میں اُس کی خطاء اور بُطلان کو یقینی سمجھتے ہیں اور اس میں نبیء پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کو باقی مسلمانوں کے درجہ کی طرف گرانا ہے۔ اور یہ بات یقینی کفر ہے۔ کیونکہ جس نے حضور پُر نور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت اور واجب گرایا تو وہ بے شک کافر ہوا۔ اگر وہ منکر کہے کہ یہ گرانا نہیں بلکہ ثابت سے زیادہ تعظیم کی رکاوٹ ہے تو میں (سبکی) کہتا ہوں کہ یہ جہالت اور بے ادبی ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظاہری زندگی میں اور انتقال کے بعد اس قدر تعظیم وتکریم سے زیادہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں اور جس شخص میں ذرہ برابر ایمان ہے وہ اس بات میں قطعاً شک نہ کرے گا۔ (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، ص96، مطبوعہ حیدر آباد دکن)

وہابی مذہب، صفحہ 434-433

علامہ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ نے نبیء پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کا استقبال کرنے کی بحث میں اب تیمیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

اس شخص ابن تیمیہ نے اپنا مذہب خودساختہ بنالیاہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت قصداً نہیں کرنی چاہیے۔ ابن تیمیہ کی جو شخص مخالفت کرتا تھا۔ اُس کو اپنے پر حملہ کرنے والا سمجھتا تھا۔ جب ابن تیمیہ اپنے مدِّمقابل کا ردّ نہ کر سکتا تھا تو وہ اُس شخص کو فوراً جھوٹا کہہ دیتا تھا۔ بے شک کسی نے بالکل صحیح کہا

ہے کہ اُس کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہے۔(غیث الغمام بر حاشیہ امام الکلام، ص 57)

وہابی مذہب، صفحہ 417

شیخ ابوالمفتوح شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ القوی

شیخ ابوالمفتوح شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ القوی ابن تیمیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ۔

میں نے دیکھا ہے کہ اُس کے دل میں جو چیز آ جاتی تھی اُس سے رجوع نہیں کرتا تھا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اس میں علم کثیر تھا مگر عقل قلیل تھی۔ (غیث الغمام، ص 57 مطبوعہ لکھنؤ)

وہابی مذہب، صفحہ 418

مفتی حرم شریف علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی حرم شریف علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے بھی فتاویٰ حدیثیہ میں ابن تیمیہ کا سرکار علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق عقیدہ باطلہ تحریر فرمایا ہے کہ۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین سو سے زائد جگہ غلط فتوے دیئے۔ (فتاویٰ حدیثیہ، 100 مطبوعہ مصر)

وہابی مذہب، صفحہ 418-419

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ کے عقائد اپنی کتاب فتاویٰ حدیثیہ میں اس طرح درج فرمائے ہیں۔

بے شک ہمارا رب (ان باتوں سے پاک اور بلند ہے جن کے قائل ظالم اور جاہل لوگ ہیں)۔ حوادثات (فانی چیزوں) کا محل ہے (اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور منزّہ ہے) بے شک اللہ تعالیٰ مرکب ہے۔ اُس کی ذات اس طرح محتاج ہے جس طرح کُل جزو کا محتاج ہوتا ہے (اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے) بے شک قرآن پاک فانی چیز ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ جہاں اپنی نوعیت کے لحاظ سے قدیم کے مخلوق ہوتے ہوئے دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ موجود رہا ہے۔ اب ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ کو واجب بالذات تسلیم کیا ہے اور فاعل بالاختیار ہونے کی نفی کردی ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے) اور وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے جسمیت جہت اور مکان سے منتقل ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو عرش کے برابر سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ قبیح اور بُرے بہتان سے اور اس کُھلے اور واضح کفر سے بلند و بالا ہے اُس نے پیروکاروں کو ذلیل کیا اور اپنے عقید تمندوں کی جماعت کو پراگندہ کیا ہے اور اُس نے کہا ہے کہ دوزخ فنا ہو جائے گا۔ اور انبیاء کرام علیہ السلام معصوم نہیں ہیں اور بے شک رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی عظمت اور بزرگی نہیں ہے اور نہ ہی ان کی ذات کے ساتھ وسیلہ پکڑا جائے۔ زیارت کی نیت سے ان کی طرف سفر کرنا گناہ ہے۔ ایسے سفر میں قصر نماز نہ پڑھی جائے۔ اور ایسا کرنے والا شخص قیامت کے دن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ بے شک

تورات اورانجیل کے الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ تبدیلی صرف اس کے معانی میں ہوئی ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص 100 مطبوعہ مصر)

وہابی مذہب، صفحہ 419-420

شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ

ابن تیمیہ حرانی کے عقائد و نظریات کی تردید تو کتنے ہی اکابر اہلسنت نے کی اور متاخرین علمائے اہلسنت نے اُن کے نظریات سے ہمیشہ برات کا اعلان ہی کیا اور اُنھیں دین وایمان کی موت قرار دے کر مسلمانوں کو ہمیشہ اُن عقائد سے بچنے کی تلقین ہی کرتے رہے۔ اہلسنت کے مایہء ناز محدث شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی رحمتہ اللہ علیہ نے علامہ ابن تیمیہ حرانی (المتوفی 728ھ) کے مخصوص عقاید و نظریات کے پیش نظر، شرعی فیصلہ یوں صادر فرمایا ہے۔

> ابن تیمیہ ایک شخص ہے جس کو خُدا نے رسوا کیا، گمراہ کیا، اندھا کیا، بہرا کیا اور ذلیل کیا۔ اِسی لیے ائمہ دین نے اِسلام امر کی صراحت کی اور اُس کے فسادِ احوال اور جھوٹے اقوال کو بیان کیا۔ جو تصدیق کا ارادہ رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اُس امام و مجتہد کی تصانیف کا مطالعہ کرے جن کی امامت، جلالت اور مرتبہء اجتہاد تک رسائی پر سب کا اتفاق ہے یعنی شیخ ابوالحسن سبکی نیز اُن کے فرزند ارجمند علامہ تاج الدین سبکی اور اماموں کے شیخ حضرت عزبن جماعہ اور اُن کے معاصرین اور دیگر علمائے شافعیہ مالکیہ اور حنیفہ وغیرہ کی۔ ابن تیمیہ نے صوفیا متاخرین پر اعتراض کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اُس نے حضرت عمر بن خطاب اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے

اکابر صحابہ پر بھی اعتراضات کئے جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ اُس کا کلام کوئی وزن نہیں رکھتا بلکہ ویرانے میں پھینکنے کے لائق ہے۔ ابن تیمیہ کے بارے میں عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ وہ بدعتی، گمراہ، گمراہ کن، جاہل اور حد سے نکل جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے کے ساتھ اپنے عمل سے معاملہ کرے اور ہمیں اُس کے جیسے طریقے اور عقیدے سے بچائے۔ اٰمین۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص99)

برطانوی مظالم کی کہانی، صفحہ 187-188

امام المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

امام المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی علیہ الرحمۃ بھی ابن تیمیہ کے متعلق اپنا فیصلہ دیتے ہیں کہ۔

اور بے شک میں نے ابن تیمیہ کا انجام یہ دیکھا کہ اس کو ذلیل کیا گیا۔ اس کی بُرائی بیان کی گئی۔ اور حق و باطل سے اس کی تضلیل اور تکفیر ہوئی اور وہ اس ضاعت کے داخل ہونے سے پہلے اپنی زندگی پر خصوصاً سلف پر منور اور مضَی تھا۔ پھر وہ (باطل اور بدعت مسائل کی بناء پر) لوگوں کے نزدیک اندھیرے والا۔ گرہن والا غبار آلود ہوگا اپنے اعداء اور مخالفین کے نزدیک دجّال۔ بہتان تراش کافر ہوگیا۔ عاقلوں اور فاضلوں کے گروہوں کی نظر میں فاضل ۔ محقق۔ بارع بدعتی ہوگا۔ (شواہد الحق للنبھانی، ص 184 مطبوعہ مصر)

وہابی مذہب، صفحہ 422

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حنفیوں کی مشہور و معروف شخصیت شارح مشکوٰۃ المصابیح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح شفا میں ابن تیمیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ :۔

حنبلیوں سے ابن تیمیہ نے نبیء کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے سفر کو حرام قرار دے کر زیادتی کی ہے جیسا اُس کے علاوہ دوسروں نے بھی زیادتی کی ہے۔ نبیء پاک ﷺ کے قبر مبارک کی زیارت کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ دین میں بالکل واضح طور پر معلوم ہے۔اس کے منکر پر کفر کا حکم لگایا جاتا اور دوسری بات (زیارت کرنے والوں کو منع کرنے والو کا کافر قرار دینا) حق کے زیادہ قریب ہے۔اس لیے کہ جس کے مستحب ہونے میں علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو چیز متفقہ طور پر مُباح ہو اُس کو حرام قرار دینا کُفر ہے۔ (شواہد الحق،ص184، عجالہ بردوسلہ،ص18)

وہابی مذہب، صفحہ 436-435

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ کے متعلق لکھا ہے۔

اُس کا یہ خیال تھا کہ وہ ان خرافات کے ساتھ توحید کی جانب کی حمایت کررہاہے جن خرافات کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خرافات کسی عاقل سے صادر نہیں ہوسکتے یہ بہت عجیب بات ہے چہ جائیکہ ایک فاضل سے صادر ہوں۔ (نسیم الریاض شرح شفاء شریف جلد3، ص514، شواہدالحق، ص185، عجالہ بردوسالہ، ص19)

وہابی مذہب، صفحہ 436

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِیْ عِیْدًا حدیث شریف کے تحت ابن تیمیہ کا رد اس طرح فرمایا ہے۔

اس حدیث شیریف میں ابن تیمیہ وغیرہ کے قول کو بالکل دلیل نہیں۔ کیونکہ اجماع اُمت کا اس کے خلاف ہونا اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کی تفسیر ان مفہومہ تفسیر کا غیر ہے۔ ان کا اس حدیث سے غلط مفہوم نکال کر دعویٰ کی دلیل بنانا شیطانی وسوسہ ہے (شواہد الحق، ص181)

وہابی مذہب، صفحہ 436-437

شیخ العلماء علامہ محمد نجیت المطیعی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ العلماء علامہ محمد نجیت المطیعی علیہ الرحمۃ نے بھی ابن تیمیہ کے عقائد کو عقائد باطلہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

ہم نے ابن تیمیہ کے عقائد باطلہ کی تردید کرنے کا پورا ارادہ کیا تھا لیکن جب ہم نے علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ کی کتاب شفاء السقام دیکھی تو اُس میں ہم نے ابن تیمیہ کے عقائد باطلہ کی مدلّل تردید پائی تو اُسی کو کافی سمجھا اور اس کتاب کی نشر واشاعت کو زیادہ کرنے کی کوشش کی۔ (تطہیر الفوائد من ونس الاعتقاد، ص 13، مطبوعہ ترکی)

وہابی مذہب، صفحہ 437

زبدۃ المفسرین علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ

زبدۃ المفسرین علامہ صاوی علیہ الرحمۃ اللہ الباری نے بھی ابن تیمیہ کے متعلق فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

علماء نے ابن تیمیہ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین، ص 96 جلد 1)

وہابی مذہب، صفحہ 438

علامہ مجدالدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے بھی ابن تیمیہ اور اس کے ہم خیالوں کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔

لیکن لَا تشدُّ وَالرِّحاَل والی حدیث شریف میں سے زیارت کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ وہ زیارت کے ثبوت پر دلیل ہے جس نے اِس حدیث کو حُرمتِ زیارت پر دلیل بنایا ہے۔ اُس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت میں بہت بڑی جرات کی ہے اور اس سے کہنے والا کا کُند ذہن قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے اور وہ استدلال و استنباط اور اجتہاد کے درجہ کی کیفیت سے بالکل بے خبر ہے۔ حالانکہ یہی حدیث شریف زیارت کے مستحب ہونے پر دو طریق سے واضح دلیل ہے۔(اَلصِّلاتُ والبشر فی الصّلاةِ علی خیر البشر، ص 127)

وہابی مذہب، صفحہ 438

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ ولی اللہ کے لخت جگر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں بھی ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ کے متعلق شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔

منہاج السنہ وغیرہ کتابوں میں ابن تیمیہ کا جو کلام پایا جاتا ہے۔ نہایت وحشت ہوتی ہے۔ بالخصوص ان باتوں سے انسان متوحش ہو جاتا ہے۔ جو اُس نے اہلبیت اطہار پر زیادتی (تنقیص اور توہین) کرتے ہوئے لکھی ہیں۔ اور نبیء پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے منع کیا ہے۔ غوث قطب اور ابدال کا انکار کیا ہے۔ صوفیاء کرام کی تحقیر اور توہین کے لیے اس نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اسی طرح اس کی بہت سی باتیں ہیں۔ شام، مغرب اور مصر کے علماء کرام نے اس کے دور میں ہی اس کا مضبوط رد لکھ دیا تھا۔ اس کے شاگرد ابن قیمؔ نے اگرچہ ابن تیمیہ کے کلام کی توجیہات اور تاویلات بیان کی ہیں۔ مگر علمائے اہلسنت و جماعت نے ان تاویلات کو قبول نہیں کیا۔ ہمارے مخدوم معین الدین سندی نے بھی ہمارے والد ماجد (شاہ ولی اللہ دہلوی) کے زمانہ میں ابن تیمیہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ علماء اہلسنت و جماعت کے نزدیک ابن تیمیہ کا کلام باطل ہے۔ (فتاویٰ عزیزی، ص 80-81، ج2، مطبوعہ دیوبند)

وہابی مذہب، صفحہ 439-440

علامہ شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف سیف الجبار میں فرماتے ہیں۔

اجماع کیا اسکے عصر کے عالموں نے اُس کی گمراہی پر اور قید ہوا اور منادی ہوئی اسلام کے شہروں میں کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہوا۔ اُس کا مال اور خون مباح ہے۔ (سیف الجبار، ص 144)

وہابی مذہب، صفحہ 441

شیخ احمد مناوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ احمد مناوی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کے متعلق جو فیصلہ دیا ہے۔
اُس کو علامہ نبھانی نے یوں نقل فرمایا ہے کہ۔

ابن تیمیہ اور ابن قیمؔ کا بد عتی ہونا بالکل مسلم چیز ہے (شواہد الحق، ص189)

وہابی مذہب، صفحہ 461

شیخ محمد برلسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ

مالکی عالم شیخ محمد برلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

یعنی ابن تیمیہ نے بڑی جسارت دکھائی اور دعویٰ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہء انور کی زیارت کے لئے سفر کرنا بالاجماع حرام ہے (معاذاللہ) (شواہد الحق)

ابراھین الساطعہ لردالشمّس البازغہ، صفحہ 44

نیز فرماتے ہیں۔

یعنی ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں ائمہ کرام کا اختلاف کیا اور ہلکی ہلکی و حقیر باتوں سے خلفائے راشدین پر اعتراضات کئے ہیں۔

ابراھین الساطعہ لردالشمّس البازغہ، صفحہ 44

ابن بطوطہ

شہرۂ آفاق مؤرخ ابن بطوطہ نے غرائب الامصار کتاب میں دمشق کے علماء و فضلا کے ذکر میں لکھا ہے۔اِنَّ فِي عَقلِهِ شيئًا اس کی عقل میں کوئی چیز (فتور) تھی۔

پس اُس نے اپنے وعظ میں کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر اُترتا ہے اس طرح جس طرح کہ میں منبر کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر اُترتا ہوں۔ لوگوں سے اس کو غلط قرار دیا۔ (غیث الغمام، ص 57 مطبوعہ لکھنؤ)

وہابی مذہب، صفحہ 417
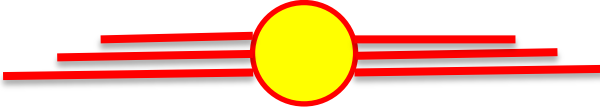
خبر نہیں کیا ہے کام اس کا خدافریبی یا خود فریبی
حقیقت سے ہے بے گانگی کرشمہ عقیدت و فرقہ پرستی

ابن تیمیہ کے باطل عقائد وہابیوں کی اپنی نظر میں

ابوزہرہ

وہابیوں کے ممدوح ابوزہرہ نے اپنی کتاب میں ان فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے جن سے ابن تیمیہ کا مقابلہ اور مخالفت رہی لکھاہے کہ :۔

> اس سلسلہ میں ہم خوارج کا ذکر نہیں کریں گے کیونکہ ان سے امام ابن تیمیہ کی کوئی آویزش نہیں ہوئی۔ (حیات ابن تیمیہ، ص 259)

وہابی مذہب، صفحہ 441

اور لکھتے ہیں۔

> ابن تیمیہ بعض مسائل میں جملہ مذاہب اربعہ کی مخالفت پر مجبور ہوگئے اور دوسرے مذاہب کی حتیٰ کہ شیعہ مذہب تک کی بعض رائیں قبول کرلیں۔ (حیات ابن تیمیہ، ص 335)

وہابی مذہب، صفحہ 447

ابوزہرہ صاحب اور لکھتے ہیں۔

> اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ وہ اپنے حریفوں کے ساتھ کس قدر ہمت اور دلیری سے بحث کرتے ہوں گے۔ اور ان پر کس قدر شدت اختیار کرتے ہوں گے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے حریف پر کفر کا الزام لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ (حیات ابن قیمؒ، ص 455)

وہابی مذہب، صفحہ 448

ثناء اللہ امرتسری

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے کفر کے فتویٰ کی تصدیق جو کہ سردار الوہابیہ ہیں۔

انہوں نے اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ۔

اٹھارہ بڑے بڑے فقہا نے علامہ (ابن تیمیہ) کے کفر کا فتویٰ دیا جن کے سر گروہ قاضی اخنائی مالکی تھے۔ چاروں مذہب یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی فقہاء سے فتویٰ لیا گیا سب نے بالاتفاق علامہ (ابن تیمیہ) کی قید کا فتویٰ دیا۔ (اہلحدیث امرتسر، ص6، 18 ستمبر 1908ء)

وہابی مذہب، صفحہ 450

مسلک اہلحدیث کے ترجمان ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور نے 16 اپریل 1982ء کی اشاعت میں واشگاف لکھا ہے کہ :۔

امام ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم نے یہ موقف اختیا کیا ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کی بجائے نبی (ﷺ) کی قبر اقدس کی زیارت کی نیت سے جانا حرام ہے۔۔۔۔ روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے۔ (''الاسلام'' لاہور نے 16 اپریل 1928ء)

رضائے مصطفیٰ ماہ رجب المرجب 1417ھ بمطابق نومبر 1996ء

عبدالحئ لکھنوی

وہابیوں کے علامہ عبدالحئ لکھنوی کا ابن تیمیہ کے متعلق لکھا ہے۔

میں نے ابن تیمیہ کے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے وہ بالکل سچ اور واضح حق ہے۔ میں ان میں سے نہیں ہوں جن کو ابن تیمیہ نے گمراہ کیا ہے۔ اور اہل سنت و جماعت سے نکال دیا ہے۔ اُس نے اپنی ساری تحقیقات کو تنگ اور ردّی کر دیا ہے اور میں ان لوگوں میں سے نہیں

جو ابن تیمیہ کے تمام اقوال کو آسمانوں سے نازل شدہ وحی کی مانند سمجھتے ہیں۔ اور اس کے ہر بکواس کو تقلید جامد کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کا قول اصحابِ ارتقاء کے نزدیک مہمل ہو۔ اور اُس کو بڑا عقل والا شمار کرتے ہیں۔ اور سب علماء سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ اگر تو اس کے سارے نظریات فاسدہ پر مطلع ہونا چاہتا ہے تو میری کتاب فرحۃ المدرسین بذکر المؤلّفات والمؤلفین کا مطالعہ کر۔ میں نے شرح بسط کے ساتھ اُس میں منہاج السنتہ کے ترجمہ میں اس کے حالات درج کر دیئے ہیں۔ (غیث الغمام، ص 57)

وہابی مذہب، 444

موصوف مزید کہتے ہیں۔

اور میں نے اپنے رسائل میں کئی جگہ شوکانی کی تعریف کی ہے کہ وہ کثیر العلم ہے۔ کم حوصلہ والا ہے۔ اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ اور اُس کی سمجھ اس کی نظر سے کم ہے۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعض افاضل جو کہ اس زمانہ کے بینظیر عالم ہیں۔ اُنہوں نے قاضی شوکانی کا سخت انکار کیا ہے۔ اور اپنی تحریر میں اُنہوں نے لکھا ہے احمد بن عبدالحلیم المشہور ابن تیمیہ جو کہ راس العقلاء ہے میں اس کی تعریف میں کہنے والا اکیلا ہی نہیں اور ایسی تعریف پر دلیل قائم کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس کے بارے میں سلف کی کچھ عبارات درج کریں گے جس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ابن تیمیہ کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ اُس نے اپنی تحریر اور

تقریر میں تشدد اور تجاوز سے کام لیا ہے۔ (غیث الغمام، ص 57، مطبوعہ لکھنؤ)

وہابی مذہب، صفحہ 411-412

مندرجہ بالا عبارت لکھنے کے بعد ابن تیمیہ کے متعلق مزید لکھتے ہیں۔

اور ابن تیمیہ کے بارے میں میں نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس پر تو یقین کرے کہ وہ بالکل سچ اور واضح حق ہے۔ (غیث الغمام، ص 57، مطبوعہ لکھنؤ)

وہابی مذہب، صفحہ 412-413

علامہ ذہبی

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ :۔

ابن تیمیہ نے جو کچھ لکھا ہے ان سب کے ساتھ ہمارا اتفاق نہیں ہے۔ بہت سے اصولی اور فروعی مسائل میں ہمارا اُس کے ساتھ اختلاف ہے۔ بحث میں وہ تیزی اور غصہ اختیار کر جاتا تھا۔ اِس کے دور میں بہت سے علماء اُس کے ساتھ مباحثہ اور مناظرہ کرنے والے تھے۔ (غیث الغمام، ص 57/الدررالکامنہ، ص 151/فوائد جامعہ، ص 244)

وہابی مذہب، صفحہ 418

شیخ سیف الدین صفدی

شیخ سیف الدین صفدی ابن تیمیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :۔

اُس کا علم بہت وسیع تھا اور عقل اُس کی ناقص تھی جو اُس کی تباہیوں
اور تنگیوں میں داخل کر دیتی تھی۔ (غیث الغمام، ص 57)

وہابی مذہب، صفحہ 418

ابن تیمیہ کے متعلق آپ کو معلوم ہو گیا کہ علماء حق نے اس شخص کے عقائد کو یکسر مسترد کر دیا اور خود چند وہابیوں نے بھی اس کو اچھا نہیں سمجھا۔ ہم پچھلے صفحات میں علامہ ابن جوزی کے حوالے سے خوارج کے متعلق بیان کر آئے ہیں انہیں خوارج کے عقائد کا مشن ابن تیمیہ نے پورا کیا اور مسلمانوں کے اندر فتنہ و فساد کا طوفان کھڑا کیا۔

شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی رحمتہ اللہ علیہ، ابن تیمیہ، اُن کی تصانیف اور اُن کے متبعین کے بارے میں، مسلمانوں کو اُن کی خیر خواہی کے پیشِ نظر یوں فہمائش کر کے اور حکمِ شرح بیان فرماتے ہیں۔

ابن تیمیہ اور اُس کے شاگرد ابن قیّم جوزی وغیرہ کی کتابوں پر کان رکھنے سے بچو کیونکہ اُنھوں نے اپنی خواہش نفسانی کو معبود بنالیا تھا۔ اور خُدا نے اُس کو علم کے ذریعے گمراہ کیا اور اُس کے کان اور دل پر مہر کی اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈالا۔ پس کون ہے جو اس کے باوجود اسے ہدایت دے۔ اِن ملحدوں نے کس طرح اِسلامی حدود سے تجاوز اور رسوم سے تعدّی کی اور شریعت و حقیقت کی چادر کو پھاڑ کر بھی گمان کیا کہ وہ اپنے رب کی طرف سے راہِ راست پر ہیں حالانکہ وہ راہِ راست پر نہیں بلکہ وہ بدترین گمراہی اور قبیح ترین خصائل اور انتہائی بدنصیبی، خسارے اور جھوٹ بہتان میں مبتلا ہیں۔ اللہ اُن کے پیروکاروں کو رُسوا کرے اور اُن جیسے عقیدے رکھنے والوں سے زمین کو پاک کر دے۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص 144)

برطانوی مظالم کی کہانی، صفحہ 188-189

دیکھیں تو جائیں گے وہ کہاں ہم سے بھاگ کر
منہ ڈھانپ کر جو مجلس یاراں سے چل دیئے

محمد بن عبدالواہاب نجدی

متبد عین زمانہ سے بعض بت پرستوں کے پجاریوں نے قبور انبیاء کی زیارت کے لئے جانا، وہاں خُدا سے دُعا کرنا ایسے مقامات پر روشنی کا اہتمام کرنا اور ان کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کر کے آنا وغیرہ امور کو بھی خلاف شرع، بدعت اور شرک تک بتانے کا دل آزار چکر چلایا ہوا ہے حتیٰ کے ابن تیمیہ حرانی اور ذوالخویصرہ کی وہ معنوی ریت (نجدیوں نے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہء اطہر کے بارے میں بھی اسی قسم کا اظہار کر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے قلب و جگر پر نشتر زنی کرتی رہتی ہے۔ حالانکہ روضہء انور کی زیارت کے لیے تو روزانہ صبح وشام ستر ہزار فرشتے آتے اور جاتے رہتے ہیں اور ہمہ وقت اس بارگاہِ عرش آستاں میں صلوۃ وسلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ سبحان اللہ ! پروردگارِ عالم کی طرف سے نوروں کا یہ ایمان افروز اہتمام ہے اور شمعِ رسالت کو پھونکوں سے بجھانے والوں کو صرف مسلمانوں کی دل آزاری سے کام ہے۔

موطاامام مالک، حاشیہ، صفحہ 746

علامہ محمد عبدالرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ :-

> سلطان محمود خاں ثانی کے زمانہ میں ایک شخص محمد بن عبدالوہاب (نجدی) نامی ظاہر ہوا۔ ابن تیمیہ کے مرجانے کے بعد اس نے اس مٹے ہوئے عقائد فاسدہ کو ظاہر کیا اور اہلِ سنت کے خلاف اُس نے ایک گروہ بنالیا۔ (سیف الابرار علی المسلول الفجار، ص 11)

وہابی مذہب، صفحہ 409

وہابیوں کے ایک مستند سوانح نگار احمد عبدالغفور عطار کی کتاب ”محمد بن عبدالوہاب“ واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ :۔

وہابی ابن تیمیہ، ابن القیم الجوزیہ اور ان کے متبعین کے مسلک پر چلتے ہیں۔ تو اس میں راہ صواب سے کچھ بُعد نہیں ہے بلکہ اصح یہی ہے کہ وہابی انہی ائمہ کے متبعین میں سے ہیں اور شیخ الاسلام نے بھی انہی طریق کے پیروی کی ہے“۔ (محمد بن عبدالوہاب، ص 174)

وہابی مذہب، صفحہ 464

1105ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی پرانی ضائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کردی اور زور شور سے اس مذہب کی مستقبل بنیاد رکھ دی اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے نام کا پردہ ڈال کر تیمی مذہب کی اشاعت شروع کردی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں، کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہما تصنیف کیں۔ اور 1143ھ میں قومی رضا کار بھرتی کرکے تمام نجد پر چھا گیا۔ چنانچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہوگیا کہ جو مسلمان نبی ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کو جاوے یا انبیاء اولیاء اور صالحین کے وسیلہ کا اظہار کرے تو اُس پر شرک کا فتویٰ لگا کر محمد بن عبدالوہاب کے مخالف مذہب ہونے کی بنا پر اسکو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بھائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے کے واسطے بنا دیا۔ جس نے تحریراً و تقریراً اپنے بھائی کا ردّ کیا۔

مقیاس حنفیت، صفحہ 574-575

شیخ محمد بن عبدالوہاب 1703ء/1115ھ تا 1792ء/1206ھ

بارہویں صدیں کی ابتداء میں پیدا ہوئے۔ ان کی شخصیت نے ملت اسلامیہ میں افتراق اور انتشار کا ایک نیا دروازہ کھولا۔ اہل اسلام میں کتاب و سنت کے مطابق جو معمولات صدیوں سے رائج تھے انہوں نے ان کو کفر و شرک قرار دیا۔ مقابر صحابہ اور مشاہد و مآثر کی بے

حرمتی کی، قبّہ جات کو مسمار کر دیا، رسومات صحیحہ کو غلط معنی پہنائے اور ایصال ثواب کی تمام جائز صورتوں کی غلط تعبیر کر کے انہیں "الذبح لغیر اللہ" اور "النذر لغیر اللہ" کا نام دیا، توسل کا انکار کیا اور انبیاء علیہم السلام اور صلحاء امت سے استمداد اور استغاثہ کو یدعون من دون اللہ کا جامہ پہنا کر عبادت لغیر اللہ قرار دیا۔ انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور حضور تاجدار مدنی محمد مصطفےٰ علیہ التحیّۃ والثناء سے شفاعت طلب کرنے والوں کے قتل اور ان کے اموال لوٹنے کو جائز قرار دیا۔ شیخ نجدی نے جس نئے دین کی طرف لوگوں کی دعوت دی، وہ عرفِ عام میں وہابیت کے نام سے مشہور ہوا اور ان کے پیروکار وہابی کہلائے۔ چنانچہ شیخ نجدی کے متبعین اپنے آپ کو برملا وہابی کہتے اور کہلاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ طنطناوی نے لکھا ہے۔ اما محمد، فھو صاحب الدعوۃ التی عرفت بالوھابیۃ (یعنی محمد بن عبدالوہاب نے جس تحریک کی دعوت دی تھی وہ وہابیت کے نام سے معروف ہے (محمد بن عبدالوہاب، ص 13 شیخ علی طنطناوی جوہری مصری متوفی 1358ھ)

تاریخ نجد وحجاز، صفحہ 23

مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں۔

> "ابن عبدالوہاب نے سوائے قرآن و حدیث یا صحابہ کے قیمتی اقوال یا حدیثوں کے دوسرے ائمہ کی باتوں پر کبھی عمل نہ کیا نہ اپنے معتقدوں کو عمل کرنے کی ہدایت دی"۔

حیات طیبہ، صفحہ 301

> "محمد بن عبدالوہاب اپنے پیرؤوں کو کتب فقہ دیکھنے سے منع کرتا تھا اسنے فقہ کی بہت سی کتابیں جلادیں۔ اور وہابیوں کو اجازت دے دی کہ ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق قرآن کے معنٰی گھڑ لیا کرے"۔

نشانی، صفحہ 35

معلوم ہوا کہ نجدی کے پیروکار برملا خود کو وہابی کہتے اور کہلاتے رہے۔ اب اُن کو اہلسنت وجماعت کے عقائد سے کیسے دلچسپی پیدا ہو سکتی ہے؟ اب نجدی کتب میں اہلسنت کے عقائد اور ائمہ اربعہ کی کتابوں کے حوالے پیش کیئے جانے لگے جو دھوکہ وفریب کے سوا کچھ نہیں۔

اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ توحید توحید کی رٹ لگا کر دوسروں کو کافرومشرک بنانے والے بھی ضرورت کے تحت غیر اللہ کی مدد لے کر، آیا اپنے فتووں کے مطابق مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ جب ابن عبدالوہاب (نجدی) کی لادینی باتیں پھیلنے لگیں تو رئیس شہر برہم ہوا تو مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں۔

"اور آخر ابن عبدالوہاب کو شہر چھوڑنا ہی بن پڑا۔ وہاں سے بھاگ کے اس نے صریحہ میں ایک رئیس اعظم سعد کے پاس پناہ لی"۔

حیات طیبہ، صفحہ 302

معلوم ہوا کہ جن کی زبان پر ہمیشہ شرک شرک رہا وہ ایک غیر اللہ کی پناہ لے کر کیسے موحد رہے؟

اردو کے مشہور ادیب ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی نے بی بی سی لندن کی فرمائش پر مختلف تحریکوں کے متعلق جو تقاریر کیں ان میں ایک تقریر "تحریک وہابیت" کے متعلق بھی تھی جو روزنامہ امروز لاہور 14 اگست 1956ء میں اس طرح شائع ہوئی۔

"تحریک وہابیت کے بانی محمد بن عبدالوہاب تھے جو 1705ء میں نجد میں پیدا ہوئے اور مذہب کے اعتبار سے حنبلی طریق کے پابند تھے ان کے عقائد پر زیادہ اثر ابن تیمیہ کی تعلیمات کا پڑا۔ تعلیم ان کی بصرہ اور مدینہ میں ہوئی تھی شروع میں جب محمد بن عبدالوہاب نے عرب قبائل کے سامنے اپنے عقائد پیش کیئے تو ان کی اس قدر شدید مخالفت

کی گئی کہ آخر ان کو محمد بن سعود حاکم نجد کے یہاں دراعیہ میں پناہ لینی پڑی۔ 1743ء میں محمد بن سعود نجد کے پہلے وہابی امیر ہوئے اور یہ سلسلہ اب تک چلا آرہاہے۔ ابن سعود نے قرب وجوار کے تمام علاقے فتح کر لئے اور لوگوں کو وہابی عقائد کا پابند بنایا۔ قصیم، احسا اور عیصر پر قبضہ کرکے وہ پورے نجد کا مالک بن گیا تھا دراعیہ اس کا دارالسلطنت تھا جسے اس نے مساجد و محلات سے خوب آراستہ کیا۔ ابن سعود کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبدالعزیز بن سعود حکمران ہوا۔ عبدالعزیز نے مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، کربلائے معلیٰ پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس حرکت سے عالم اسلام کی آبادی میں غم و غصہ کی لہر پھیل گئی۔ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں سے اس نوع کی قابل اعتراض حرکات بھی سرزد ہوتی رہیں۔ مثلاً ایک روایت یہ ہے کہ اس نے خانہ کعبہ کا غلاف اُتار کر اسے برہنہ کردیا۔ آخر 1804ء میں عبدالعزیز ایک ایرانی کے ہاتھ سے جس کا نام عبدالقادر تھا قتل ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جو اس سلسلے کا تیسرا سعود ہے تخت پر بیٹھا۔ اس نے من وعن اپنے باپ کے مسلک کی پابندی کی۔ اور وہابی عقائد کی ترویج کی خاطر ہر قسم کے جبر و تشدد کو روا رکھا۔ مثلاً اس نے حضرت رسول اکرم ﷺ کے مزار اقدس کو بالکل برہنہ کردیا۔ اور وہاں کے تمام خزانے لوٹ لئے اور اس بیش قیمت سامان کو ساٹھ اونٹوں پر لدوا کر اپنے دارالسلطنت (نجد) میں بھیج دیا۔ یہی سلوک اس نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزاروں کے ساتھ کیا۔ حد یہ ہے کہ اس نے مزار نبی کے قبّہ کو بھی گرادینے

کاارادہ کرلیا تھا۔ لیکن پھر بعض وجوہ سے اس مذموم ارادے کی تکمیل نہ ہو سکی۔ ابن سعود نے حکم دے دیا تھا کہ سوائے وہابیوں کے اور کوئی شخص حج نہیں کر سکتا۔ چنانچہ کئی برس تک دیگر اسلامی ممالک کے لوگ حج سے محروم رہے۔ ابن سعود کی طاقت اتنی وسیع اور ہمہ گیر ہو گئی تھی کہ اس کی فوجیں یلغار کرتی ہوئی عراق اور شام کی حدود میں داخل ہو گئی تھیں۔ ابتداء میں وہابیت ایک مذہبی تحریک تھی لیکن آہستہ آہستہ یہ تحریک سیاسی رنگ اختیار کرتی گئی اور جب فرمان روایانِ نجد نے ترکی حکومت کے خلاف مسلسل جنگ و جدل کا سلسلہ شروع کر دیا تو اس تحریک کے تمام حامی سلطنت کے باغی قرار دیئے گئے۔ مصیبت یہ تھی کہ وہابیوں نے تالیف قلب یا مناظرہ و مکالمہ کی بجائے ہر جگہ لوگوں کو بزور شمشیر اپنا ہم خیال بنانا چاہا۔ اس جبر و تشدد کا ردِ عمل لازمی تھا۔ چنانچہ وہابیت دلوں میں گھر نہ کر سکی اور لوگ اس سے متنفر ہوتے گئے۔ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور کربلائے معلیٰ میں وہابیوں نے جو حددرجہ قابلِ اعتراض حرکتیں کی تھیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے ہر طبقے کو رنجیدہ و مشتعل کر دیا تھا۔ (امروز لاہور)

نشانی، صفحہ 28 تا 30

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی 1703ء میں نجد کی جنوبی جانب وادی حنیفہ کے ایک مقام عینیہ میں پیدا ہوئے (عثمان بن بشر نجدی، متوفی 1288ھ: عنوان المجد فی تاریخ النجد ص6، مطبوعہ ریاض، ج1/ مسعود عالم ندوی، محمد بن عبدالوہاب، ص24/ محمد

صدیق قریشی، فیصل، ص12/مرزا حیرت دہلوی، حیات طیبہ، ص300/ شیخ علی طنطناوی جوہری مصری متوفی 1335ھ، محمد بن عبدالوہاب، ص13)

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 29

نجد سرزمین حجاز کے مشرق میں واقع ہے۔ مشرق میں خلیج فارس قطار سے لے کر راس الشعب تک اور الشعب سے لے کر راس القلبیعہ تک نجد اور کویت کے درمیان سرزمین بے آئین تھی، مغرب میں مملکتِ حجاز واقع ہے۔ جنوب میں سرحد بحیرۂ قلزم کے قنفطہ کے مقام سے شروع ہوکر عسیر کے نیچے سے ہوتی ہوئی وادی دواسیر کے جس میں نجران واقع ہے۔ جنوب میں سے ہوتی ہوئی رُبع الخالی کے شمال کے کنارے کے پاس سے گزرتی قطار کے علاقہ تک چلی جاتی ہے۔(سوانح حیات سلطان بن عبدالعزیز آل سعود، ص3، سید سردار محمد حسنی)

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 29

بعض لوگ۔۔۔ یہ توجیہ کرتے ہیں کہ نجد سے مُراد صوبہ نجد نہیں بلکہ نجد کے لغوی معنٰی یعنی اونچی زمین مراد ہے، لیکن یہ توجیہہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سے پہلے حدیث میں یمن اور شام کا ذکر ہے اور ان لفظوں سے ان کے لغوی معنٰی مراد نہیں بلکہ متعارف معنٰی یعنی شام اور یمن مراد ہیں، اسی قرینہ سے نجد سے لغوی معنٰی مراد نہیں ہیں بلکہ متعارف معنٰی صوبہ نجد مراد ہے۔ علاوہ ازیں دوسرا قرینہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے نجد کے ذکر پر مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اور عرب کے مشرق میں صوبہ نجد واقع ہے نہ کہ کوئی اُونچی زمین۔ مزید برآں یہ کہ الفاظ کو ان کے معانی متعارفہ پر محمول کیا جاتا ہے اور نجد کا متعارف معنیٰ صوبہ نجد ہے۔ یہ تو تھا نجد کا تعارف، آیئے اب نجد کی جنوبی وادی حنیفہ کے ایک خاص مقام عینیہ کی تاریخی حیثیت دیکھیں، جہاں شیخ نجدی (محمد ابن عبدالوہاب) پیدا ہوا۔

عقربا ہی کے ایک حصے کا نام جبیلہ ہے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سب سے پہلے مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس سے جنوب مغرب کی طرف چند میل کے فاصلہ پر ایک مقام عینیہ ہے جو مسیلمہ کذاب کی جائے پیدائش ہے (سفر نامہ ارض القرآن، ص113 ، محمد عاصم) غور فرمایئے کہ نجد وہ نامسعود مقام ہے جو حضور اکرم ﷺ کی دُعا سے محروم رہا، جس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ وہاں سے فتنے نکلیں گے اور زلزلے آئیں گے جو جگہ حضور (ﷺ) کی دُعا سے محروم رہی ہو، وہاں قیامت تک کبھی خیر و برکت کی صبح نمودار نہیں ہو سکتی جس مقام کے بارے میں حضور (ﷺ) نے زلزلوں اور فتنوں کی خبر دی ہو وہاں امن و سکون کا آفتاب کیسے طلوع ہو سکتا ہے جس جگہ کو آپ (ﷺ) نے قرن شیطان کا مطلع قرار دیا ہو، وہ رحمت و ہدایت کا منبع کیسے بن سکتی ہے۔ تاریخ اسلام میں نجد میں سے سب پہلا فتنہ مسیلمہ کذاب نے برپا کیا جو نجد کی جنوبی وادی حنیفہ کے ایک مقام عینیہ میں پیدا ہوا۔ دوسرا بڑا فتنہ گیارہ سو سال بعد ٹھیک اسی جگہ شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نے برپا کیا۔ جس کے وجود نامحمود نے صحیح اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کر دیا۔ یہ ایک قیامت خیز زلزلہ تھا جس کے جھٹکے 1115ء ھ سے لے کر آج تک محسوس کیے جا رہے ہیں۔ وہ ایک ایسا تباہ کن زلزلہ تھا جس نے صحابہ کرام کے تمام مشاہد و مآثر کو زمین بوس کر دیا۔ جنت البقیع کے تمام مزارات کو قاعاصفصفا کے مصداق چٹیل میدان بنا دیا، وہ ایسا فتنہ تھا جس نے ریگزار عرب کو خون میں نہلا دیا۔ طائف سے کربلا تک اور مکہ سے مدینہ تک کوئی حرم نہ رہا، حتیٰ کہ رحمۃ للعالمین کے گنبدِ خضرا کی زرنگار چھت برباد کر دی گئی اور قبر انور سے چادر اُتار لی گئی۔ یہ شخص قرنِ شیطان تھا جس سے شیطان بھی پناہ مانگتا ہو گا۔ اس نے محبت رسول کے متوالوں کے خلاف تلوار میان سے باہر نکالی اور ان کی جان و مال کو

اپنے لیے حلال قرار دیا۔ اس نے اذناب اور اتباع نے لوگوں کا ایمان خریدنے کے لیے سیم وزر کی تھیلیوں کا منہ کھول دیا۔

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 30 تا 32

برطانوی حکومت کی طرف سے برطانوی جاسوس ہمفرے نے امت مسلمہ اور سلطنت عثمانیہ میں انتشار پھیلانے کے لئے محمد بن عبدالوہاب کو استعمال کیا۔ اپنے اعترافات میں لکھتا ہے۔

ہمفرے جاسوسی پر مامور

1710ء میں انگلستان کی نوآبادتی علاقوں کی وزارت نے مجھے مصر، عراق، ایران، حجاز اور عثمانی خلافت کے مرکز استنبول کی جاسوسی پر مامور کیا۔ مجھے ان علاقوں میں وہ راہیں تلاش کرنی تھیں جن سے مسلمانوں کو درہم برہم کر کے مسلم ممالک میں سامراجی نظام رائج کیا جاسکے۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 17

جاسوسی کے لئے نام تبدیل

برطانوی ہمفرے کہتا ہے کہ :۔

عثمانی دارالخلافہ پہنچنے پر اپنا نام ''محمد'' تجویز کیا۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 19

محمد بن عبدالوہاب نجدی سے ملاقات

ان دنوں جب میں ترکھان کا کام کرتا تھا میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو وہاں آتا جاتا رہتا تھا اور ترکی، فارسی اور عربی زبانوں میں

گفتگو کرتا تھا۔ وہ دینی طالب علموں کا لباس پہنتا تھا۔ اس کا نام محمد بن عبدالوہاب تھا۔ وہ ایک اونچا اڑنے والا، جاہ طلب اور نہایت غصیلا انسان تھا۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 44

ائمہ اربعہ سے نجدی کا انحراف

شیخ محمد (نجدی) کے نزدیک حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی مکاتیب فکر کی کوئی خاص اہمیت نہیں تھا۔ وہ کہتا تھا کہ خدا نے جو کچھ قرآن میں کہہ دیا ہے بس وہی ہمارے لیے کافی ہے۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 45

نجدی کی متعہ سے رضامندی اور احکام دین کی پامالی

میں (ہمفرے) نے اس کے جنسی غریزہ کو بھارنا شروع کیا۔ وہ ایک غیر متاہل شخص تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ "کیا تم متعہ کے ذریعے اپنی زندگی کو پُر مسرت بنانا چاہتے ہو؟" محمد (بن عبدالوہاب نجدی) نے رضا و رغبت کی علامت سے اپنا سر جھکا لیا۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 45

اس گفتگو کے بعد میں اس بدقماش نصرانی عورت کے پاس گیا جو انگلستان کے نوآبادیاتی علاقوں کی وزرات کی طرف سے بصرہ میں عصمت فروشی پر مامور تھی اور مسلم نوجوانوں کو بے راہ روی پر ابھارتی تھی۔ میں نے اس سے تمام واقعات بیان کیے۔ جب وہ راضی ہو گئی تو میں نے اس کا عارضی نام "صفیہ" رکھا اور کہا کہ میں شیخ

(نجدی) کو لے کر اس پاس آؤں گا۔ مقررہ دن میں میں شیخ محمد (نجدی) نے ایک اشرفی مہر پر ایک ہفتہ کے لیے صفیہ سے عقد کیا۔ مختصر یہ کہ میں باہر اور صفیہ اندر سے محمد بن عبدالوہاب کو اپنے آئندہ کے پروگراموں کے لیے تیار کر رہے تھے۔ صفیہ نے احکامِ دین کی پامالی اور آزادیء رائے کا پر کیف مزہ محمد کو چکھا دیا تھا۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 55

صفیہ بھی کچھ عرصے بعد اصفہان آئی اور اس نے مزید دو مہینے کے لیے شیخ سے متعہ کیا۔ شیراز کے سفر میں وہ اس کے ساتھ نہیں تھی بلکہ عبدالکریم نے اسے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ شیراز میں عبدالکریم نے شیخ کے لیے صفیہ سے بھی زیادہ خوبصورت لڑکی کا انتظام کیا تھا اور وہ شیراز کے ایک یہودی خاندان کی حسین و جمیل لڑکی تھی جس کا نام آسیہ تھا۔ عبدالکریم اصفہان کے ایک مادر پدر آزاد عیسائی کا ''فرضی نام'' تھا اور وہ بھی آسیہ کی طرح ایران میں برطانیہ کے نوآبادیاتی علاقوں کی وزرات کا ایک قدیم ملازم تھا۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 81-82

شیخ نجدی شراب کے نشہ میں

میں (ہمفرے) نے محمد (نجدی) کے ساتھ شراب سے متعلق گفتگو کو صفیہ کے گوش گزار کیا اور اسے تاکید کی کہ موقع ملتے ہی محمد (نجدی) کو نشہ میں چور کردواور جتنا ہو سکے شراب پلاؤ۔ دوسرے دن صفیہ نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے شیخ کے ساتھ جی

کھول کر شراب نوشی کی یہاں تک کہ وہ آپے سے باہر ہو گیا اور چیخنے چلانے لگا۔ رات کی آخری گھڑی میں کئی مرتبہ میں نے اس سے مقاربت کی اور اب اس پر نقاہت کا عالم طاری ہے اور چہرے کی آب و تاب ختم ہو چکی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں اور صفیہ پوری طرح محمد (بن عبدالوہاب) پر چھا چکے تھے۔ اس منزل پر مجھے نوآبادیاتی علاقوں کے وزیر کی وہ سنہری بات یاد آئی جو اس نے مجھے الوداع کہتے وقت کہی تھی۔ اس نے کہا تھا: ''ہم نے اسپین کو کفار (مراد اہل اسلام ہیں) سے شراب اور جوئے کے ذریعے دوبارہ حاصل کیا۔ اب انہیں دو طاقتوں کے ذریعے دوسرے علاقوں کو بھی پامردی کے ساتھ واپس لینا ہے''۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 57-58

نماز کی پابندی کا چھوٹنا

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس سے نماز کی پابندی چھوٹ گئی۔ اب وہ کبھی نماز پڑھتا اور کبھی نہ پڑھتا۔ خاص طور سے صبح کی نماز غالباً اس نے ترک ہی کر دی تھی۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 60

ہمفرے کا نجدی علمائے اہلسنت سے روکنا تاکہ منصوبہ فلاپ نہ ہو

جس دن میں (ہمفرے) بصرہ کی سمت روانہ ہو رہا تھا وہ (شیخ نجدی) ترکی جانے پر بضد تھا کہ وہاں جا کر اس شہر کے بارے میں معلومات

حاصل کرے۔ میں نے بڑی سختی سے اسے اس سفر سے باز رکھا اور کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ تم وہاں جاکر کوئی ایسی الٹی سیدھی بات نہ کر بیٹھو جس سے تم پر کفر و الحاد کا الزام عائد ہو اور تمہارا خوان رائیگاں جائے لیکن سچی بات یہ تھی کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہاں جاکر وہ بعض علمائے اہلسنت سے کوئی رابطہ قائم کرے کیونکہ اس میں اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں وہ لوگ اپنی محکم دلیلوں کے ذریعے دوبارہ اسے اپنے جال میں نہ پھانس لیں اور میرے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 76-77

شیخ نجدی برطانوی منصوبے کی زد میں

وزیر خاص طور سے میری اس مہارت کا معترف تھا جس کی بنیاد پر میں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اس نے اپنی گفتگو کے دوران مجھ سے کہا تھا: ''محمد (بن عبدالوہاب) پر تسلط نوآبادیاتی وزرات کا سب سے اہم مسئلہ تھا''۔ اس نے بڑی شدت سے یہ تاکید کی تھی کہ میں محمد (بن عبدالوہاب) کو ایک منظّم منصوبے کے تحت ان امور سے کروں جنہیں آئندہ چل کر اسے ہمارے لیے انجام دینا ہے۔ وہ بار بار اس بات کا اعتراف کر رہا تھا کہ عظیم برطانیہ کے لیے میری تمام خدمات شیخ محمد جیسے شخص کی جستجو اور اس پر اپنا اثر و نفوذ قائم کرنے کے مقابلہ میں پاسنگ بھی نہیں۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 80-81

میرا یہ سفر اس مقصد کے لیے تھا کہ میں (ہمفرے) محمد بن عبدالوہاب کو نئے دین کے اظہار کی دعوت پر آمادہ کروں۔ سیکریٹری نے بار بار مجھے یہ تاکید کی یہ میں اس کے ساتھ بڑی درایت اور ہوشیاری سے پیش آؤں اور مقدماتِ امور کی آمادگی میں ہر گز حدِ اعتدال سے آگے نہ بڑھوں کیونکہ عراق و ایران سے موصول ہونیوالی رپوٹوں کی بنیاد پر سیکریٹری کو اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ محمد بن عبدالوہاب قابلِ بھروسہ اور نوآبادیاتی علاقوں کی وزرات کے پروگراموں رو بعمل لانے کے لیے مناسب ترین آدمی ہے۔ اس کے بعد سیکرٹری نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا:

> "تمہیں محمد (بن عبدالوہاب) کے ساتھ بالکل واضح دوٹوک الفاظ میں گفتگو کرنی ہے کیونکہ ہمارے عمال اصفہان میں اس سے بڑی صراحت کے ساتھ پہلے ہی گفتگو کر چکے ہیں اور وہ ان کی باتوں کو مان چکا ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اسے عثمانی حکومت کے مقامی عمال، علماء اور متعصب لوگوں کے ہاتھوں آنے والے خطرات سے بچا لیا جائے اور اس کی حمایت اور تحفظ کا بھرپور انتظام کیا جائے کیونکہ اس کی دعوت کے ظاہر ہوتے ہی ہر طرف سے اسے ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی اور خطرناک صورتوں میں اس پر حملے کیے جائیں گے۔"

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 127-128

حکومت برطانیہ کا شیخ نجدی کو نجد کے علاقہ کا حاکم مقرر کرنا

حکومت برطانیہ نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو اسلحے سے اچھی طرح لیس کرنے کے بعد ضرورت کے موقع پر اس کی مدد کی تائید کی تھی

اور شیخ ہی کی مرضی کے مطابق جزیرۃ العرب میں واقع نجد کے قریب علاقے کو اس کی حاکمیت کا پہلا مقام قرار دیا تھا۔

همفرے کے اعترافات، صفحہ 128

برطانوی منصوبے کے نکات

سیکریٹری نے جواب دیا: نوآبادیاتی علاقوں کی وزرات نے تمہارے وظائف کو بڑی وضاحت سے متعین کیا ہے اور وہ ان امور کا القاء ہے جسے شیخ کو تدریجاً انجام دینا ہے اور وہ یہ ہیں :

1۔ اس (شیخ نجدی) کے مذہب میں شمولیت اختیار کرنے والے مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے مال، عزت اور آبرو کی بربادی کو روا سمجھنا، اس ضمن میں گرفتار کیے جانے والے مخالفین کو بردہ فروشی کی مارکیٹ میں کنیز وغلام کی حیثیت سے بیچنا۔

2۔ بت پرستی کے بہانے بصورت امکان خانہ کعبہ کا انہدام اور مسلمانوں کو فریضہ حج سے روکنا اور حاجیوں کے جان ومال کی غارتگری پر قبائل عرب کو اکسانا۔

3۔ عرب قبائل کو عثمانی خلیفہ کے احکامات سے سرتابی کی ترغیب دینا اور ناخوش لوگوں کو ان کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنا۔ اس کام کے لیے ایک ہتھیار بند فوج کی تشکیل۔ اشراف حجاز کے احترام اور اثر و نفوذ کو توڑنے کے لیے انہیں ہر ممکن طریقے سے پریشانیوں میں مبتلا کرنا۔

4۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اسی

طرح شرک و بت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہوسکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی۔

5۔ جہاں تک ممکن ہوسکے اسلامی ممالک میں فتنہ و فساد، شورش اور بدامنی کا پھیلاؤ۔

6۔ قرآن میں کمی بیشی پر شاہد احادیث و روایات کی رو سے ایک جدید قرآن کی نشر واشاعت۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 129-130

محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے .برسوں بعد جب چھ نکاتی پروگرام کامیابی کی پوری منزلیں طے کر چکا تو نوآبادیاتی علاقوں کی وزرات نے ارادہ کیا کہ اب سیاسی اعتبار سے بھی جزیرۃ العرب میں کوئی کام ہونا چاہیے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے عمال میں سے محمد بن سعود کو محمد بن عبدالوہاب کیساتھ اشتراکِ عمل پر مامور کیا۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ 135

ہم نے بلا تبصرہ واقعات پیش کردیئے ہیں جن سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ کس طرح .برطانوی سامراج نے امت مسلمہ میں فتنہ و فساد کا نہ رکنے والا طوفان کھڑا کیا جس سے امت مسلمہ کو شدید نقصان پہنچا۔اللہ تعالیٰ ایسے نجدی فتنے سے مسلمانان عالم کو اپنے حفظ وامان میں رکھے آمین۔

شیخ نجدی، ابن تیمیہ کے پیروکار اور غیر مقلدین علماء سے جو صحابہ کرام اور اولیاء امت کے خلاف دل میں بدعقیدگی کا آتش فشاں لے

کر آئے تھے، وہ نجد میں پہنچتے ہی پھٹ پڑا اور انہوں نے اپنی تحریک کی
ابتداء مزارات صحابہ کو مسمار کرنے سے کی۔

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 45

نجدی نے سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی کا قبہ شہید کیا

شیخ نجدی نے جو سب سے پہلے قبّہ گرایا تھا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھائی زید بن خطاب کا قبہ تھا۔ عثمان بن بشر نجدی متوفی 1288ھ اس قبّہ کو گرانے کا ذکر کرتے ہیں۔

پھر شیخ نے جبیلہ میں حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گنبد ڈھانے کا ارادہ کیا اور اپنے معاون عثمان سے کہا آؤ ہم دونوں مل کر اس قبہ کو گرادیں جس نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ عثمان نے کہا یہ کام تم خود ہی کرو۔ شیخ نجدی نے کہا میں اہل جبیلہ سے ڈرتا ہوں، وہ ہم پر حملہ کردیں گے، میں تمہاری معاونت کے بغیر اس قبّہ کو گرانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ سُن کر عثمان اپنے چھ سو ساتھیوں کے ساتھ شیخ نجدی کو لے کر چل پڑا۔ جب اہل جبیلہ نے دیکھا تو وہ مزاحم ہوئے لیکن جب عثمان کے آدمی لڑائی کے لیے تیار ہوگئے تو انہوں نے ان کا راستہ چھوڑ دیا۔جب عثمان قبہ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا ہم لوگ قبہ کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا مجھے کلہاڑی دو پھر شیخ نجدی نے ہاتھ میں کلہاڑی لے کر قبّہ توڑنا شروع کیا حتیٰ کہ اس کو زمین کے ہموار کر دیا (عثمان بن بشر نجدی متوفی 1288ھ عنوان المجد فی تاریخ نجد، ج1 ص،9-10)

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 46-47

سعود بن عبدالعزیز کی لوٹ مار اور قبے گرانا

1803ء کو سعود بن عبدالعزیز (نجدی بادشاہ) ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ داخل ہوا۔ تاآنکہ مکہ کے تمام مشاہد اور قبے زمین کے برابر کر دیئے گئے کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین (نجدی "مجاہدین") میں تقسیم کر دیئے گئے اور بعض مجاور قتل بھی کئے گئے۔ (محمد بن عبدالوہاب، ص 73)

نشانی، صفحہ 32

"1804ء میں مدینہ منورہ فتح ہوا حسب دستور مدینہ منورہ میں عام قبروں کے قبے اور زیارت گاہیں منہدم کر دی گئیں۔ سعود کو قبہ (روضہء نبوی) کھول کر جو کچھ ملا۔ اس نے اپنے قبضہ میں کر لیا"۔ (محمد بن عبدالوہاب، ص 77)

نشانی، صفحہ 32

خوارج کے عقائد کی نشرواشاعت

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے خوارج کے عقائد کو ابن تیمیہ کی تصانیف سے لے کر نشرواشاعت کرنا شروع کیا۔ ممدوح وہابیہ پروفیسر ابوزہرہ مصری اس سلسلے میں یوں وضاحت کرتے ہیں۔

"اتباع محمد بن عبدالوہاب نے مسلک ابن تیمیہ کو ازسر نو زندگی بخشی۔ اِس تحریک کے بانی و موسیس محمد بن عبدالوہاب تھے۔ جن کی وفات 1787ء میں ہوئی۔ محمد بن عبدالوہاب تصانیفِ ابن تیمیہ سے مستفید ہو چکے تھے۔ اِنھوں نے بنظرِ غائر اُن کتب کا مطالعہ اور

اُن کو فکر و نظر کی حدود سے نکال کر عمل کے دائرہ میں داخل کیا۔ جہاں تک عقاید کا تعلق ہے اِنھوں نے عقاید ابن تیمیہ پر ذرّہ بھر اضافہ نہ کیا اور اُن کو جُوں کا توں اپنالیا۔ البتہ اِنھوں نے امام ابن تیمیہ کی نسبت تشدد سے کام لیا اور ایسے عملی امور کو ترتیب دیا، جن سے ابن تیمیہ نے تعرض نہیں کیا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ امور اُن کے عصر و عہد میں مشہور نہ تھے"۔ (اسلامی مذاہب، ص288، غلام احمد حریری)

برطانوی مظالم کی کہانی، صفحہ 189

نجدی کے بارے میں انورشاہ کشمیری دیوبندی کی رائے

ابوالحسن ندوی (دیوبندی) جن کا ذکر نجدی کتب میں کیا گیا ہے اُنھیں کی جماعت دیوبند سے تعلق رکھنے والے دیوبندیوں کے مشہور فاضل علامہ انورشاہ کشمیری محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

"محمد بن عبدالوہاب نجدی جو تھا، وہ تو ایک کوتاہ فہم اور کم علم انسان تھا، اِسی لیے کفر کا حکم لگانے میں بڑا چست چالاک تھا"۔ (فیض الباری، ج1ص 171، نورشاہ کشمیری)

برطانوی مظالم کی کہانی، صفحہ 200

مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں اب نجدیوں کے مندرجہ ذیل بیان کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے کیا یہ ان لوگوں کا تقیہ نہیں۔ لکھا ہے۔

تقیہ اور عوام کو بیوقوف بنانا

"کوئی آدمی یہ نہ سوچے کہ ہم توحید پرستوں کو کافر کہنے میں جلد بازی سے کام لے رہے ہیں اور ان پر شرک کا لفظ بولنے و استعمال کرنے میں جلدی کر رہے ہیں، اس لئے کہ شرک و کفر شریعت میں وارد ہونے والے مخصوص الفاظ ہیں ان کا استعمال واطلاق شرعی ضوابط کے تحت ہوتا ہے اور جیسے ناحق کسی مسلمان کی تکفیر درست نہیں ہے اسی طرح اُس کو کافر نہ کہنا صحیح نہیں جو فعلاً و عملاً مشرک ہو یا واقعۃً اسلام سے پھر جائے"۔

جھودائمۃالحنفیۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنیفہ کی کوششیں اور اس کی وسائل کے بیان میں۔ صفحہ 68

آئندہ بھی مزید حوالے اس سلسلے میں پیش کریں گے کہ انھوں نے مسلمانوں پر کافر و مشرک کے فتوے کس زور شور سے کر کے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ یہاں تک کہ محمد بن عبدالوہاب کو جھوٹے مدعی نبوت کے حالات جاننے کا شوق تھا۔

نجدی کو مدعی نبوت کے حالت جاننے کا شوق

"ابتداء میں ان جھوٹے نبیوں کے حالات جاننے کا بڑا شائق تھا۔ جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، جیسے مسیلمہ کذاب، اسود، سجاح اور طلیحہ وغیرہ۔ چنانچہ پہلو میں خاص جذبات دبائے، اس نے بلادِ شام و عراق، بصرہ اور ایران کے طویل دورے کئے، معلومات اخذ کیں، تجربات کو وسعت دی جس کے نتیجے میں ایک کتاب لکھی، جسے کتاب التوحید کہتے ہیں"۔

گنبد خضریٰ، صفحہ 269

ابوالحسن ندوی دیوبندی کی جماعت کی متصدقہ کتاب المہند علی المفند (عقائد علمائے دیوبند) جس پران کے کثیر علماء نے مہر تصدیق ثبت کی ہے اس کا سوال وجواب نقل کرتے ہیں تاکہ حقیقت معلوم ہوجائے۔ملاحظہ فرمایئے۔

جماعت دیوبند کی نجدی کے بارے میں رائے

بارھواں سوال:۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال وآبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے۔

جواب:۔ ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے عوام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے، اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں، آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم انکی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انھوں نے اہل سنت اور علماء

اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی
شوکت توڑ دی اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اسکا تابع
کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر و فقہ
وحدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں اب رہا مسلمانوں کو جان
ومال وآبرو کا حلال سمجھنا سو یا ناحق ہوگا یا حق، پھر اگر ناحق ہے تو یہ
بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہوتا ہے، اور اگر ایسی تاویل
سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے، اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ
واجب ہے، باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے
کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور
دین میں اختراع ہے ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک
دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے ہاں جس وقت
دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائے گا تو کافر سمجھیں گے
اور احتیاط کریں گے، یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ
کا ہے۔

المہند علی المفند، صفحہ 28-30

ابوالحسن ندوی جماعت کی متصدقہ کتاب سے معلوم ہوا کہ نجدی مسلمانوں کے
جان ومال کو حلال سمجھتا تھا اور سلف وغیرہ کی شان میں گستاخانہ نظریہ رکھتا تھا اور جس کا
تعلق خوارج کی جماعت سے ہے۔ یقیناً نجدی لوگوں کا اہل سنت کے عقائد پر کتابیں چھاپنا
اور اہل سنت کہلوانا سراسر دھوکہ وفریب ہے۔

مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی کی نجدی کے بارے میں رائے

اسی ابو الحسن ندوی کی جماعت کے عالم اور مدرسہ دیوبند کے صدر المدرسین حسین احمد مدنی ثم ٹانڈوی نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق لکھا ہے کہ :۔

صاحبو محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف و صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 42

مولوی اسماعیل دہلوی کو نجدی کتاب[1] میں ''امام'' اور اہلسنت کے ائمہ میں شمار کرکے عوام الناس کو دھوکہ و فریب دیا ہے کیونکہ ''اسی ابن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کو مولوی اسماعیل دہلوی نے اُردو زبان میں ''تقویۃ الایمان'' کے نام سے جاری کرکے ہندوستان میں خارجیت کو پروان چڑھایا اور فتنہ و فساد کی بنیاد رکھی۔ اگر اس کے نظریات کی تبدیلی ملاحظہ کرنی ہے اور مسلک اہل السنت سے عدول و انحراف تو صراط

مستقیم اور تقویت الایمان کے تضاد و تخالف اور اپنے پیرو مرشد کے بیان کردہ نظریات پر تقویت الایمان میں کفر و شرک کے فتویٰ ملاحظہ کر لو"۔ (2)

(1) جھودِ ائمۃ الحنفیۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنیفہ کی کوششیں اور اس کی وسائل کے بیان میں۔ صفحہ 8،28،44 (2) جلاالصدور، صفحہ 456

نجدیوں کے عقائد کی اشاعت کے لئے وہابیوں کی یہ کتابیں پاک و ہند میں شائع ہوتیں ہیں۔ مرزا حیرت دہلوی لکھا ہے۔

"بہت دھوم دھام سے ہندوستان میں وہابیہ مذہب کی کتابیں طبع ہوتی ہیں اور انہیں اشاعت کیا جاتا ہے مثلاً تقویۃ الایمان (جس کا حوالہ نجدی کتاب میں ہے) اور صراط مستقیم کتابیں جنھوں نے ہندوستانی مسلمانوں پر اپنا زبردست اثر ڈال رکھا ہے"۔

حیات طیبہ، صفحہ 308

مرزا حیرت دہلوی تسلیم کر رہے کہ یہ وہابیوں کی کتابیں ہیں یعنی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم جس کے مصنف اسماعیل دہلوی ہیں جن کو نجدیوں نے "امام اسماعیل" لکھا ہے۔ جس سے پتہ چلا کہ یہ سب ہم عقیدہ ہیں جبھی تو اپنی کتب میں ان کے ہم عقیدہ ہونے کا عندیہ دیا جا رہا ہے۔ اب اگر یہ لوگ اہلسنت کا لیبل چڑھا کر عوام الناس کو ورغلانے کی کوشش کریں تو حقیقت تو تبدیل نہیں ہو سکتی۔

یہاں پر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم سے دل چیر نے والی رسوائے زمانہ عبارت کا حوالہ " نقل کفر کفر نباشد" نقل کرتے ہیں تاکہ ان کے عقائد سے عوام الناس کو معلوم ہو جائے۔

"زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی

ہمت (توجہ) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے"۔

صراطِ مستقیم صفحہ 118

جبکہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

"اور التحیات کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود کو دل میں حاضر کرو اور کہو السّلام علیك ایّھا النّبیّ و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور دل میں سچی آرزو کرو کہ یہ سلام ان کے حضور پہنچے گا اور تم کو اس کا جواب تمہارے سلام کی نسبت کامل تر عطا فرمائیں گے"۔

احیاء العلوم مترجم جلد 1 صفحہ 376

اب آیئے تقویۃ الایمان کے بارے میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے مولوی اسماعیل دہلوی کا یوں بیان نقل کیا ہے ملاحظہ کیجئے۔

"میں نے یہ کتاب (تقویۃ الایمان) لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اسمیں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی اگر

یہیں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔
لیکن اسوقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم جہاد
ہے۔ اسلیے میں اس کام سے معذور ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا
اس بار کو اُٹھائیگا نہیں۔ اسلیے میں نے یہ کتاب لکھدی ہے گو اس سے
شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائینگے۔

حکایات اولیاء، صفحہ 74

دیکھئے کہ اسماعیل دہلوی کی کتاب نے وہ قیامت خیز آگ لگائی کہ جس نے پاک وہند میں فتنہ وفساد مچا کر امت مسلمہ کو دو دھڑوں میں کر دیا۔اسی کتاب کے حوالے نجدی کتاب (جھود ائمۃ الحنفیۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنیفہ کی کوششیں شرک کے بیان) میں بکثرت موجود ہیں، معلوم ہوا کہ عقائد میں نجدی اور اسماعیل دہلوی برابر ہیں اصل میں اسماعیل دہلوی کی کتاب محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید ہی کا چربہ ہے۔

محمد بن عبدالواہاب نجدی کے عقائد اور ظالمانہ کاروائیاں

یہاں پر نجدیوں وہابیوں کے عقائد اور ان کی ظالمانہ کاروائیاں علماء حقانی اور ساتھ ساتھ انہیں کی جماعت کے نظریات سے تعلق رکھنے والے علماء کی رائے پیش کریں گے تاکہ ان کے گھناؤنے عقائد اور ظالمانہ کاروائیوں سے پردہ اُٹھ سکے۔ان کے مذہب کا اصول تھا کہ :۔

جب کوئی مسلمان خوشی سے یا جبراً وہابیوں کے مذہب میں آنا چاہتا اس سے پہلے کلمہ پڑھواتے پھر کہتے خود اپنے اوپر گواہی دے کہ اب تک تو کافر تھا۔ اور اپنے ماں باپ پر گواہی دے کہ وہ کافر مرے اور اکابر ائمہ سلف سے ایک جماعت کا نام لے کر کہتے ان پر گواہی دے کہ یہ سب کافر تھے۔ پھر اگر اس نے گواہیاں دے دیں جب تو مقبول ورنہ مقتول۔ اگر ذرا انکار کیا مروا ڈالتے اور صاف کہتے کہ چھ سو برس سے ساری امت (اکابر ائمہ وعلماء، اولیاء کرام و عوام مسلمین کافر تھے۔

نشانی، صفحہ 35-36

ان کا عقیدہ تھا کہ

"بلاشبہ قبے اور قبریں بت پرستی اور خرافات و بدعات کا منبع ہیں"۔

محمد بن عبدالوہاب، صفحہ 165، بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 286

"فوت شدہ اولیاء کی تعظیم منع ہے"۔

محمد بن عبدالوہاب، صفحہ 211، بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 286

"غیر اللہ کو پکارنا حرام ہے"۔

محمد بن عبدالوہاب، صفحہ 80، بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 286

”نیک بندوں کی تعظیم کرنا تباہی وہلاکت کے اسباب اور ذریعوں میں سے ہے“۔

الجدید شرح کتاب التوحید، صفحہ 126،از محمد بن عبدالعزیز بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 286

”تعظیم کرنا عبادت کی قسم سے ہے“ ۔

الجدید شرح کتاب التوحید، صفحہ 123،از محمد بن عبدالعزیز بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 286

”نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر پاک کی زیارت مخصوص زمانے اور مخصوص طریقے پر حرام ہے اور اسی طرح تمام قبروں کی زیارت بھی حرام ہے“۔

الجدید شرح کتاب التوحید، صفحہ 123،از محمد بن عبدالعزیز بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 287

”نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کی قبر پاک کی زیارت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ اور انبیاء ، اولیاء اور صالحین کا وسیلہ اور ان کی قبر مبارکہ کی زیارت شرک ہے“۔

فتنہ الوہابیہ، صفحہ 66 بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 287

”نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کو وسیلہ کے وقت ندا کرنا (پکارنا) شرک ہے“

فتنہ الوہابیہ، صفحہ 66 بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 287

”نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے علاوہ انبیاء اولیاء اور صالحین کو بھی توسل کے وقت پکارنا شرک ہے“۔

فتنہ الوہابیہ، صفحہ 66 بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ 287

مسعود عالم ندوی

مسعود عالم ندوی لکھتا ہے۔

”جو شخص مردوں (انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام علیہم الرضوان) کو پکارتا (یارسول اللہ، یا شیخ عبدالقادر شئیاً للہ کہتا) ہے ان سے ضرورتوں کو پورا کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتا ہے تو وہ کافرومشرک ہے اس کا خون بہانا اور مال لوٹنا حلال ہے۔ اگرچہ وہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کہتا۔ نماز پڑھتا روزے رکھتا اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہے“۔

محمد بن عبدالوہاب، صفحہ 162، بحوالہ نشانی، صفحہ 30-31

”ابن عبدالوہاب (نجدی) نے حضرت ابن عربی وابن فارض اور ان جیسے دیگر اولیاء امت و بزرگان کی بھی تکفیر کی۔

محمد بن عبدالوہاب، صفحہ 154، بحوالہ نشانی، صفحہ 32

مرزا حیرت دہلوی

مولوی اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی نے وہابیوں کے عقائد بیان کیے ہیں۔ چند عقائد ملاحظہ کیجئے۔

1۔ وہ چار مذہبوں کے امام کا فیصلہ نہیں تسلیم کرتے ان کا قول ہے کہ کوئی شخص جو قرآن و حدیث کو پڑھ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے اصول مذہب کے معاملات میں اپنا فیصلہ آپ کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ خلفائے راشدین کی وفات کے بعد اجماع کو تسلیم نہیں کرتے۔

2۔ سوائے خدا کے آدمی کے دل کا بھید کوئی نہیں جانتا، نماز سوائے خدا کے نہ کسی پیغمبر نہ پیر وشہید کی جائز ہے اور نہ کسی پیر شہید کے ذریعہ سے خدا کی جناب میں کسی کی ضرورت کو پیش کرنا روا ہے۔

3۔ قیامت کے دن محمد عربی ﷺ خُداوند تعالیٰ سے اپنی اُمت کی شفاعت کرنے کی اجازت یا اذن چاہیں گے۔ مقلدوں کا مذہب ہے کہ اذن رسول خُدا کو دیا جا چکا۔

4۔ وہابی خلاف شریعت سمجھتے ہیں کہ کسی پیر شہید کے مزار پر روشنی کی جائے اس کے آگے جھکا جائے یا اس کا طواف کیا جائے، حتیٰ کہ وہ یہ باتیں خود نبی عربی کے مزار کے لئے بھی جائز نہیں قرار دیتے۔

5۔ مولود شریف کی تقریب کو فعل عبث جانتے ہیں جو اور مسلمانوں میں ہوا کرتا ہے۔

6۔ وہ کسی مزار پر کوئی نیاز نذر نہیں چڑھاتے، نہ مراد حاصل ہونے کیلئے کلاوا باندھتے ہیں۔

7۔ وہ خدا کے ننانوے نام اپنی انگلیوں پر پڑھتے ہیں، تسبیح کا استعمال نہیں کرتے۔

8۔ وہ خدا کا عرش پر قیام کرنا اور خُدا کا ہاتھ ہونا جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے مجازی نہیں سمجھتے بلکہ حقیقی جانتے ہیں مگر ساتھ ہی اس کے یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں حکم لگا سکتے کہ اس کا بیٹھنا ہمارے بیٹھنے کے مساوی ہے یا اس کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح ہے۔ یہ بھید اپنے وہ خود ہی خوب جانتا ہے۔

حیات طیبہ، صفحہ 309-310

اب یہیں سے اندازہ لگالیں کہ جب یہ لوگ چاروں اماموں کا فیصلہ نہیں مانتے تو اہلسنت کیسے کہلا سکتے ہیں کیونکہ ان چاروں اماموں (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پر امت کا اجماع ہے کہ جو ان میں سے کسی کی تقلید

نہیں کرتا وہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔ تو پھر یہ کس منہ سے ائمہ اربعہ کا عقیدہ اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہیں۔ بات دراصل یہی ہے کہ یہ لوگ مکروفریب کے ذریعہ اپنی بدعقیدگی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ مختصر طور پر ائمہ اربعہ کا عقیدہ پیش کریں گے تاکہ نجدیوں کے مکروفریب کی قلعی کھل جائے اوران کے اصلی چہرے منظر عام ہو جائیں۔

مرزاحیرت دہلوی نے ایک ظالمانہ تشدد کے متعلق لکھاہے کہ :۔

> ”حقہ پینے کی ممانعت بہت سخت تھی ایک دن اتفاق سے محتسب نے ایک خاتون کو جو حقہ کی حد سے زیادہ عادی تھی، حقہ پیتے دیکھ لیا۔ وہ ہر چند چاہتی تھی کہ بچ کے نکل جاؤں، پر ممکن نہ ہوا۔ آخر وہ پکڑی گئی، الٹے گدھے پر سوار کیا گیا، اوراس کی گردن پر اس کا حقہ رکھا گیا اور گلی گلی اسے پھرایا تاکہ عورتوں کو سخت عبرت ہو اور پھر وہ شہر بدر کردی گئی“۔

حیات طیبہ، صفحہ 304

علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ

حرم شریف کے مفتی اور امام علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ اور علامہ ابوحامد بن مرزوق علیہ الرحمۃ دیوبندیوں اور وہابیوں کے پیشوا محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق لکھتے ہیں۔

> ”۔۔۔ یعنی محمد بن عبدالوہاب درود شریف پڑھنے سے منع کرتا تھا اور سننے سے ناراض ہوتا تھا۔ جو ایسا کرتا تھا اس کو سخت سزا دیتا تھا یہاں تک کہ ایک نابینا (جو کہ صالح (نیک) اور خوش آواز مؤذن تھا) اسے

بعد منارہ پر درود شریف پڑھنے سے روکا تو مؤذن نہ مانا اور حسب عادت درود شریف پڑھا تو اسے محمد بن عبدالوہاب (نجدی) نے قتل کرادیا اور کہا کہ زانیہ کے گھر میں رباب (چنگ) کا گناہ منارہ پر درود شریف پڑھنے سے کم ہے۔ دلائل الخیرات (جو درود شریف کی نہایت بابرکت کتاب ہے) اور دیگر درود شریف کی کتب کو جلا دیا"۔ (الدررالسنیہ، ص 5/ والتوسل بالنبی، ص 244)

حق مذہب اہلسنت، صفحہ 38-39

"ابن عبدالوہاب مسجد درعیہ میں خطبہ پڑھا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جو شخص نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرے وہ کافر ہے"۔ (الدررالسنیہ، ص 34، مطبوعہ استنبول)

وہابی مذہب، صفحہ 286

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"وہ (ابن عبدالوہاب نجدی) ابن تیمیہ کے پانچ سو سال بعد آیا اور اس کی بدعت کو زندہ کر کے ایسے فتنے اُٹھائے کہ ان کے سبب شر اور بلا عام ہو گئی، خون کے سمندر بہا دیئے گئے اور اتنے مسلمانوں کی جانیں تلف کی گئیں کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے"۔ (شواہد الحق)

نور نور چہرے، صفحہ 393

علامہ ابو حامد بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابو حامد بن مرزوق علیہ الرحمۃ نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کا تذکرہ کرتے ہوئے عقائد میں ابن عبدالوہاب کو ابن تیمیہ کا مقلد قرار دیا ہے۔ ان عقائد کا تذکرہ بھی علامہ ابن مرزوق علیہ الرحمۃ نے اس طرح کیا ہے۔

"ہم محمد بن عبدالوہاب (نجدی اور ان کے مقلدین کے چار بنیادی عقائد بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا۔ ربوبیت اور الوہیت کے لحاظ سے اس کو یکتا ماننا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر نہ کرنا اور مسلمانوں کی تکفیر کرنا۔ وہ ابن عبدالوہاب ان تمام عقائد میں ابن تیمیہ کا مقلد ہے۔ (التوسل بالنبی، ص 211، مطبوعہ استنبول)

وہابی مذہب، صفحہ 414

علامہ سید علوی الحداد رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید علوی الحداد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ :۔

"بے شک ہمارے نزدیک محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اقوال اور افعل سے چیز ثابت شدہ ہے جو کہ قواعدِ اسلامیہ سے اس کو نکالتی ہے اس لیے کہ اُس نے ان امور کو جائز قرار دیا ہے جس کے حرام ہونے پر پوری اُمت متفق ہے جن امور کا بغیر تاویل کے تسلیم کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انبیاء مرسلین۔ اولیاء و صالحین کی تنقیص اور توہین کرتا ہے۔ ان کی تنقیص عمداً کرنا آئمہ اربعہ کے نزدیک بالاجماع کفر ہے"۔ (الفجر الصادق، ص 19)

وہابی مذہب، صفحہ 165-166

علامہ آفندی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ :۔

”محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ان کے دلوں میں یہ بات بٹھادی تھی کہ آسمان کے نیچے جس قدر لوگ ہیں علی الاطلاق مشرک ہیں اور جو مشرک کو قتل کرے گا اُس کے لیے جنت لازم ہے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا وہ اس کے کسی قول کو نہ چھوڑتے تھے اور نہ اُس کے حکم کے بغیر کوئی کام کرتے۔ اس کی ازحد تعظیم کرتے تھے“۔ (الفجر الصادق، ص 20، مطبوعہ استنبول)

وہابی مذہب، صفحہ 165-166

مولوی عبید اللہ سندھی دیوبندی

مولوی عبید اللہ سندھی دیوبندی نے لکھا ہے کہ :۔

”امام شوکانی کے شاگرد محمد بن ناصر حازمی لکھتے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دو باتیں ہیں جو پسند نہیں کی جاتیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے چند بے اساس امور کی بناء پر تمام دنیا کو کافر قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ داؤد بن سلیمان نے شیخ موصوف کے اس دعویٰ کا نہایت مناسب رد لکھا ہے اور ان کی دوسری زیادتی یہ تھی کہ بلا کسی دلیل و حجت کے انہوں نے بے گناہوں کو قتل کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ شیخ موصوف یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے دُعا کی یا کسی نبی، بادشاہ اور عالم کو اس میں وسیلہ بنایا تو وہ مشرک ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے روئے زمین کے سب

مسلمانوں کو تکفیر کا نشانہ بنا دیا۔ چنانچہ جو مسلمان اولیاء سے دُعا کرتے ہیں۔ ان کو موصوف نے کافر قرار دیا اور جو ان کے کفر میں شک کرے۔ شیخ موصوف نے ان شک کرنے والوں کو بھی کافر ثابت کیا۔ موصوف نے اس طرح دُنیا جہان کے مسلمانوں کو زُمرۂ کفار میں داخل کر دیا"۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، ص 229-230)

وہابی مذہب، صفحہ 167

سردار محمد حسن بی اے

سردار محمد حسن بی اے لکھتے ہیں کہ :۔

"وہابی کیونکہ اکھڑ بدوں اور جاہل عرب تھے۔ اس لیے رفتہ رفتہ اس قدر متعصب ہوگئے کہ ترک مسلمان کی جان لینے کو عین ثواب اور خدمت دین جانتے تھے۔ عام مسلمانوں کو مشرک سمجھتے تھے اور اُن کے خلاف جنگ و پیکار کو جہاد کہتے تھے"۔ (سوانح حیات سلطان ابن سعود، ص46)

وہابی مذہب، صفحہ 197

مرزا حیرت دہلوی

مرزا حیرت دہلوی مولوی اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار لکھتا ہے۔

"1803ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعد کے قبضہ میں آ گیا۔ مدینہ لے کے اس کے مذہبی جوش یہاں تک اُبال آیا کہ اُس نے اور مقبروں سے گزر کے خود نبی اکرمؐ کے مزار کو بھی سلامت نہ چھوڑا۔

آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو بر باد کر دیا اور اس چادر کو اُٹھادیا جو آپ کی قبر مقدس پر پڑی رہتی تھی۔

حیات طیبہ، صفحہ 305

نجدی عقائد مولوی حسین احمد مدنی ثم ٹانڈوی دیوبندی کی زبانی

ابو لحسن ندوی کی جماعت کے اور مدرسہ دیوبند کے صدر المدرسین حسین احمد مدنی ثم ٹانڈوی نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق لکھاہے کہ :۔

"تمام مسلمان کافر ومشرک" محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو انسے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 43

حیات انبیاء کاانکار

انہی حسین احمد ٹانڈوی کے مزید حوالے ملاحظہ فرمایئے لکھتاہے۔

"نجدی اور اس کے اتباع کا ابتک یہی عقیدہ ہیکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات انکو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخ ہے جو احادامت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 45

”ان (وہابیہ) کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیوۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں پس جو حال دیگر مؤمنین کا ہے وہی انکا ہوگا“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 65

زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سفر کرنا حرام و بدعت

”زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضوریء آستانہ شریفہ و ملاحظہء روضہء مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثہ مساجد ان کا ہے، بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذاللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ وسلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 46

شانِ رسالت کے گستاخ

”شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہء تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ

سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہپر لا رہے ہیں ان کا
خیال ہیکہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہمپر نہیں اور نہ کوئی
احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اسی وجہ سے
توسل دعا میں آپکی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 47

ذیل کا حوالہ ہم جس دل کے ساتھ لکھ رہے ہیں وہ ہم ہی جانتے ہیں۔ صرف اور صرف اس لئے کہ ان کے عقائد کا پتہ عوام الناس کو لگ جائے۔ تاکہ دھوکہ وفریب میں کسی کے عقائد اور ایمان کو خراب نہ کر سکیں۔

ہاتھ کی لاٹھی فائدہ مند؟

"ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔
کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
ہمکو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں،
اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 47

اشغال صوفیہ اور اقوال بدعت و شرک

"وہابیہ اشغال باطنیہ واعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشخیت
وربط القلب بالشیخ وفنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت
و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک
وغیرہ کہتے ہیں"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 59

ائمہ اربعہ کی تقلید شرک

”وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی رسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ وہابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت و الجماعت کے مخالف ہوگئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اُسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونیکا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 62-63

جسمیت کے قائل

”مثلاً علی العرش استویٰ وغیرہ آیات میں طائفہ وہابی استوا ظاہری اور جہالت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 64

نداء یارسول اللہ سے ممانعت

”مسئلہ نداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 64

درود شریف پڑھنے کی ممانعت

”چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ والصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اوراہل حرمین پر سخت نفریں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 65

”وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ سلام ودرود خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدۂ بردہ و قصیدۂ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے وورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں، اور بعض اشعار قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 66

حضور ﷺ سے استعانت شرک

”وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 65

تمبا کو استعمال کرنے والے پر نکیر

”ان جہلاء (وہابیہ) کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنیوالا اسقدر ملامت نہیں کیا جاتا جسقدر تمبا کو استعمال کرنیوالا ملامت کیا جاتا ہے“۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 66

شفاعت میں تنگی

"وہابیہ امر شفاعت میں اسقدر تنگی کرتے ہیں ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچادیتے ہیں"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 67

سوائے علم احکام الشرائع کے خالی جاننا

"وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 67

میلاد شریف کو قبیح وبدعت کہنا

"وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح وبدعت کہتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو برا سمجھتے ہیں"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 67

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہیں انہیں گم کردہ راہوں میں

موجودہ کتب میں نجدی عقائد

ہمارے زیر نظر نجدی علماء کی وہ کتب ہیں جو کہ وہ حجاج کرام کو مفت تقسیم کرتے ہیں جن میں سے ان کے عقائد پیش کی جاتے ہیں تا کہ پتہ لگ جائے کہ اہل سنت سے انہیں کوئی لگاؤ نہیں۔ اگر لگاؤ ہے تو انہیں اپنے وہابی عقائد کا۔ نقل کفر کفر نباشد ملاحظہ کیجئے۔

حیات انبیاء کا انکار

شیخ عبداللہ بن عبداللہ بن باز کہتا ہے۔

"مُردوں (انبیاء و اولیاء) کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا اور فریاد کرنا، ان کے لئے نذرونیاز کرنا، اور ان کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی "شرک اکبر" میں شامل ہے"۔

الدروس المھمۃ لعامۃ الامۃ ترجمہ اہم دینی اسباق، صفحہ 9

شیخ محمد بن صالح العثمین کہتا ہے۔

"مردوں (انبیاء والیاء) کو پکارنا، ان سے مدد مانگنا، نذرونیاز کرنا اور ان کے نام سے ذبح کرنا شرک فی العبادت میں داخل ہے"۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 15

شیخ محمد بن صالح العثمین مزید کہتا ہے۔

"رسول اکرم ﷺ کی زندگی قبر میں برزخی زندگی ہے موت سے پہلے جیسے زندگی نہیں"۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 78-79

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز کہتا ہے۔

”اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں جو شہداء کی زندگی سے زیادہ کامل ہے لیکن وہ ایسی زندگی نہیں جیسی موت سے قبل ہوتی اور نہ قیامت کے دن کی زندگی ہے بلکہ قبر کی زندگی ایسی ہے جس کی حقیقت و کیفیت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسی لئے حدیث شریف میں آپ کا یہ ارشاد پہلے گزر چکا ہے۔”جو شخص مجھ پر سلام کرے گا تو اللہ تعالیٰ مجھ میں میری روح لوٹا دے گا، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں گا“ اس سے معلوم ہوا کہ آپ انتقال فرما چکے ہیں آپ کی روح آپ کے جسم سے جُدا ہو چکی ہے، بس صرف سلام کے وقت آپ پر لوٹائی جاتی ہے، آپ کی موت کے دلائل قرآن و سنت میں معروف ہیں اور اہل علم کے نزدیک یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے“۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں، صفحہ 125

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز مزید کہتا ہے۔

”آپ ﷺ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں قابل احترم ہیں“۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں، صفحہ 127

شفاعت انبیاء و اولیاء کا قائل۔۔۔کافر

شیخ محمد بن صالح العثیمین مزید کہتا ہے۔

”جس نے اللہ اور اپنے درمیان کسی کو سفارشی بنایا، اسے پکارا اور اس سے شفاعت کی درخواست کی اور اس پر بھروسہ کیا وہ باجماع امت کافر ہوگیا“۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 15

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز کہتا ہے۔

”اسی طرح کسی کیلئے یہ بھی جائز نہیں کہ رسول ﷺ سے شفاعت مانگے، اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اسی سے مانگنا چاہیے۔۔۔ لیکن مُردوں (انبیاء و اولیاء) سے کچھ نہ مانگنا چاہیئے نہ شفاعت نہ دوسری چیز، خواہ وہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء“۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق ووضاحت کتاب وسنت کی روشنی میں، صفحہ 122-123

حجر اسود کی برکت کا قائل۔۔۔بدعتی

شیخ محمد بن صالح العثمین کہتا ہے۔

”حجر اسود کو برکت کی نیت سے چھونا بدعت ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں“۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 51

شہدائے احد کو مردہ جاننا

شیخ محمد بن صالح العثمین کہتا ہے۔

”بقیع اور شہدائے احد کی قبروں کی زیارت کے وقت مُردوں کو پکارنا، قبروں سے تقرب اور قبر والوں کی برکت حاصل کرنے لئے

وہاں پیسے ڈالنا، یہ سب بڑی خطرناک غلطیاں ہیں بلکہ شرک اکبر ہے"۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 51

نسبتوں کی زیارت بدعت

شیخ محمد بن صالح العثیمین کہتا ہے۔

"بعض جگہوں کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق رسول اللہ ﷺ سے رہا ہے، جیسے اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ، انگوٹھی والا کنواں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کنواں، ان جگہوں کی زیارت کرنی اور برکت کے لئے یہاں کی مٹی یعنی بدعت ہے، اس کی کوئی دلیل موجود نہیں"۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 63

روضۂ اطہر ﷺ کی زیارت کی نیت کی ممانعت

شیخ محمد بن صالح العثیمین کہتا ہے۔

"زیارت قبر رسول ﷺ اور دوسری قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لئے جائز ہے عورتوں کے لئے نہیں، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ سفر قبر کی زیارت کی نیت سے نہ ہو"۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 78

حجرہ شریف کو چھونا اور بوسہ دینا بدعت

شیخ محمد بن صالح العثیمین کہتا ہے۔

”حجرہ شریف کو چھونا، اس کو بوسہ دینا یا اس کا طواف کرنا بہت بُری بدعت ہے جس کا ثبوت اسلاف کرام سے نہیں ملتا اور اگر طواف کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی قربت حاصل کرنے کی ہو تو یہ شرک اکبر ہے“۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 78

اُمتی کا نبی سے سوال کرنا شرک

شیخ محمد بن صالح العثمین کہتا ہے۔

”رسول اکرم ﷺ سے کسی طرح کا سوال کرنا شرک ہے“۔ (معاذ اللہ)

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 78

روضۂ رسول ﷺ کے سامنے دعا کرنا بدعت

شیخ محمد بن صالح العثمین کہتا ہے۔

”بعض زائرین رسول اللہ ﷺ کی قبر کی طرف رُخ کر کے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر دُعا کرتے ہیں، ایسا کرنا سراسر بدعت ہے“۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 79

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز کہتا ہے۔

”جو زائر آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اور قبر کو سامنے کر کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں تو سب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور ان کے متبعین اور سلف صالحین کے طریقہ کے خلاف ہے“۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں، صفحہ 128

انبیاء کو پکارنا، فریاد کرنا، شفاعت کرنا وغیرہ شرک

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز کہتا ہے۔

"ان تمام منکرات سے زیادہ اور بڑی بات یہ ہے کہ آدمی مُردوں (انبیاء و الیاء) کو پکارے اور ان سے فریاد کرے اور اس اُمید پر کہ وہ اللہ کے نزدیک اس کی سفارش کر دیں گے، یا اس کے بیمار کو اچھا کر دیں گے، یا اس کے گم شدہ شخص کو واپس کرادیں گے اس نیت سے یہ ان کے لئے نذر مانے، ان کیلئے جانور ذبح کرے تو یہ وہی شرک اکبر ہے۔ جس کو اللہ نے حرام قرار دیا"۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب وسنت کی روشنی میں، صفحہ 106

روضۂ اطہر کی جالیوں کو چومنا بدعت

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز کہتا ہے۔

"کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ آپ ﷺ کے حجرے کی جالیوں کو چھوئے یا اس کو بوسہ دے یا اس کا طواف کرے، اس لئے کہ سلف صالحین سے منقول نہیں، بلکہ یہ بدترین بدعت ہے"۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب وسنت کی روشنی میں، صفحہ 122

حاجت و مصیبت دور کرنے کا سوال کرنا شرک

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز کہتا ہے۔

”کسی کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی حاجت کو پوری کرنے، یا کسی مصیبت کو دور کرنے، یا مریض کو شفا دینے وغیرہ کا سوال کرے، کیونکہ یہ سب حاجات صرف اللہ سے مانگی جاتی ہیں، ان کا وفات یافتہ شخص سے مانگنا اللہ کے ساتھ شرک ہے“۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں، صفحہ 122

مزید کہتا ہے۔

”لیکن قبروں کی دُعا کی نیت سے زیارت کرنا، یا وہاں بیٹھنا، یا ان سے حاجت روائی یا بیماروں کی شفا کا سوال کرنا، یا ان کی ذات یا ان کے مرتبہ وغیرہ کے واسطہ سے اللہ سے مانگنا تو ایسی بات زیارت بدعت منکرہ ہے“۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں، صفحہ 137

دور سے سلام و دعا کہنا بدعت

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز کہتا ہے۔

”جو لوگ دور سے قبر شریف کا استقبال کرتے ہیں اور اپنے ہونٹوں کو سلام یا دُعا کے لئے ہلاتے ہیں تو یہ سب پچھلی بدعات ہی میں شامل ہیں“۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں، صفحہ 130

روضۂ اطہر ﷺ کی زیارت حج کے لئے واجب ہے نہ شرط

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز کہتا ہے۔

"قبر نبوی ﷺ کی زیارت حج کے لئے واجب ہے نہ شرط"۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب وسنت کی روشنی میں، صفحہ 131

شیخ محمد بن صالح العثیمین کہتا ہے۔

"زیارت قبر رسول ﷺ نہ واجب ہے اور نہ ہی حج کی تکمیل کے لئے شرط ہے"۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 79

روضۂ اطہر ﷺ کی زیارت کرنے والے کیلئے نجدی ممنوعہ امور

ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان کہتا ہے۔

"نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے ممنوعہ امور۔۔۔آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا، آپ کی قبر پر آنکھیں بند کر کے حضور قلب کے ساتھ کھڑے ہونا، کثرت سے دُعاء اور عاجزی و انکساری، آپ کی قبر کے پاس توبہ کی تجدید کرنا۔ آپ سے مشکل کشائی اور شفاعت کی دُعا کرنا۔ آپ کے حق میں آپ کی جاہ، یا کسی اور کے حق کا وسیلہ لے کر اللہ سے دُعا کرنا کہ وہ اس کی مصیبت ٹال دے، حاجت پوری فرمائے، یا بیمار کو شفا عطا فرمائے۔۔۔آپ کی قبر کی طرف منہ کر کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے"۔

وصایا للحجاج بیت اللہ الحرام ترجمہ حاجیوں کو وصیتیں، صفحہ 40

روضۂ اطہر ﷺ کی زیارت خواتین کے لئے جائز نہیں

ڈاکٹر صالح بن عبداللہ الفوزان کہتا ہے۔

"قبر نبوی کی زیارت خاص طور پر مردوں کے لئے مشروع ہے خواتین کے لئے کسی بھی قبر کی زیارت جائز نہیں ہے"۔

تنبعات علی احکام تختص بالمؤمنات ترجمہ خواتین کے مخصوص مسائل، صفحہ 144

شرک کی گردان۔۔۔مشرک کی گردان

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن الخمس بحوالہ عقیدہ تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی اور رسالتہ التوحید کے لکھا ہے۔

"شرک کی حقیقت یہ ہے کہ جن چیزوں اور کاموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات عالی کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے اور ان کو عبودیت کا شعار بنایا ہے انسان ان کو انسانوں میں کسی فرد کے لئے انجام دے۔ مثلاً کسی کے لئے سجدہ کرنا اور کسی کے نام سے جانور ذبح کرنا، یا کسی کو خوش کرنے لے لئے جانور ذبح کرنا اور پریشانیوں میں اس سے مدد طلب کرنا، اور اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے، موجود اور دیکھنے والا ہے اور اس کے لئے کائنات میں تصرفات کو ماننا، ان ساری باتوں کی وجہ سے شرک ثابت ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے آدمی مشرک قرار پاتا ہے"۔

جھود ائمۃ الحنیفۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنفیہ کی کوششیں شرک اور کی وسائل کے بیان میں، صفحہ 9

اسماعیل دہلوی قتیل کی شرکیہ مشین کی تائید

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن الخمس نے نجدیوں کے ہندوستانی امام شیخ محمد اسماعیل دہلوی قتیل (بالاکوٹ) کے حوالے سے مشرک کی چند اقسام ذکر کی ہیں چند ملاحظہ کیجئے۔

﴿1﴾ اولیاء سے دُعا اور مدد طلب کرنے کے ذریعہ شرک

﴿2﴾ اولیاء کے لئے نذرمان کر اور ذبیحہ کے ذریعہ شرک

﴿3﴾ اولیاء سے مدد مانگ کر شرک

﴿4﴾ نام رکھنے میں شرک۔۔۔عبدالنبی، علی بخش، حسین بخش، مرشد بخش، مدار بخش، سالار بخش

﴿5﴾ غیر اللہ کے علم غیب کا عقیدہ

﴿6﴾ غیر اللہ کیلئے تصرف کی قدرت ماننا

﴿7﴾ علم میں شرک

﴿8﴾ تصرف میں شرک

﴿9﴾ عبادت میں شرک، عادات واعمال میں شرک۔

جھود ائمۃ الحنیفۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنفیّہ کی کوششیں شرک اور کی وسائل کے بیان میں، صفحہ 26 تا 29

اسماعیل دہلوی کی تائید ابوالحسن ندوی سے

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن الخمس نجدی نے لکھا ہے کہ:۔

”شیخ ابوالحسن ندوی نے بھی شیخ اسماعیل دہلوی کی تائید کی ہے اور قبر پرستوں پر شدید نکیر کی ہے“۔

جھود ائمۃ الحنیفۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنفیّہ کی کوششیں شرک اور کی وسائل کے بیان میں، صفحہ 29

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں

ڈاکٹر علی بن نفیع العلیانی کہتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں، اور اللہ ہی سے سارے بندے خیر کے اور مشکل کشائی کے طالب ہوتے ہیں، کیونکہ اسباب کے ذریعہ یا اسباب کے بغیر وہی اس پر قادر ہے"۔

التمائم فی میزان الاسلام ترجمہ تعویذ اور عقیدۂ توحید، صفحہ 21

انبیاء واولیاء کے سامنے اپنی مراد پیش کرنا شرک

ڈاکٹر علی بن نفیع العلیانی نجدی عقائد بیان کرتے ہوئے ابن تیمیہ کے حوالے سے اپنا عقیدہ بیان کرتا ہے۔

"کوئی کسی مخلوق کے پاس اپنی مراد لے کر آئے یا اس پر بھروسہ کرے تو اس کی مراد رائیگاں جائے گی، کیونکہ یہ شرک ہے"۔

التمائم فی میزان الاسلام ترجمہ تعویذ اور عقیدۂ توحید، صفحہ 26

روضۂ رسول ﷺ پر ہاتھ باندھ کر سلام کرنا جائز نہیں

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کہتا ہے۔

"زائر کو ہاتھ باندھ کر سلام کرنا جائز نہیں سوائے اللہ کے"۔ (مخلصاً)

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق ووضاحت کتاب وسنت کی روشنی میں، صفحہ 129

اس مسائل پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے ہم نے صرف بلا تبصرہ پیش کر دیئے ہیں تا کہ قاری خود اندازہ لگائے کہ یہ لوگ رسول دشمنی میں کس قدر بڑھے ہوئے ہیں۔

نجدی کتابوں میں زیارت نبی ﷺ کی طرف جانے والی حدیثوں کو کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کہتا ہے۔

"اس باب میں جو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں جن کو وہ لوگ جو قبر نبوی کے لئے سفر کو مشروع سمجھتے ہیں حجت بناتے ہیں۔ وہ سب حدیثیں ضعیف الاسناد بلکہ موضوع ہیں" ۔

التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرة والزیارة علی ضوء الکتاب والسنة، ترجمہ حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق وو ضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں، صفحہ 132

شیخ محمد بن صالح العثمین نے کہتا ہے۔

جن احادیث سے بعض لوگ صرف زیارت قبر رسول ﷺ کے لئے سفر کرنے کی مشروعیت پر استدلال کرتے ہیں یا تو وہ ضعیف ہیں یا موضوع"۔

دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج و عمرہ وزیارت مسجد نبوی، صفحہ 79

اب ان کے بیان کی روشنی میں نجدیوں کے شیخ ابوالحسن ندوی جماعت کے اکابر مولوی حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی کا بیان پڑھئے اور ان کی رسول دشمنی پر ماتم کیجئے۔ لکھتے ہیں۔

"چہارم یہ کہ جو جو حدیثیں اس باب (سفر زیارت) میں وارد ہوئی ہیں وہ سب اعتبار و عمل میں ہیں ان سب باتوں میں وہابیہ مخالف صریح ہیں اور وہ جملہ احادیث کو اس بارہ میں موضوع اعلیٰ درجہ کی ضعیف جانتے ہیں"۔

الشہاب الثاقب، صفحہ 46

(حالانکہ) دور سابق میں جب ابن تیمیہ نے عدم جواز پر آواز اٹھائی تو عالم اسلام اس کے خلاف ہو گا اور اس پر گردن زدنی کا حکم صادر کیا گیا لیکن آج اسے عین اسلام گردانا جارہا ہے اور اب تو اس موضوع پر مستقل تصانیف چھاپ کر ہر زبان میں ترجمہ کر کے مفت تقسیم کی جارہی ہیں اور جن روایات میں گبندِ خضریٰ کی زیارت کے فضائل ہیں انھیں موضوع اور ضعیف کہہ کر جان چھڑائی جاتی ہے حالانکہ ان روایات کو موضوع کہنے والوں کے اپنے ایمان موضوع منگھڑت اور ضعیف اور کمزور ہیں ورنہ تحقیق اس میں ہے کہ ان روایات میں بہت سی احادیث مبارکہ سنداً صحیح اور معتبر ہیں جن پر تفصیلی بحث حضرت علامہ تقی الدین السبکی قدس سرہٗ نے شفاء السقام میں فرمائی ہے اور پھر شفاعت کا وعدہ جن احادیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے پانچ جلیل القدر صحابہ اس کی روایت کرتے ہیں۔

﴿1﴾ حضرت عمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

﴿2﴾ حضرت عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

﴿3﴾ حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

﴿4﴾ حضرت انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

﴿5﴾ حضرت بکیر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ان احادیث مبارکہ کو بیس ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔

﴿1﴾ امام ابوالحسن علی بع عمر دار قطنی

﴿2﴾ علامہ سلیمان بن احمد طبرانی

﴿3﴾ امام ابو بکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ

﴿4﴾ امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی

﴾5﴿ امام ابو جعفر عقیلی

﴾6﴿ امام ابو بکر عبداللہ بن محمد المعروف ابن ابی الدنیا

﴾7﴿ امام احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار

﴾8﴿ امام ابوالشیخ

﴾9﴿ امام ابو عبداللہ حسین بن اسمٰعیل محاطی

﴾10﴿ علامہ ابواحمد ابن عدی

﴾11﴿ علامہ حافظ ابن عساکر

﴾12﴿ حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی

﴾13﴿ امام سلیمان بن داؤد طیالسی

﴾14﴿ حافظ ابو علی سعید بن السکن بغدادی

﴾15﴿ حافظ ابو طاہر

﴾16﴿ علامہ ابو بکر مقری

﴾17﴿ محدث ابوالحسن یحییٰ بن حسن جعفری حسینی

﴾18﴿ امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی

﴾19﴿ امام ذہبی

﴾20﴿ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

اور جن احادیث مقدسہ میں بعد وفات زیارت کرنے والوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عالم حیات ظاہری میں زیارت کرنے والوں کو مثل بتایا ہے اس کی روایت چھ مقتدر صحابہ فرماتے ہیں۔

﴾1﴿ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿2﴾ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿3﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿4﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿5﴾ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿6﴾ حضرت حاطب ابی بلتعہ بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان صحابہء کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی روایت کو چودہ ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے جن کی شہرت درج ذیل عرفون کے ساتھ مسلّم ہے۔

﴿1﴾ دار قطنی ﴿2﴾ عقیلی ﴿3﴾ طبرانی

﴿4﴾ بیہقی ﴿5﴾ ابو یعلی ﴿6﴾ ابن عدی

﴿7﴾ ابن عساکر ﴿8﴾ سعید بن منصور ﴿9﴾ یعقوبی

﴿10﴾ محاطی ﴿11﴾ ابن النجار ﴿12﴾ ابن جوزی

﴿14﴾ ابو سعید

یہ وہ محدثین کرام ہیں جن کے بالمقابل ابن تیمیہ جیسے کروڑوں طفل مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پھر کوئی بد قسمتی سے ابن تیمیہ کی خطاء (جس پر عالمِ اسلام متفق ہے) کو اپنا دین سمجھ کر روضہء رسول کی حاضری کو شرک اور بے ایمانی سمجھے اسے اپنی بے ایمانی اور شوخ بختی پر ماتم کرنا چاہیئے"۔

حاشیہ خلاصۃ الوفا للسمھودی ترجمہ محبوب مدینہ، صفحہ 306تا308

توسل کے متعلق نجدی خباثت

صحیح حدیث میں ہے کہ :۔

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب لوگوں میں قحط پڑا۔ عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش کی دُعا کی اور یوں عرض کیا یا اللہ ہم تیری جناب میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ پس تو ہمیں بارش عطا کر دیتا تھا۔ اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں۔ پس ہمیں بارش عطا کر (قول راوی) پس بارش ہو رہی تھی۔

ازالہء وھم: " ابن تیمیہ اور اس کے مقلدین نجدی وہابی کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت عباس سے توسل کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وفات شریف توسل جائز نہیں ورنہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ ایسا نہ کرتے۔

جواب نمبر1:۔ یہ ابن تیمیہ کا اجتہاد خود ساختہ اور ایجاد بندہ ہے۔ علماء اہل سنت میں سے آج تک کسی نے اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں حیات و وفات میں اس طرح فرق کرنا کمال درجہ کی شقاوت ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسئلہ زیارت و توسل کا خمیازہ جو ابن تیمیہ کو بھگتنا پڑا۔ وہ اسی گستاخی اور بے ادبی کی سزا تھی ورنہ اتنا بڑے علامہ کو تو دنیا آنکھوں میں جگہ دل پر بٹھاتی۔

جواب نمبر2:۔ صحابہ کرام نے اس دعاء باراں میں صرف عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو وسیلہ نہیں بنایا بلکہ یوں عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیری جناب میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے کر وسیلہ پکڑنا بھی جائز تھا مگر اس موقع پر حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دیگر صحابہ کرام کو قرابت

نبوی جتلا کر گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا وسیلہ پیش کرنا منظور تھا۔ چنانچہ خود حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی زبان مبارک سے اقرار کرتے ہیں۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

ترجمہ: اور حدیث ابو صالح میں ہے کہ حضرت عمر و حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) منبر پر چڑھے تو حضرت عمر نے عرض کیا۔ یا اللہ ہم تیری جناب میں تیرے نبی کے چچا کو جو بجائے والد نبی کے ہیں پیش کرتے ہیں۔ تو ہمیں بارش عطا فرما اور ہمیں نا اُمید نہ کر۔ پھر کہا اے عباس! تم بھی دُعا کرو۔ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یوں دُعا کی۔ یا اللہ! نہیں اُتری کوئی بلاء مگر گناہ کے سبب سے اور نہیں دور ہوئی مگر توبہ سے۔ اور قوم نے اس واسطے میرا وسیلہ پکڑا ہے۔ کہ میرا تعلق تیرے نبی سے ہے۔ (الحدیث)

خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے بھی صاف پایا جاتا ہے کہ یہاں حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل ہے۔ حافظ ابن عبد البر استیعاب میں حضرت عباس بن عبد المطلب کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیں کئی وجہ سے روایت پہنچی ہے کہ وہ اپنے ساتھ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لے کر نکلے۔ اور عرض کیا یا اللہ! ہم بوسیلہ تیرے نبی کے چچا کے تیری جناب میں حاضر ہوتے ہیں اور اس کو اپنا شفیع بناتے ہیں پس تو اس میں اپنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رعایت کر جیسا کہ تو نے ان دو یتیم بچوں کی رعایت ان کے باپ کی نیکی کے سبب کی (کہ ان کی گرتی دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا۔ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ

عنہ) میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رعایت کا مطلب یہی
ہے کہ قرابت نبوی کو ملحوظ رکھ کر بارش کی دُعا کو شرف قبولیت عطا
فرما۔ تاریخ کامل ابن تاثیر میں بھی یہی مضمون قریباً ان ہی الفاظ میں
مذکور ہے۔

عمدۃ القاری میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مرتدین کے مقابلہ میں لشکر اسلام کو روانہ کیا تو آپ حضرت عباس کے ساتھ مشایعت کے واسطے شہر سے باہر نکلے اور کہا۔

ترجمہ: اے عباس! مدد کی دعا مانگ اور میں آمین کہتا جاؤں کیونکہ مجھے
اُمید ہے تمہاری دعا بیکار نہ جائے گی بوجہ اس کے کہ تمھارا نبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق ہے۔

خلاصہ: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنانا صرف قرابت نبوی کے سبب سے تھا اور یہ توسل بالنبی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ باایںہمہ اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ حدیث زیر بحث میں حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مدت خاص سے بلا تعلق قرابت نبوی کے وسیلہ پکڑا ہے۔ تو اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے وسیلہ پکڑنے کا انکار نہیں نکلتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ ہونے اور حضور کے ذریعہ سے دُعا مانگنے کا ثبوت مطلقاً اُسی حدیث میں موجود ہے۔

اب اس مطلق توسل کو عام ہے۔ حالت حیات اور وفات سے مقید بحالت حیات کرنا اور حالت وفات کی نفی کرنا کس قاعدے سے ہے اور دلالات اربعہ علم اصول (عبارت النص واشارۃ النص ودلالۃ النص واقتضاء النص) میں کونسی دلالت اس نفی توسل پر دلالت کرتی ہے۔ ہرگز کوئی دلالت نفی توسل پر دلالت نہیں کرتی۔ یہ اجتہاد بے بنیاد

کسی علمی قاعدے پر مبنی نہیں۔ کیونکہ اگر مثلاً ایک شخص میں ایک وصف پایا جائے تو وہ دوسرے شخص میں اس وصف کے نہ پائے جانے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ پس اس صورت میں حدیث زیر بحث سے توسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اہل بیت و دیگر صلحاء اُمت سے توسل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں ہر دو طریق پر عمل کیا ہے''۔

خلاصۃ الوفا للسمہودی ترجمہ محبوب مدینہ، صفحہ 397-402

کتاب ماضی کے اوراق اُلٹ کر تو دیکھ
نجانے کونسا صفحہ مڑا ہوا نکلے
ہو جاتے ہیں ناراض یہاں عقل کے اندھے
آئینے قتل ان کو نہ تحفے میں دیا کر

ائمہ اربعہ اور اکابرین امت کے عقائد

نجدی کتب میں عقیدے کے لحاظ سے جو عوام الناس کو دھوکا دیا جاتا اُن کے دھوکہ وفریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے یہاں پر ائمہ اربعہ اور اکابرین امت کے اقوال پیش کریں گے۔ ملاحظہ کیجئے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

وسیلہ بنانا جائز ہے

آپ اپنے مشہور قصیدۂ نعمانیہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یوں اپنا عقیدہ پیش کرتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ بِكَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّةٍ فَازَ وَ هُوَ اَبَاكَا

یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی وہ ہیں کہ جب حضرت آدم (علیہ السلام) نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وسیلہ بنایا تو وہ کامیاب ہوئے قبولیت دُعا سے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔ (قصیدۂ نعمانیہ)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 364

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند کے کتاب الحج میں نافع سے اور انہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے آؤ اور اپنی پیٹھ قبلہ کی

طرف کرلو اور اپنا چہرہ قبرانور کی طرف پھیرلو۔ پھر کہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَتُهٗ۔

تحفظ عقائد اہل سنت، صفحہ 506

آپ (ﷺ) کے نور سے کائنات روشن

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقیدۂ اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰی!
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بِهَاكَ

آپ (ﷺ) وہ نور ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ (ﷺ) کے نور سے منور اور آپ (ﷺ) ہی کے جمال و کمال سے سورج روشن ہے۔ (قصیدۂ النعمان، ص 23)

اہل سنت و جماعت کون ہیں، صفحہ 30

مشکل کشائی

مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔

امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عبدالملک سے انہوں نے اہل شام میں سے کسی فرد سے روایت کی کہ:۔

حضور (ﷺ) نے فرمایا تو قیامت میں پیٹ سے گرے ہوئے بچے کو کسی کی تلاش میں سر گرداں دیکھے گا اس سے کہا جائے گا جا جنت میں چلا جا وہ کہے گا جب تک میرے والدین جنت میں نہ جائیں میں جنت میں نہ جاؤں گا (ایضاً)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قیامت میں چھوٹے بچے بھی مشکل کشائی کریں گے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد، صفحہ 101

چہرہ قبر انور کی طرف اور پیٹھ قبلہ کی طرف

مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک کی روایت میں ہے کہ :۔

فرمایا کہ میں ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایوب سختیانی تشریف لائے اور میں مدینہ پاک میں تھا تو میں نے سوچا کہ انھیں دیکھوں کہ یہ کیسے حاضری دیتے ہیں۔ وہ آتے ہی قبلہ کو پیٹھ اور مواجہء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کر کے روئے اور خوب روئے اور فقیہہ کی جگہ کھڑے ہوئے۔

خلاصۃ الوفا للسمہودی ترجمہ محبوب مدینہ، صفحہ 413

وجہہ وجود کائنات

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یاسید السادات جئتك قاصدا   ارجو رضاء ك واحتمی بحماك

انت الذی لولاك ما خلق امرؤ   کلا و لا خلق الوریٰ لولاك

انا طالع بالجود منك ولم   لابی حنیفه فی الانام سواك

اے سید السادات ! میں قصد کر کے آپ (ﷺ) کے پاس آیا ہوں میں آپ (ﷺ) کی خوشنودی کا امیدوار اور آپ (ﷺ) کے سبزہ زار میں پناہ گزیں ہوں۔ آپ (ﷺ) کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ (ﷺ) نہ ہوتے تو کبھی کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ میں آپ (ﷺ) کے جود و کرم کا امیدوار ہوں آپ کے سوا خلقت میں ابو حنیفہ کا کوئی سہارا نہیں (انتھیٰ)

خلاصۃ الوفا للسمہودی ترجمہ محبوب مدینہ، صفحہ 380-381

مدینہ کی حاضری سے ابتداء

فتاویٰ ابواللیث سمرقندی میں ہے۔ امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔

"حاجی کے لئے احسن یہ ہے کہ مکہ سے ابتداء کرے، اور مناسک حج ادا کرے مدینہ طیبہ جائے، اور اگر ابتداء ہی میں مدینہ طیبہ حاضر ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے"۔

گنبد خضریٰ، صفحہ 300

امام مالک رضی اللہ عنہ

سفر زیارت روضہء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائز ہے

اہلسنت کے دستور و نظریات کے مطابق حسن عدوی مالکی نے مشارق الانوار میں لکھا ہے۔

"جان لے کہ روضہ شریف کی زیارت، عظیم عبادت اور مقبول ترین اطاعت ہے"۔

ابو عمران مالکی تہذیب المطالب میں لکھتے ہیں۔

"روضہء پاک کی زیارت واجب ہے یعنی سنت واجبہ ہے"۔

گنبد خضریٰ، صفحہ 403

اہتمام تعظیم حدیث

حضرت ابو مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف تعظیم و تکریم کی خاطر بغیر وضو کے بیان نہیں فرماتے تھے۔ (شفاء شریف مترجم، ج 2 ص 35)

حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب لوگ کچھ پوچھنے کے لئے آتے تو خادمہ آپ کے دولت خانہ سے نکل کر دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف پوچھنے کے لئے آئے ہو یا فقہی مسئلہ؟ اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً باہر تشریف لے آتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہیں تو حضرت امام مالک غسل فرما کر خوشبو لگاتے پھر لباس بدل کر نکلتے۔ آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا جس پر آپ وقار کے ساتھ بیٹھ کر حدیث شریف بیان فرماتے اور شروع مجلس سے آخر تک خوشبو سلگائی جاتی اور وہ تخت صرف حدیث شریف روایت کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ جب امام موصوف سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں۔ (شفاء شریف مترجم، ج2ص63)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ حدیثیں بیان فرمارہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک بچھو نے آپ کو سولہ مرتبہ ڈنک مارا جس سے ان کا رنگ بدل کر پھیلا ہو رہا تھا مگر انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو بیان کرنا بند نہ کیا۔ جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہوگئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ آج آپ کے اندر میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کی تعظیم میں صبر کیا۔ (شفاء شریف مترجم، 2ص36)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حدیث کی تعظیم سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم فرما کر اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ افضل الصلوات

والتسلیم کی تعظیم حق ہے۔ اور صحابہء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین چلتے پھرتے اور اُٹھتے بیٹھتے ہر حال میں ایک دوسرے سے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ اِس کے لئے غسل کرنے، عطر لگانے، خوشبو سلگانے اور تخت بچھانے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ مگر حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کرنے کے لئے ان باتوں کا اہتمام فرما کر اپنا یہ عقیدہ بھی ثابت کر دیا کہ ہر قسم کی تعظیم کا صحابہ سے ثابت ہونا ضروری نہیں بلکہ مسلمانوں کا جذبہء دل جس طرح بھی رہبری کرے ہر طریقے سے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑائی ظاہر کرنا جائز ہے۔

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 336 تا 338

وسیلہ اور شفاعت

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ابو جعفر منصور مدینہ طیبہ آیا اور مسجد نبوی میں امام مالک سے مناظرانہ انداز میں گفتگو کرنے لگا۔ دوران گفتگو اس کی آواز بلند ہونے لگی تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو تنبیہ فرمائی اور کہا کہ مسجد نبوی میں اپنی آواز بلند نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھاتے ہوئے فرمایا۔ اپنی آوازوں کو نبی کریم علیہ السلام کی آواز پر بلند نہ کرو اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آوازوں کو پست کرنے والوں سے فرمایا" وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو بارگاہ رسالت میں پست رکھتے ہیں۔ اسی طرح ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی جو آداب بارگاہ نبوی کا لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ آیۃ کریمہ میں ہے "وہ لوگ جو آپ کو دروازہ سے باہر پکارتے ہیں۔ ان میں اکثر شعور نہیں رکھتے۔

اے عباسی امیر اس بات کو یاد رکھ کہ حضور علیہ السلام کا احترام آج بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری میں تھا۔ امام مالک کی یہ باتیں سن کر منصور خاموش ہوگیا۔ بعد میں منصور نے امام مالک سے دریافت کیا دُعا

کرتے وقت خانہ کعبہ کی جانب منہ کروں یا مواجہ شریف کی جانب (منصور کے استفسار پر امام مالک نے جو جواب دیا وہ اہل محبت و عقیدت کے لیے سرمہ بصیرت ہے) آپ نے فرمایا اے امیر تو حضور علیہ السلام کی جانب سے کیوں منہ پھیرتا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام تیرے لئے اور تیرے جدّاعلیٰ حضرت آدم علیہ کے لئے روز قیامت وسیلہ ہیں تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب متوجہ ہو کر طلب کر اور اپنی شفاعت کا طالب ہو اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے واسطہ اور وسیلہ سے دُعا کر اللہ تعالیٰ قبولیت عطا فرمائے گا۔

کتاب الشفاء، صفحہ 88-89

روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس جانب منہ کر کے دُعا مانگے؟

رؤس المسائل للنووی میں حافظ ابو موسیٰ اصفہانی سے مروی ہے کہ امام مالک فرماتے ہیں کہ :۔

"جب کسی کا ارادہ ہو کہ وہ نبی علی الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور پر آئے تو قبلہ کو پیٹھ ، درِ رسول کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منہ کرے۔ صلوۃ و سلام عرض کرے اور دُعا مانگے"۔

خلاصۃ الوفا للسمہودی ترجمہ محبوب مدینہ، صفحہ 380-381

روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا قصد

المدخل میں ابن الحاج کا دعویٰ اور جواب دعویٰ بڑا ایمان افروز ہے۔

"جب حاجی مکہ سے نکلے تو اس عزم و ارادہ میں زیارت روضہء اطہر، زیارت مسجد اور اس میں نماز پڑھنے کے سوا کسی اور مقصد کی آلائش نہیں ہونی چاہیئے وہ تمام ضروریات و حاجات اور تمام کاموں کا خیال دل سے جھٹک کر جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبوع و مقصود اعظم،

روحِ تمنا اور جانِ آرزو ہیں، کسی کے تابع نہیں اس لئے اولین اور بالذات آپ ہی کی زیارت کا قصد ہونا چاہیئے“۔

گنبد خضریٰ، صفحہ 404-403

امام شافعی رضی اللہ عنہ

حاجت کے لئے وسیلہ

علامہ خطیب بغدادی تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن دنوں میں بغداد تھے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرتے۔ ان کی قبر پر حاضر ہو کر اس کی زیارت کرتے انھیں سلام کرتے۔ پھر اپنی حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں انھیں وسیلہ بناتے۔ (تاریخ خطیب بغدادی، ج1ص132)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 365

سلام کے وقت پیٹھ قبلہ کی طرف

بعض شوافع کا کہنا ہے کہ سلام کے وقت کھڑا درآنحالیکہ اس کی پیٹھ قبلہ کو اور چہرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہو اور امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔

خلاصۃ الوفا للسمہودی ترجمہ محبوب مدینہ، صفحہ 416

آل نبی ذریعہ نجات ہیں

علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اٰلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِیْ وَھُمْ اِلَیْہِ وَسِیْلَتِیْ اَرْجُوْ بِھِمْ اُعْطٰی غَدًا بِیَدِ الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ۔

یعنی آل نبی میرے لئے ذریعہ نجات ہیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے وسیلہ ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے طفیل کا (قیامت دے دن) اللہ میرا نامہء اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دے گا۔(صواعق محرقہ، ص180)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 366

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاجت کے لئے حاضری دینا

حضرت علامہ ابن عابدین رحمۃ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا۔

میں امام ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس آتا ہوں، تو جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں تو حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے (ردالمحتار، ج1 ص38)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 398

امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر دُعا کی قبولیت کیلئے تریاق مجرب

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر دُعا کی مقبولیت کے لئے تر قاق مجرب ہے (اشعۃ اللمعات، ج1ص715)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 398

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

حضرت علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ سے توسل کیا تو امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے تعجب کیا۔ اس پر امام احمد نے فرمایا کہ حضرت امام شافعی ایسے ہیں جیسے لوگوں کے لئے سورج اور بدن کے لئے تندرستی۔ (شواہد الحق، ص166)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 366

تبرک کے لئے منبر پر ہاتھ پھیر کر چومنا

کتاب "العلل والسوالات" عبداللہ بن احمد بن حنبل میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ :۔

میں نے اپنے والد گرامی سے سوال کیا کہ کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اقدس کو تبرک کی نیت سے ہاتھ لگا کر چومتا ہے اور ایسے ہی آپ کی قبر کو ہاتھ لگا کر چومتا ہے اور اسے وہ ثواب بھی سمجھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ لا باس بہ کوئی حرج نہیں۔

خلاصۃ الوفا للسمہودی ترجمہ محبوب مدینہ، صفحہ 460

حضرت محبوب سبحانی، غوث صمدانی شہباز لامکانی، عارف ربانی، غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں زیارت کے باقاعدہ آداب و طریقے، سلام و درود تحریر فرما کر دُعائیں لکھی ہیں، تاکہ زائر آسانی کے ساتھ، قواعد و آداب ملحوظ رکھ کر زیارت کرسکے، آپ نے آخر میں تحریر فرمایا ہے۔

> "اور اگر چاہے تو تبرک کے لئے منبر پر ہاتھ پھیرے، مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھے۔ شہداء کے مزارات پر حاضری دے، اور وہاں خوب دُعائیں کرے"۔

یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات و عقائد ہیں، جو اہلسنت کے امام، فقہاء و محدثین اور اولیاء کرام کے سرتاج ہیں، آپ کے بیان سے واضح ہوتا ہے، حنبلی مسلک میں روضہء اقدس کی زیارت شہداء کی قبور پر حاضری، توسل، دعا اور سلام جیسے تمام امور سے برکات و ثواب حاصل کرنے کا حکم ہے۔ جبکہ شیخ نجدی نے ان تمام اعمال کو گمراہی، فسق و فجور، اور کفر و شرک قرار دیا ہے، اور ساتھ ہی اپنے حنبلی ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔۔۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بیان کی روشنی میں معلوم ہوا اِس کا دعویٰ کذب صریح اور ناواقفوں کو دھوکہ دینے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے، وہ قطعی حنبلی نہیں، خود کو خواہ مخواہ امام احمد جیسی عظیم و جلیل ہستی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ (شوہد الحق، ص 75)

گنبد خضریٰ، صفحہ 400-401

روضۂ اطہر ﷺ کی طرف چہرہ کرنا

علامہ موفق الدین بن قدامہ مقدسی نے بھی احناف کی طرح اپنی عظیم کتاب "المغنی" میں زیارت کے لئے ایک الگ فصل قائم کی ہے۔ جو حنبلی فقہ کی معتبر اور ضخیم ترین کتاب ہے۔ یہ باب زیارت روضہء پاک کے بیان میں ہے۔

"جب مدینہ طیبہ آ جائے تو زائر کے لئے زیارت کی خاطر غسل کرنا مستحب ہے مسجد میں آئے تو پہلے دایاں پاؤں داخل کرے، پھر روضہء اقدس کی چہار دیواری کے پاس آکر ایک طرف کھڑا ہو اور اپنا منہ ادھر ہی رکھے"۔

گبند خضریٰ، صفحہ 400

بعض شوافع کا کہنا ہے کہ :۔

سلام کے وقت کھڑا ہو درآنحالیکہ اس کی پیٹھ قبلہ کو اور چہرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہو اور یہی امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔

خلاصۃ الوفا للسمہودی ترجمہ محبوب مدینہ، صفحہ 416

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عنہ کا عقیدہ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نداء یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق) صحابہء کرام (رضی اللہ عنہم) نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنازہ کو روضہء انور کے سامنے لے جا کر عرض کیا۔ السلام علیك یا رسول اللہ۔ پھر کہا۔ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حاضر ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں آواز آئی۔ "ادخلوا الحبیب الی حبیب" دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو" (تفسیر کبیر/تاریخ الخلفاء/ہدایۃ النہایۃ)

یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ہوا اس سے ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ اور روضہء انور میں اُمت کی عرض سنتے ہیں اور سن کر اس کی مقصد براری بھی فرماتے ہیں اور صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کا اس وصیت کا پورا کرنا ان جملہ مسائل کی تصدیق و تائید کرنا اجماع صحابہ ہے۔ الحمد للہ ہم اہلسنت اسی طریقہ پر ہیں جو فرمایا۔ ما انا علیہ واصحابی۔ جو ان کے طریقے و عقیدے سے خارج ہے وہ خارجی اور بے ایمان ہے۔

ندائے یارسول اللہ، صفحہ 69-70

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

تصرف واختیار

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہء خلافت میں زلزلہ آیا جس کی وجہ سے زمین بار بار دہلتی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ جل شانہٗ کی حمد وثنا بیان کی اور زمین پر کوڑا مار کر فرمایا ٹھہر جا کیا میں نے تجھ پر عدل نہیں کیا۔ یہ فرمانا تھا کہ زمیں ٹھہر گئی اور زلزلہ فوراً بند ہوگیا۔ (جامع کرامات اولیاء، 451/برکات الصالحین حصہ اوّل، ص 40)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 36

عبدالمصطفیٰ/عبدالرسول کہنا

امیر المومنین خلیفہء دوم خلیفہ برحق سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو عبدالمصطفیٰ کہلاتے تھے جیسا کہ روایت میں ہے۔

''پس جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو لوگوں کو آپ نے منبر رسول پر خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ اور میں آپ (ﷺ) کا بندہ اور آپ (ﷺ) کا خادم ہوں۔ (کنزالعمال، ج ۳ ص ۱۴۱/۷ حیٰوۃ الحیوان للدمیری، ج 1 ص 87/ازالۃ الخفاء، ج 2 ص 63)

اہل سنت جماعت کون ہیں؟ صفحہ 82-83

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

آثا نبوی سے تبرک حاصل کرنا

مشاہدہ کرنے والے حضرات نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ وہ منبر شریف پر جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوتے تھے اس جگہ کو پہلے ہاتھ لگاتے اس کے بعد اپنے چہرہ کو وہاں مس کرتے تھے۔

کتاب الشفاء، جلد 2 صفحہ 149

علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

نورانیت مصطفےٰ ﷺ

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ علامہ زرقانی نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اس قدر نورانی تھا کہ جب اُس کی نورانیت دیواروں پر پڑتی تو وہ چمک اُٹھتیں۔

اہل سنت جماعت کون ہیں، صفحہ 37

ولی اللہ کا دور و نزدیک کی چیزوں میں تصرف

آپ تحریر فرماتے ہیں۔

جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس بلند مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کُنْتُ لَہٗ سَمْعاً وَّبَصراً فرمایا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے۔ اور جب وہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو بندہ آسان و مشکل اور نزدیک و دور کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے (تفسیر کبیر، ج5 ص480)

حضرت علامہ امام رازی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس عبارت سے اپنا عقیدہ صاف لفظوں میں بیان فرما دیا کہ جب بندہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ کے جلال کا نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ بندہ آسان و سخت ہر پریشانی میں اور نزدیک و دور ہر جگہ کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور الحمد للہ ہم اہلسنت و جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 95-96

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ایک عورت نے جناب صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آرام گاہ مبارک کو کھول دیا جائے تاکہ میں زیارت کر سکوں۔ جناب عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے حجرہ مبارک کھول دیا وہ عورت حجرہ شریفہ میں داخل ہوئی اور رونے لگی یہاں تک کہ روتے روتے اس نے وہیں جان دیدی۔

کتاب الشفاء، جلد 2 صفحہ 63

آثار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعزاز واکرام میں یہ امور بھی شامل ہیں کہ جن کو حضور علیہ السلام کی ذات سے نسبت حاصل ہے اس کو بھی عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جائے مثلاً ان مقامات کا احترام جہاں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لے گئے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور دیگر مقامات منسوبہ (مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ہر وہ چیز جس کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے چھوا ہے یا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے متعلق ہے اس سے کوئی یا وابستہ ہو تمام چیزوں اور مقامات کی تعظیم وتوقیر کرنا اسی طرح

لازمی ہے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و توقیر لازم اور ضروری ہے۔

کتاب الشفاء، جلد 2 صفحہ 109

تعظیم و توقیر ﷺ بعد حیات ظاہری

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی توقیر و تعظیم جس طرح آپ (ﷺ) کی حیات ظاہری میں کی جاتی تھی اس طرح ہماری نظروں سے پردہ فرمانے کے بعد بھی واجب و لازم ہے۔

کتاب الشفاء، جلد 2 صفحہ 88

شیخ حسن بن عمار شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حیات النبی ﷺ

شیخ حسن بن عمار شرنبلانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب نورالایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں۔

یعنی یہ بات ارباب تحقیق علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں۔ ان پر روزی پیش کی جاتی ہے۔ تمام لذت والی چیزوں کا مزا اور عبادتوں کا سرور پاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ کہ بلند درجوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔

انوار الحدیث، صفحہ 268

شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

علم غیب

عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ ، پ27 سورۂ الرحمٰن کی آیت مبارکہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کے تحت تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ وہ انسان کامل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور بیان سے مُراد وہ علم ہے جو ہو چکا اور جو ہو گا وہ ان کو سکھا دیا (تفسیر صاوی)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 211

اور سورۂ جن کی آیت کریمہ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

انبیائے کرام کو اولیاء کی بہ نسبت غیب پر قوی اطلاع ہوتی ہے (تفسیر صاوی، ج4 ص244)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 211

اولیاء اللہ کی زیارت

علامہ صاوی مالکی علیہ الرحمۃ آیت کریمہ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی زیارت کے سبب مسلمانوں کو اس خیال سے کافر کہنا کہ ان کی زیارت عبادت غیر اللہ ہے واضح گمراہی اور کھلی ہوی ہلاکت

ہے (اولیاء اللہ کی زیارت عبادت غیر اللہ) ہر گز نہیں بلکہ یہ الحب فی اللہ میں سے ہے۔ (تفسیر صاوی، ج1 ص245)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 399

انبیائے کرام علیہم السلام کا وسیلہ

علامہ صاوی مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

انبیائے کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے لئے ہر شے میں واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ اور انبیاء کا واسطہ اور وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (تفسیر صاوی، ج1 ص107)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 96

علامہ صاوی مالکی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر واسطہ کا واسطہ ہیں یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں (تفسیر صاوی، ج1 ص22)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 96

شیخ الاسلام شہاب الدین رملی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

نداء یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور استمداد

امام شیخ الاسلام شہاب الدین رملی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ میں ہے کہ

"یعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء والمرسلین (علیہم السلام) اور اولیاء صالحین سے فریاد کرتے ہیں مثلاً یارسول اللہ، یا علی یا شیخ عبدالقادر جیلانی ان

جیسے کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہ اور بعد اشکال اولیاء مدد فرماتے ہیں ہیں یا نہ۔
انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ :۔

"بے شک انبیاء والمرسلین اور اولیاء اور نیک علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں"۔

ندائے یارسول اللہ، صفحہ 98

سید جمال الدین بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

نداء یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور استمداد

سید جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

مجھ سے سوال ہوا کہ اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت پکارتا ہے۔ یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر۔ مثلاً کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

"میں نے کہا ہاں اولیاء سے مدد مانگنی جائز ہے اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرح میں جائز و پسندیدہ امر ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا عنادی اور یقین کرو کہ ایسا آدمی اللہ والوں کی برکت سے محروم ہے"۔

ندائے یارسول اللہ، صفحہ 99

ابن خلدون مالکی کا عقیدہ

استغاثہ

مشہور مؤرخ قاضی عبدالرحمٰن معروف بہ ابن خلدون مالکی (متوفی ۸۰۸ھ) یوں استغاثہ کرتے ہیں۔

مجھے اپنی شفاعت فرمایئے جس سے میں اپنے بُرے گناہوں کی معافی کی اُمید کر سکوں، اگر نجات کسی مرد کے لئے مقدّر ہے۔ تو وہ آپ (ﷺ) کے جاہ کے طفیل سے ہے۔ تشبیب سے نہیں۔ میں آپ (ﷺ) کو پکارتا ہوں۔ مجھے قبولیت کا یقین ہے۔اے خیر مدعو۔اے خیر مجیب (المقالات الوفیہ ف الرد علی الوہابیہ)

ندائے یارسول اللہ، صفحہ 152

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علم غیب

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت علامہ ابن حجر نے فرمایا یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کو جان لیااور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں بلکہ ان سے بھی نیچے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوگئیں (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،ج1ص463)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 232

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلی اور جزئی تمام واقعات کو گھیرے ہوئے ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،ج5ص162)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 232-233

حیات النبی ﷺ

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے یہ اسی لئے تھا کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں (صحابہ کرام کے اس سوال کے بعد کہ بعد الوفات یہ صلوٰۃ وسلام کیسے پیش ہوگا) جواب میں یہ ارشاد فرمانا اس کا ماحصل ہی یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور شریفہ میں اسی طرح زندہ ہوتے ہیں کہ جو ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھے اُسے وہ خود سنتے سکتے ہیں

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج2 ص209)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 185-186

اور فرماتے ہیں۔

"انبیائے کرام (علیہم السلام) کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے محبوب بندے مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں"۔

(مرقاۃ، ج2 ص212)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 377

مزید فرماتے ہیں۔

بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باحیات ہیں انھیں روزی پیش کی جاتی ہے اور ان سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے"۔ (مرقاۃ، ج1 ص 284)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 377

حاضر وناظر

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"اولیائے کرام سے بعید نہیں ہے، ان کے لئے زمین لپیٹ دی گئی ہے اور انہیں متعدد (مثالی) اجسام حاصل ہیں، جنہیں ایک آن میں مختلف جگہوں پر پایا گیا ہے"۔

تحفظ عقائد اہل سنت، صفحہ 57

اور فرماتے ہیں۔

"ابدالوں کی برکت اور ان میں اِن کے وجود مسعود کے سبب بارشیں ہوتی ہیں دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے اُمت محمدیہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں"۔ (مرقاۃ شریف، ج11ص460)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟، صفحہ 94

قبہ بنانا

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی علماء متقدمین نے مشہور مشائخ اور علماء کی قبروں پر عمارت بنانا جائز فرمایا ہے تاکہ ان کی لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں"۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

عقائد اہلسنت، صفحہ 184-185

علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

”ہمیشہ سے علماء اور اہل حاجت کا طریقہ رہا کہ وہ حضرات امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت کرتے اور اس کے وسیلے سے قضاء حاجت چاہتے اور اس ذریعہ سے کامیابی کا اعتقاد رکھتے اور منھ مانگی مراد پاتے تھے۔ ازاں جملہ رکن اسلام حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ جب وہ بغداد میں فروکش تھے تو فرمایا کہ میں امام ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے برکت لیتا ہوں۔ ان کی قبر کی زیارت کرتا ہوں۔ جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس جاتا ہوں۔ خداوند عالم سے وہاں دُعا کرتا ہوں تو فوراً حاجت روائی ہوتی ہے“۔ (الخیرات الحسان مترجم، ص166)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 403

دافع البلاء

علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

”اولیاء اللہ کے منافع سے یہ ہے کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش کی جاتی ہے۔ فساد دور کیا جاتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جائے“ (فتاویٰ حدیثیہ، ص221، مطبوعہ مصر)

اہلسنت وجماعت کون ہیں؟، صفحہ 80

علامہ سید محمد علوی مالکی کا عقیدہ

حاضر وناظر

علامہ سید محمد علوی مالکی اپنی معرکتہ الاراء تصنیف الذخائر المحمدیہ میں فرماتے ہیں۔

"حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحانیت ہر مکان میں حاضر ہے۔ آپ (ﷺ) کی روحانیت خیر اور فضیلت کے مقامات اور محفلوں میں حاضر ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ روح بحیثیت روح کے برزخ میں مقید نہیں ہے، بلکہ آزاد ہے اور ملکوت الٰہی میں سیر کرتی ہے۔۔۔۔۔ برزخ میں روح کے آزاد ہونے اور سیر کرنے کی دلیل، حدیث صحیح میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ مومن کی روح ایک پرندے پر ہے جہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہے، یہ حدیث امام مالک نے روایت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح، تمام روحوں سے زیادہ کامل ہے۔ اس لیے حاضر اور شاہد ہونے میں بھی سب سے زیادہ کامل ہے"۔ (الذخائر المحمدیہ، ص259، طبع قاہرہ)

تحفظ عقائد اہل سنت، صفحہ 573

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حیات النبی ﷺ

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اس امت کے بہت سے کاملین کو بیداری میں آپ (ﷺ) کی زیارت کا شرف

حاصل ہوا اور انہوں نے آپ (ﷺ) سے استفادہ کیا (روح المعانی،ج 22ص135)

تحفظ عقائد اہل سنت، صفحہ 575

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

صاحب مزار کو مددگار بنانا

آپ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

"یہ حالت بہت مدت تک رہی اتفاقاً اس حالت میں ایک بزرگ کے مزار پر گزر ہوا۔ اور اس معاملہ میں اس عزیز کو اپنا مددگار بنایا۔ اسی اثناء میں خداوند تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوئی اور معاملہ کی حقیقت کماحقہ ظاہر کردی گئی۔ اور حضرت رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو رحمت عالمیان ہیں۔ ان کی روح مبارک نے حضور فرمایا اور غمناک دل کی تسلی کی"۔

مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب نمبر 220 صفحہ 417

تصرفات

مجدد صاحب مزید فرماتے ہیں۔

"آج صبح کے حلقہ (مراقبہ) میں دیکھا کہ حضرت الیاس و حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام روحانیوں کی صورت میں حاضر ہوئے اور تلقی روحانی یعنی روحانی ملاقات سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح میں سے ہیں۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہماری ارواح کو

ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر وہ کام جو جسموں سے وقوع میں آئیں یعنی جسمانی حرکات و سکنات اور جسدی طاعات و عبادات ہماری ارواح سے صادر ہوتی ہیں“۔

مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب نمبر 282 صفحہ 604

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

مزارات اولیاء پر قبہ بنانا

علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان جلد 3 پارہ 10 میں زیر آیت اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ میں فرماتے ہیں۔

”یعنی علماء اولیاء صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانا جائز کام ہے جبکہ اس سے مقصود لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا ہو تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں“۔ (روح البیان)

عقائد اہلسنت، صفحہ 184

مزارات اولیاء پر چراغاں کرنا

اسی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

”اس طرح اولیاء و صالحین کی قبروں کے پاس قندیلیں اور موم بتیاں جلانا ان کی عظمت کے لئے چونکہ اس کا مقصد صحیح ہے اس لئے جائز ہے اور اولیاء اللہ کے لئے تیل اور موم بتی کی نذر و نیاز ماننا تاکہ اُن کی عزت کے اظہار کے لئے ان کی قبروں کے پاس جلائی جائیں جائز ہے اس سے روکا نہ جائے“۔

عقائد اہلسنت، صفحہ 187

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

نداء یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آپ فرماتے ہیں۔

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مسیلمۃ الکذاب سے جنگ لڑتے تو ان کا شعار تھا کہتے ”وامحمد وامحمداہ “(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔(شواہد الحق، ص138)

ندائے یارسول اللہ، صفحہ 68

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

اولیاء اللہ کے مزارات پر گنبد بنانا

آپ فرماتے ہیں۔

”کہا گیا ہے اگر میت مشائخ اور علماء اور سادات کرام میں سے ہو تو اس کی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں“(شامی)

عقائد اہلسنت، صفحہ 185

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب (انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء) کے آخر میں لکھا ہے کہ :۔

"ان تمام نقول واحادیث کا نچوڑ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم و روح دونوں کے ساتھ زندہ ہیں۔ دُنیا بھر میں جہاں اور جیسے چاہتے ہیں تصرف فرماتے اور تشریف لے جاتے ہیں اور آپ (ﷺ) اپنی اسی شکل و صورت پر ہیں جو قبل وفات تھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ حضور (ﷺ) ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں جیسا کہ فرشتے اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود پوشیدہ ہیں۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کسی کو حضور (ﷺ) کے دیدار سے مشرف فرمانے کے ارادہ سے پردہ اُٹھا دیتا ہے تو وہ حضور (ﷺ) کو سابقہ ہیئت پر دیکھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز بھی روکنے والی نہیں"۔(رسالہ فضائل محمدیہ)

عقائد اہلسنت، صفحہ 128-129

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

وسیلہ اور مدد مانگنا

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"وسیلہ چاہنا اور مدد طلب کرنا حضور پُرنور ﷺ سے ، جماع علماء دین قولًا اور فعلًا افضل سنت اور مؤکدہ مستحب ہے"۔(جذب القلوب)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 97

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"انبیاء کرام علیہم السلام کو موت نہیں آتی اور زندہ جاوید ہیں اور باقی ہیں۔ ان کے واسطے بس ایک ہی موت ہے جو ایک دفعہ واقع ہوئی اس کے بعد ان کی روحیں انہیں بدنوں میں لوٹا دی جاتی ہیں اور جو زندگی انہیں دُنیا میں دی جاتی ہے وہی زندگی ان کی عالم برزخ میں ہوتی ہے"۔

تکمیل الایمان، صفحہ 140

آپ ایک اور جگہ یوں فرماتے ہیں۔

"حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وفات کے علماء میں اتفاق ہے اس میں شک نہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں"۔

جذب القلوب ترجمہ تاریخ مدینہ، صفحہ 207

آپ مزید فرماتے ہیں۔

"حیات انبیاء علیہم السلام پر سب کا اتفاق ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف ہی نہیں کہ انکی زندگی حیات جسمانی دنیاوی حقیقی کے ساتھ ہے شہدائے کرام کی طرح انکی حیات حیاتِ روحانی معنوی نہیں"۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول)

عقائد اہلسنت، صفحہ 128

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

علم غیب

آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نور نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے؟ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اور کونسا حجاب اس کی ترقی میں مانع ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے گناہوں کو، تمہارے ایمانی درجات کو، تمہارے نیک وبد اعمال کواور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے پہنچانتے ہیں اس لئے ان کی گواہی بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے"۔ (تفسیری عزیزی، ج1 ص636)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 254

غیر اللہ سے مدد مانگنا (استمداد واستعانت)

آپ اپنی تفسیر فتح العزیز میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنَ آیۃ شریفہ کی تفسیر بیان فرما کر اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

"یہاں سمجھنا چاہیے کہ غیر خدا سے اس پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اُسے مظہر امداد الٰہی نہ جانتے ہوئے مدد مانگنا حرام ہے لیکن اگر بباطن حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو تو ان سے مظہر ذات الٰہی جانتے ہوئے اور اسباب و حکمتِ الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر غیر خُدا سے ظاہری

امداد طلب کی جائے۔ تو یہ بعید از عرفانِ الٰہی نہیں۔ یہ امر شریعت میں بھی جائز اور روا ہے۔ اس قسم کی استعانت بہ غیر نہیں بلکہ استعانت بحق تعالیٰ ہے"۔ (تفسیر عزیزی)

اہل سنت و جماعت کون ہیں؟، صفحہ 167

یہی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ **والقمر اذانشق** کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"بعض اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت و ارشاد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اِن کو اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوا ہے اور اس متوجہ ہونے سے ان کا استغراق بوجہ کمال وسعت تدارک انہیں روکتا نہیں اور اویسی طریقہ کے لوگ باطنی کمالات انہی سے حاصل کرتے ہیں۔ حاجتمند اور اہل غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہیں سے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے بھی ہیں۔ اور زبانِ حال سے یہ گیت گاتے ہیں۔ من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔ اگر تم میری طرف بدن سے آؤ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آؤں گا"۔ (تفسیر عزیزی)

اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ صفحہ 167-138

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہو چکا کہ روح باقی ہے اور اس کا ایک خاص تعلق اجزائے بدن کے ساتھ اس سے مفارقت تغیر کیفیت کے بعد بھی باقی ہے کہ اس تعلق کی وجہ سے ان میں علم اور شعور پیدا ہوتا ہے جس سے قبر کی زیارت کرنے والوں اور ان

کے احوال سے آگاہی ہوتی ہے اور کامل لوگوں کی ارواح جن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں زندگی میں قرب منزلت حاصل تھی اور کرامات تصرفات اور لوگوں کی امداد کرتے تھے ان کو بعد ازوفات بھی یہ تصرف حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح کہ وہ اس وقت کرتے جب ان کے بدنوں کے ساتھ روح کا کلی تعلق حاصل تھا (زندہ تھے) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تصرف کرتے ہیں اور ان سے استمداد کا انکار کرنے کی کوئی صحیح وجہ معلوم نہیں ہوتی مگر یہ کہ پہلی بات کا انکار کردیا جائے اور یہ کہا جائے کہ روح کا بدن کے ساتھ بالکل ہی تعلق نہیں ہے اور بدن سے مفارقت کے بعد تمام وجوہ سے زندگی کا تعلق ہوچکا ہے اور یہ کہنا تو نصوص کیخلاف ہے اور اس طرح تو قبروں کی زیارت اور وہاں جانا سب لغو وبیکار وبے معنی ہو جائیگا"۔(فتاویٰ عزیزیہ، ص 107 ۔ 108 ، دارالاشاعت العربیہ کوئٹہ)

والله آپ زندہ ہیں، صفحہ 233-234

اولیاء اللہ کا وسیلہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"مدد طلب کرنے کی صورت صرف یہی ہے کہ ضرورت مند اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے اس نیک کی روحانیت کے وسیلے سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب ومکرم ہے۔ اور کہے خداوندا! اس بندے کی برکت سے جس پر تو نے رحمت واکرام فرمایا ہے میری

حاجت کو پوری فرما۔ یا اس مقرب بندہ کو پکارے کہ اے بندۂ خُدا اور اللہ کے ولی! میرے لئے شفاعت کر اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کر کہ میرے مقصد کو پورا فرمائے۔ لہٰذا بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے۔ قادر دینے والا اور جس سے سوال کیا گیا ہے خُدائے تعالیٰ ہی ہے۔ اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں جیسا کہ منکر نے وہم کیا ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ نیک لوگوں اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ظاہری زندگی میں وسیلہ بنایا جاتا ہے۔ ان سے دعا طلب کی جاتی ہے اور یہ بالاتفاق جائز ہے۔ تو وفات کے بعد وہی بات کیوں جائز نہ ہو گی؟ کاملین کی ارواح میں ظاہری زندگی اور وفات کے بعد صرف اتنا فرق ہے کہ انھیں اور زیادہ کمال حاصل ہوجاتا ہے"۔(فتاویٰ عزیزیہ، ج2ص108)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 373-374

شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔

"شرح مقاصد میں ہے کہ قبروں کی زیارت اور نیک لوگوں کے نفوس سے وفات کے بعد فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ بیشک وفات کے بعد نفس کا بدن اور قبر کے ساتھ ایک تعلق رہتا ہے۔ لہٰذا کوئی شخص اس قبر کی زیارت کرتا ہے اور میت کے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دونوں نفسوں کے درمیان ملاقات اور فیضان کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ زندہ کی امداد قوی ہے یا میت کی۔ بعض حضرات نے اس سلسلے میں روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کام میں حیران ہو جاؤ تو قبر والوں

سے مدد طلب کرو۔ شیخ اجل حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح میں فرمایا کہ کتاب وسنت نیز اقوال سلف میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو اس کے مخالف ومنافی ہو اور اس بات کو رد کردے"۔ (فتاویٰ عزیزیہ، ج2ص108)

اس تحریر سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ واضح ہوگیا کہ بزرگانِ دین کے مزاروں کی زیارت کرنا اور اپنی مشکلات کے حل ہونے کے لئے ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 407-408

ایصال ثواب مع طعام وشیرینی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ہاں ! صالحین کی قبروں کی زیارت اور ان کی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور ایصال ثواب، تلاوت قرآن، دُعاء خیر، تقسیم طعام وشیرینی سے ان کی مدد کرنا بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے"۔ (فتاویٰ عزیزی)

تحفظ عقائد اہل سنت، صفحہ 906

مشکل کشائی/حاجت روائی

شاہ عبدالعزیز صاحب نے شیخ احمد زروق علیہ الرحمۃ جو کہ علامہ قسطلانی شارح بخاری مصنف مواہب الدنیہ علیہ الرحمۃ اور شمس الدین لقانی علیہ الرحمۃ کے استاد ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم میں جن کا مقام ارفع واعلیٰ ہے۔ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے۔ پڑھئے اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کی حقانیت اور صداقت کی داد دیں۔ ارشادِ مبارک یہ ہے۔

"میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب نکبت و ادبار سے اُس پر حملہ آور ہوا گر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہکر پکار میں فوراً موجود ہوں گا"۔ (بستان المحدثین)

اہلسنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 80-81

استمداد واستغاثہ

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے والد شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ اطیب النعم کی تضمین میں یوں فرماتے ہیں۔

"آپ (ﷺ) ہر لحظہ وجودِ عالم کے دارومدار ہیں اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے کی کنجی ہیں اور ہر شدت میں پریشان بیقرار کی پناہ۔ اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سہارا ہیں۔ اور ہر ایک توبہ کرنے والے کی طرف سے بخشش کا وسیلہ ہیں۔ خشوع و خضوع کے وقت آپ (ﷺ) ہی طرف آنکھ اٹھتی ہے"۔

ندائے یارسول اللہ، صفحہ 154

شاہ صاحب مزید اور فرماتے ہیں۔

"بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی جانب قبر پر انگلی رکھے اور شروع میں سورہ بقرہ سے مفلحون تک پڑھے پھر قبر کی پائنتی کی طرف جائے اور آمن الرسول تک پڑھے اور زبان سے کہے۔ اے میرے حضرت ! فلاں کام کے لیے درگاہ الٰہی میں التجا و دُعا کرتا ہوں۔ آپ بھی دُعا کریں"۔ (کمالات عزیزی)

حجۃ اللہ البالغہ، حرف آغاز، صفحہ 14

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علیہ کا عقیدہ

نجدی لوگ دلائل الخیرات پڑھنے کو منع کرتے ہیں، بلکہ ان لوگوں نے دلائل الخیرات کے نسخوں کو جلایا۔ نجدی کتب میں شاہ ولی اللہ صاحب ☆کا تذکرہ اور اان کی کتاب کے حوالے نجدی کتاب میں موجود ہیں وہ شاہ ولی اللہ صاحب دلائل الخیرات کی سند اور اجازت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"اور دلائل الخیرات کی ہم کو اجازت دی ہمارے شیخ ابوطاہر نے شیخ احمد نخلی سے اُنہون نے سید عبدالرحمٰن ادریسی مشہور محجوب سے انہون نے اپنے والد احمد سے انہون نے اُنکے دادا محمد سے انہون نے انکے پیردادا احمد سے انہون نے اُسکے مصنف سید شریف محمد بن سلیمان جزولی رحمۃاللہ علیہ سے"۔ (☆)

☆جھودائمۃ الحنفیۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنیفہ کی کوششیں شرک کیے بیان میں، صفحہ 21-38 (☆) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم، صفحہ 143

تصرفات اولیاء اللہ

شاہ ولی اللہ رحمۃاللہ علیہ اپنی مشہور کتاب انفاس العارفین میں لکھتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ برھان بخاری کو قولنج کا عارضہ ہوگیا۔ سخت بیقرار ہوا حضرت والا کی خدمت میں التجا کی آپ اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھے اور اس کی بیماری کو سلب کرلیا جس سے وہ شفایاب ہوگیا لیکن کبھی وہ عارضہ حضرت والا کو لاحق ہوجاتا تھا"۔

انفاس العارفین، صفحہ 269

حیات النبی ﷺ

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے فائض ہوا کہ بندہ کیسے اپنی جگہ سے ترقی کرتا ہے کہ ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے“ (فیوض الحرمین، ص 59)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 238

علم غیب

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”عارف مقام حق تک کھینچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے“۔ (فیوض الحرمین، ص 61)

بزرگوں کے عقیدے، صفحہ 238

اور مزید فرماتے ہیں۔

”عارفین کاملین پر ہر چیز روشن اور ظاہر ہو جاتی ہے۔ امورِ غائبہ بھی منکشف ہو جاتے ہیں“۔ (لمعات)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟، صفحہ 207

مزید فرماتے ہیں۔

”اولیاء اللہ کو لوگوں کے دلوں کے حالات اور آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا علم ہوتا ہے۔ (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمل، ص 56)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟، صفحہ 207

حاضر و ناظر

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"جب میں مدینہ میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کی تو آپ کی روح انور کو ظاہر وعیاں دیکھا۔ فقط عالم ارواح میں نہیں بلکہ جو اس کے قریب عالم مثال میں۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ عوام الناس جو نمازوں میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر ہونے اور لوگوں کی امامت کرانے کا ذکر کرتے ہیں اس کی بنیاد یہی دقیقہ ہے" (فیوض الحرمین، شاہ ولی اللہ، ص 82)

تحفظ عقائد اہل سنت، صفحہ 566

حضور ﷺ سے خواب میں روحانی بیعت، صحبت و خرقہ پانا

شاہ صاحب اپنی مشہور و معروف کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے فصل اول میں فرماتے ہیں:۔

"اِس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو ارتباط بیعت صحبت و خرقہ و فیض توجہ و تلقین عالم باطن میں آنخضرت ﷺ سے ہے اِس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اِس فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوا ہے اور روبرو آنخضرت ﷺ کے بیٹھا ہے ۔۔۔۔۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سر مبارک گریبانِ مراقبہ سے اُٹھایا ۔ اور اپنے دونو مبارک ہاتھ اُٹھائے اور اشارہ فرمایا بیعت اور مصافحہ کا۔ یہ فقیر (ولی اللہ) اُٹھا

اور زانو بزانو متصل بیٹھ کر اپنے دونو ہاتھ آنخضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے دونو مبارک ہاتھوں میں رکھے اور بیعت کی۔ اور فراغ
بیعت کے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک آنکھیں
بند کیں۔ اور اِس فقیر (ولی اللہ) نے بھی اپنی آنکھیں اُن کے حضور
مبارک میں بند کیں۔ اُسوقت آپ (ﷺ) نے وہی نسبت خاصہ
جس کا پہلے علم القا فرمایا تھا۔ عطا فرمائی۔ تو میں محیط (گھر گیا) ہو گیا۔
ازروئے علم کے اور حاشاللہ کہ اِس واقعہ میں کچھ کلمہ و کلام درمیان
نہ تھا فقط روحانیہ فیض تھا یا اشارہ اور فعل تھا"۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم، صفحہ 5 تا 7

روضۂ اطہر ﷺ سے فیض پانا

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اور جب فقیر (ولی اللہ) مدینہ منورہ پہنچا اور ایک مدت تک روضہء انور میں متوجہ رہا۔
سب مراتب جذب و سلوک کے ابتدا سے انتہا تک طے کئے۔ اُس وقت اِس فقیر کو القاب
زکی و حکیم سے ملقب فرمایا۔ اور ایک طریقہ عنایت فرمایا۔ اور جو جو علم میں مشکلات تھی
میں نے وجہ پوچھی اور اُن کا جواب باصواب پایا"۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم، صفحہ 7-8

استمداد و استغاثہ

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"میں نے عرض کی یارسول اللہ ! اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمیں بھی عطا
فرمائیں، آپ (ﷺ) رحمتہ للعالمین ہیں اور ہم خیرات لینے کے

لیے حاضر ہوئے ہیں ۔۔۔۔ پس آپ (ﷺ) نے میری عظیم مدد فرمائی۔ نیز مجھے بتایا کہ میں آئندہ اپنی حاجات میں سے کیسے مدد طلب کروں" (فیوض الحرمین، ص29)

تحفظ عقائد اہل سنت، صفحہ 738

آپ قصیدہ ہمزیہ میں استغاثہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اے اللہ کے رسول اے تمام خلق سے بہتر قیامت کے دن آپ (ﷺ) کی عطا و بخشش چاہتا ہوں۔ جب کوئی سخت مصیبت پیش آوے تو حضور (ﷺ) ہی ہر بلا سے بچاؤ کے لئے قلعہ ہیں۔ حضور (ﷺ) ہی کی طرف میری توجہ اور حضور (ﷺ) ہی میرا سہارا ہیں۔ حضور (ﷺ) ہی سے بھلائی کی طمع اور حضور (ﷺ) ہی سے اُمید ہے"۔

ندائے یا رسول اللہ، صفحہ 153-154

اہل سنت عقائد بر حق ہیں نجدی عقائد باطل

امام اہلسنت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنا فیصلہ بیان کرتے ہیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں.

جب اہلسنت و جماعت کے چاروں مسلک اِس مرکزی نقطہ پر متفق ہیں کہ روضہء اقدس کی زیارت مسنون و باعثِ ثواب اور قریب قریب واجب کے حکم میں ہے تو ایک سچا صاحب نسبت، فرمانبردار ایمان دار اُمتی اس کے بارے میں کوئی غلط اور مکروہ رائے قائم کرنے کی مذموم جرأت کس طرح کر سکتا ہے؟ کیونکہ یہ نشان بدبختی ہے، کہ

سراپا کرم و رحمت حبیب ﷺ کے درِاقدس کی حاضری کو ناپسندیدہ قرار دیا جائے اور اس عمل خیر کو بدعت و ناجائز جیسے الفاظ سے تعبیر کیا جائے۔

جب حقیقت یہ ہے تو چاروں مسالک کے مسلمانوں کے متفقہ نظریہ و عقیدہ کے برعکس زیارت روضہ اقدس کے بارے میں شیخ نجدی کے مذموم اور بدعتی خیال و گمان کا کوئی اعتبار اور وزن نہیں، اِس کے بڑمارنے سے یہ اجماعی و متفقہ نورانی عقیدہ مجروع و متاثر نہیں ہوتا۔

گنبد خضریٰ، صفحہ 404

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ شیخ نجدی کی تحریک کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کیا، ورنہ ان کے خارجی ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جن کے خلاف انہوں نے خروج کیا تھا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار جو نجد سے نکلے اور حرمین پر قابض ہوگئے اور وہ اپنے آپ کو حنبلی المذہب کہتے تھے، لیکن ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہ یا ان کے موافق ہیں اور جو عقائد میں ان کے مخالف ہیں، وہ مسلمان ہی نہیں ہیں، بلکہ مشرک ہیں، اس بناپر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کے قتل کو جائز رکھا۔

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 128-129

جمہور امت کا مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مطلّقاً شفاعت کا اذن دے دیا ہے اور اب کسی کی شفاعت کرنے کے لیے حضور (ﷺ) کو اذنِ خاص کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ حضور اکرم ﷺ کو گنہ گار افرادِ امت کے لیے شفاعت کا حکم دیا گیا ہے اور حضور اکرم ﷺ سے آپ کی حیاتِ مقدسہ میں اور بعد از وصال ہر دوصورتوں میں شفاعت طلب کرنا جائز ہے۔ جائز ہی نہیں، بلکہ سعادت ہے۔

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 81

۔۔۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے حضور اکرم ﷺ سے آپکی زندگی میں شفاعت کی درخواست کی اور وصال کے بعد عہد صحابہ میں لوگوں نے حضور اکرم ﷺ سے شفاعت کو طلب کرنا آج تک اہل اسلام کا معمول ہے۔

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 87

تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام (علیہم السلام) اور اولیاء عظام (رحمۃ اللہ علیہم) سے ان کی زندگی میں اور وصال کے بعد ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

تاریخ نجد و حجاز، صفحہ 99

(جبکہ) اس کے برخلاف شیخ نجدی (اُس کے حواری) انبیاء کرام (علیہم السلام) اور اولیاء عظام (رحمۃ اللہ علیہم) سے ان کی زندگی میں جب وہ قریب ہوں، تو ان سے مدد

طلب کرنا جائز لکھا ہے اور حالت غیبوبت میں اور وصل کے بعد ان سے مدد طلب کرنے کو ناجائز لکھا ہے۔

تاریخ نجد وحجاز، صفحہ 99

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"اور سن لو میں ایسی گفتگو سے بالکل بری ہوں جو کسی آیت یا حدیث نبوی کے مخالف ہو یا اجماع امت کے خلاف ہو جس کی خوبی اور بہتری پر شہادت ہو چکی ہے یا کسی ایسے مسئلے کے خلاف ہو جس کو جمہور مجتہدین نے اختیار کیا ہو یا مسلمانوں کی جماعت کثیر نے اس کو مقبول کر لیا ہو"۔

حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ 31

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں۔

"اگر خالص سنیت پر نظر کیا جائے تو اس کا مقتضا یہی ہے کہ سلف کی طرح سے کسی مسئلہ میں چون وچرا نہ کی جائے"۔

حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ 30

حالیہ نجدی کتب میں بھی ان چیزوں کو ناجائز و حرام کہا ہے جبکہ علماء امت کے زریں اقوال ہم پیش کر چکے ہیں کہ اہل اسلام سلف صالحین کے عقیدے سے وابستہ رہے ہیں جو کہ خود صراط مستقیم تھے۔اب ان کے راستے سے ہٹنا گویا اپنے آپ کو بے دینی کے اندھے غار میں گرانے کے مترادف ہے۔

چند علماء کرام کے متعلق وہابیوں دیوبندیوں کی آراء

یہاں پر اُن چند علماء کے نام دیئے جاتے ہیں جن کے متعلق وہابیوں نے اپنی کتب و رسالوں میں تعریف کی ہے یہ اس لئے پیش کئے جارہے ہیں تاکہ جو عقیدہ ہم نے ان علماء کرام کا پیش کیا وہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے تاکہ وہابیوں نجدیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے عوام الناس اپنے ایمان کا تحفظ کر کے اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر رہ کر اپنا دین وایمان محفوظ رکھ سکیں اور ایمان جیسی متاعِ عزیز کو لٹنے سے بچائیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آراء

غیر مقلدین کے قاضی شوکانی نے لکھا ہے۔

"وہ زاہد تھے، دُنیا کو ہیچ سمجھتے تھے اور سلف کے طریقہ پر تھے بھلائی کا حکم کرنے والے اور بُرائی سے روکنے والے تھے۔ مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے"۔ (فوائد جامعہ، ص 332)

وہابی مذہب، صفحہ 458

دیوبندیوں کے مولوی عبداللہ گنگوہی نے لکھا ہے کہ :۔

"شیخ قطب الدین ابن حجر مکی عرب کے مشاہیر علماء میں سے تھے۔ بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں"۔ (مقدمہ اکمال الشیم، ص 63)

وہابی مذہب، صفحہ 419

مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ :۔

"شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ مکہ شریف میں مفتی حجاز تھے۔ جامع علوم ظاہر و باطنی تھے"۔ (حاشیہ تاریخ اہلحدیث، ص 392)

اہل سنت و جماعت کون ہیں ؟، صفحہ 140

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آراء

وہابیہ کے مولوی ابو یحیٰی امام خاں نوشہروی نے لکھا ہے کہ :۔

"شاہ عبدالعزیز صاحب کی علمی و روحانی سرگرمیاں محض قال و حال تک محدود نہیں بلکہ مسلمانوں کی عام رفاہ کا خیال بھی ہر وقت دامن گیر ہے"۔ (ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات، ص 11)

وہابی مذہب، صفحہ 439

فخر الوہابیہ ابراہیم میر سیالکوٹی نے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کو "بارگاہِ مصطفیٰ علیٰ صاحبا الصلوٰۃ والسلام کا حضوری" لکھا ہے ۔(سراجاً منیرا، ص 30)

وہابی مذہب، صفحہ 439

میر سیالکوٹی نے یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

"اُستاد الہند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رحمتہ اللہ علیہ جن کی دقیقہ شناسی اور نکتہ رسی مسلم کل ہے"۔ (واضح البیان، ص 26)

وہابی مذہب، صفحہ 439

مولوی اشرف علی تھانوی نے مولوی محمد تھانوی سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا :۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کو چھ ہزار حدیث کے متن یاد تھے۔(افاضات الیومیہ،ج1ص270)

وہابی مذہب، صفحہ 439

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رائے

دیوبندیوں کے مولوی سرفراز گکھڑوی نے ملا علی قاری کو" یگانہء روزگار فقیہ و محدث" لکھاہے۔(تبریدالنواظر، ص 71)

وہابی مذہب، صفحہ 439

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آراء

وہابیہ کے رسالہ الاسلام دہلی نے محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے متعلق لکھاہے کہ:۔

"محدث ابن جوزی (علیہ الرحمۃ) چھٹی صدی کے اکابر واعیان میں ایک عظیم و جلیل محدث اور خطیب کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ کے دستِ حق پرست پر ایک لاکھ سے زائد انسان تائب ہوئے اور ایک لاکھ سے زائد اسلام کے دامنِ رحمت سے آ چکے ہیں"۔ (الاسلام دہلی ص13۔14فروری 1956ء)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟، صفحہ 63

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام اور مجدد ابن تیمیہ حضرت محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:۔

"امام ابنِ جوزی جلیل القدر مفتی اور بڑے صاحبِ تصنیف و تالیف تھے اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں شمار کیا ہے تو انہیں ہزار سے بھی زیادہ پایا ہے۔ خصوصیت سے حدیث اور فنونِ حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات موجود ہیں کہ ان کی مانند شاید ہی کوئی تصنیف ہو۔ اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ کتاب ہے جس میں سلف کے حالات لکھے گئے ہیں۔ ہر بات کی تفصیل میں آپ ماہر تھے۔ اور لکھنے پر کمال درجہ کی دسترس حاصل تھی اور ہر فن میں لوگوں کی تصنیفات سے آپ کی تصنیفات بہت عمدہ اور معتبر ہیں"۔ (الاعتصام لاہور، ص6، 29 فروری 1952ء)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 62-63

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آراء

وہابیہ نجدیہ کے مشہور اخبار الاعتصام میں امام سیوطی الرحمۃ کو "آسمانِ علم کا مہر وماہ" لکھا ہے۔ (الاعتصام، ص6، 22 جون 1956ء)

وہابی مذہب، صفحہ 422

اشرف علی تھانوی (دیوبندی) نے امام سیوطی علی الرحمۃ کو "بڑے بڑے علماء" میں شمار کیا ہے۔ (طریقہ مولود، ص11)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟، صفحہ 62

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رائے

وہابیہ نجدیہ کے مشہور مولوی اشرف سندھ بلوکی والے نے علامہ زرقانی کو "محققین" میں شمار کیا۔ (تاریخ التقلید، ص 20)

وہابی مذہب، صفحہ 20

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آراء

فخرالوہابیہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ :۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے) مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم و فضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحبِ کمالاتِ ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حُسنِ عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں (تاریخ اہلحدیث، ص 398)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 60

وہابیہ نجدیہ کے مشہور رائٹر حکیم عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر المنبر لائلپور نے لکھا ہے کہ :۔

اللہ وعزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنی اصلی نورانیت کے جلو میں پھر سے ظاہر کریں۔ ان حضرات نے قرآن و سنت کے خشک ستونوں کو از سر نو جاری کر دیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو داعی اسلام فداہ روحی ﷺ کے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔ علماء سُو کو بے نقاب کی گیا۔ ان کی اجارہ داری کو چیلنج کیا۔ اور

واشگاف کیا گیا کہ ان اقوال اس قابل تو ضرور ہیں کہ انہیں جڑ سے اُکھاڑ پھینک دیا جائے۔ لیکن اس لائق ہر گز نہیں کہ انہیں اسلام کی تفسیر و تعبیر کے طور پر حجتِ شرعی بنایا جائے۔ عظیم تجدیدی کارنامے جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے۔ان کے اسمِ گرامی یہ ہیں۔اوّل حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃاللہ علیہ جنہیں دُنیائے اسلام مجدد الفِ ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ دوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیثِ نبوی کے علوم کو عام کیا۔سوم الشیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالمِ اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔(الاعتصام ص5،16،مارچ 1954ء)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟صفحہ 61

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:۔

"بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرّہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحبِ حضوری کہلاتے ہیں۔ اُنہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (علیہ الرحمۃ) ہیں کہ یہ بھی اِس دولت سے مشرف تھے"(افاضات الیومیہ، ص6،ج7)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟صفحہ 61

مولوی محمد دہلوی نے شیخ کو "سیدی خاتم المحققین والمحدثین" لکھا ہے۔

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟صفحہ 61

وہابیہ کی اہل حدیث کانفرس دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں ہے کہ:۔

دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے نشرواشاعت قرآن و حدیث پر کافی توجہ فرمائی۔ (

اہلحدیث،امرتسر،ص4،21اپریل 1944ء)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟صفحہ 61

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رائے

محدث سخاوی علیہ الرحمۃ امام المحدثین حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ کے شاگردِ رشید اور امام جلال الدین سیوطی علیہ کے اُستاد بھائی تھے۔ شوکانی نے سخاوی کو امام کبیر تسلیم کیا ہے۔ عبدالوہاب عبداللطیف مدرس جامعۃ الازہر نے امام سخاوی کے بارے مندرجہ القاب لکھے ہیں۔

وارث علوم الانبیاء، الفرد الفرید (مقدمہ المقاسد الحسنہ)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟صفحہ 64

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آراء

غیر مقلدین کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے امام رازی کو ''امام ہمام'' لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ :۔

امام رازی رضی اللہ عنہ، عقیدہ اور مذہب کے مسلمان اہلسنت تھے۔(اہلحدیث امرتسر،ص5،24جولائی 1914ء)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟صفحہ 13

حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ :۔

امام رازی کا پایہ علوم آلیہ اور عالیہ خصوصاً علم تفسیر میں اہل علم پر مخفی نہیں (درایت تفسیری، ص 97)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 13

کتاب الشفا (قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق آراء

مولوی ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد وہابی نے شفا شریف کو "بینظیر" کتاب قرار دیا ہے (سراجاً منیرا، ص 50)/اہلحدیث امرتسر، ص 6، 28 مئی 1943ء)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 59

قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

عیاض بن موسیٰ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتتہ کے قاضی، فقہ، تفسیر، حدیث وسائر علوم کے امام تھے۔(رحمۃ للعالمین، ج 2 ص 350)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 59

سیلمان ندوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:۔

ماخذ کتاب شمائل میں سب سے زیادہ ضخیم اور بڑی کتاب اس فن کی کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض کی اور اس کی شرح نسیم الریاض شہاب الدین خفاجی کی ہے۔(خطبات مدارس، ص 62)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 59

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں کہ:۔

"قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے برادر زادہ نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سونے کے

تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور توہم لاحق ہوا تو اُن کے چچا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ جو اُن کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے فرمانے لگے۔ اے میرے بھتیجے میری کتاب شفاء کو مضبوط پکڑے رہو اور اُس کو اپنے لئے حجت بناؤ۔ گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے"۔ (بستان المحدثین)

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 59

تراشے جاچکے فرضی فسانے
حقیقت اب تجلی بار ہوگی

نجدی حکومت کی ظالمانہ کاروائیاں شورش کی زبانی

نجدی حکومت کے متعلق عوام الناس میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ اسلام کے خیر خواہ اور اسلامی نظام قائم کرنے والی حکومت ہے جبکہ ہم پچھلے اوراق میں نجدی عقائد بیان کرچکے ہیں۔اب ہم دیوبندی مکتب فکر کے شورش کاشمیری کی کتاب" شب جائے کہ من بودم" سے نجدی حکومت کی ظالمانہ کاروائیوں کے نمونے پیش کریں گے جو انہوں نے حجاز میں چودہ دن رہ کر دیکھے اور محسوس کیے، موصوف، نجدیوں کے "شیخ "ابوالحسن ندوی اور اسماعیل دہلوی کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

یورپ کی چھاپ

جدّہ میں اب صرف دہ چیزیں عرب ہیں ایک زبان اور دوسرے اذان۔ باقی ہر چیز پر یورپ کی چھاپ لگی ہے۔ عربوں کا خاص لباس بھی یہاں مخلوط ہوگیاہے۔ قطع ہے وضع نہیں، وضع ہے قطع نہیں ----۔ یہ کہنا مشکل ہوگا کہ کہ ان کا ماضی سے کوئی رشتہ نہیں رہا لیکن یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان کا ماضی ان سے محروم ہوچکا اور اس چراغ کی طرح ہوگیاہے جو یادوں کے مزار پر بھولی بِسری لَو دیتا ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 11

عرب خدا و رسولؐ کی تعلیمات سے آزاد ہو کر برطانیہ کی سیاست فرانس کی ثقافت، امریکہ کی دولت اور روس کی رفاقت کے باعث تباہ ہوئے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 190

نجدی حکومت کو خطرہ غیر مسلموں سے نہیں مسلمانوں سے ہے

حجاز میں فیصل کی حکومت کو جو خطرہ ہے وہ مصر سے ہے شاہ سعود نے ان مصریوں کو حجاز سے نکلوادیا جو مدتوں سے یہاں رہ رہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 191

نجدیوں کی عیاشیاں

جدہ جو کبھی تھا اب نہیں رہا اور جو ہے وہ بیروت کا ہم زلف ہے، عربوں کی دولت بیروت کے بعد یہاں نہال ہوتی ہے ایک کھلی مارکیٹ ہے جہاں یورپ کی تہذیب اپنی مصنوعات سمیت فروخت ہوتی ہے یورپ کی عیش طلبیوں نے جن چیزوں کو ایجاد کیا یہاں بہتات سے بکتی ہیں۔ کپڑا ہے تو اس کے بازار لدے ہوئے ہیں ایک سے ایک بڑھ کر، خیالوں سے نازک کپڑا سوال روپیہ کا نہیں تیل اور سونے نے عربوں کو اتنا پیسہ دے دیا ہے کہ سوال اب اس کے خرچ کرنے کا ہے۔

شیوخ عرب اور امرائے حجاز قیمت نہیں لگاتے پیسہ لٹاتے ہیں ان کی دولت خریدار ڈھونڈھتی اور چوکڑی بھرتی ہے۔ جدّہ کی ہر رات الف لیلےٰ کو محیط ہے۔ الف لیلیٰ کہانیوں کا مجموعہ ہے کہ اس کے سوداگر محفلیں سجا کر اونٹوں کی قطار میں ساربانوں کے ہمراہ چلتے اور صحراؤں میں جوت جگاتے تھے۔ اب یہاں اُمویوں کے دمشق کی صبحِ نگار خانہ اور عباسیوں کے بغداد کی شب مے خانہ ہر لحظہ جواں ہے، اس کی مارکیٹ بازار عکاظ کی روایتوں کو جھٹلا چکی اور سوق ذوالمجاز کی

حکائیوں سے کہیں آگے نکل گئی ہے۔ عربوں کی زمین کا روغن اور عربوں کے جسموں کا خون مغرب نے لگاتار کشید کیا اور اب تک کشید کر رہا ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 15-16

ہر بازار یورپ کی منڈی ہے، کعبۃ اللہ کے چاروں طرف جتنی دوکانیں ہیں ان لوگوں کی مصنوعات سے بھری پڑی ہیں جن کا داخلہ حرم میں ممنوع ہے وہ حدود حرم میں داخل نہیں ہوسکتے داخل ہو تو قتل کیئے جاسکتے ہیں۔ ان کے قتل پر قصاص نہیں، بیروت (لبنان) کے رسالے جو امریکہ وفرانس اور برطانیہ وجاپان کے عریاں رسالوں کے کان کترتے ہیں کعبۃ اللہ کے اڑوس پڑوس کی دوکانوں اور سٹالوں پر کھلم کھلا بکتے ہیں ان کی خریدار امرائے عرب کی عورتیں ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 83

عربوں کی صحافت کا اسلامی عنصر کمزور ہے ادب و تعلیم ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ جو اشتراکی عیسائی ہیں جہد و سیاست کی عنان بھی ذہناً انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان اشتراکی عیسائیوں کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ انہوں نے عرب قومیت کا جادو جگا کر عربوں کو اسلام پر نہیں رہنے دیا۔ وہ یا تو عرب نیشلزم کی بات کرتے ہیں یا مارکس لینن اور ماؤزے تنگ کی اُن کے شعر وانشا کا مزاج اشتراکیت کی نہج پر ہے اور ان کی سیاسی زبان پر سوشلزم کی اصطلاحیں چڑھی

ہوئی ہیں۔ زمانہ ہوچکا ہے ان کے ہاں کوئی بڑا مسلمان پیدا نہیں ہوا حکمائو زعمائایک طرف رہے انہیں کوئی ایسا بادشاہ یا حکمران بھی نہیں ملا جس پر ساری کائنات کی ملت اسلامیہ کو فخر ہو، نفس کو دھوکہ دینا دوسری بات ہے عصبیت یا عقیدہ بڑی نعمت سہی لیکن اسرائیل نے عالمی طاقتوں کی ملی بھگت سے جو صورت حال بنادی ہے اس کے پیش نظر کوئی خبر بد کسی وقت آسکتی ہے اشتراکی اور استعماری طبعًا اسلام دشمن ہیں لیکن جن لوگوں نے اسلام کی تلواریں اٹھا کر تاج خُسرو پہن رکھا ہے وہ اپنی ذات سے ضرور مخلص ہیں لیکن اسلام سے ان کا اخلاص محل نظر ہے۔ چند لاکھ یہودیوں نے کئی کروڑ عربوں کو اُنگلیوں پر نچا رکھا ہے۔یہ بادشاہ اپنی ذات کو اسلام سمجھتے اور اپنی حکومت کو ریاست، اسلام و ریاست دونوں کھو بیٹھیں گے خود قربان نہیں ہوں گے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 115-116

یورپ کے سہارے زندہ، رقص وسرور کے شوقین

ان کی ذہنی رگوں سے جس طرح لہو نچڑ رہا ہے اور ان کے دماغ کے سوتے جس تیزی سے خشک ہورہے ہیں۔ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کی عقلیں گنگ ہوگئی ہیں ان کے الفاظ عرب ہیں ان کے افکار عرب نہیں، وہ اپنی روایتوں کو بھی یورپ کے سہارے زندہ کر رہے اور شمشیر وسناں سے طاؤس و رباب میں داخل ہورہے ہیں۔ جدّہ اس کا سر آغاز ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 17

اذان ہوتی ہے لیکن رسم اذان ہے، روح بلالی نہیں، ان کی خواب گاہوں میں ٹیلی ویژن اور ریڈیو آگئے ہیں ان گھٹی میں عرب ملکوں کی شہرہ آفاق گانے والیوں کے سُر اور دھنیں پڑی ہیں ان کے خون میں کبھی طیش تھااب عیش سما گیا ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 212-211

نجدی شعائر اسلام دشمن

عربوں میں مذہبی انہماک نہیں رہا گو ان کا عمومی مزاج اب بھی مذہبی ہے لیکن جس طرح ہمارے ہاں شعائر اسلام کی حفاظت کی جاتی ہے وہ عربوں کے تعزیزی مزاج سے خارج ہو چکی ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 195

مسجد یا بدویت کی یادگار

کپڑا مارکیٹ کے بغل میں ایک ٹیڑھی میڑھی گلی ہے اس گلی میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے اس طرح کی مسجد جیسی مسجدیں ہمارے ہاں دیہات میں ہوتی ہیں۔ بدویت کی یادگار! لیکن قدآور عمارتوں کے پہلو میں اس کا وجود الف کے ساتھ ہمزہ کی طرح ہے۔ان مسجدوں پر بالا بلند مینار نہیں یہ اِدھر اُدھر کی سنگی عمارتوں کو اس طرح ٹکر ٹکر دیکھتی ہیں جس طرح خدمتگار عورتوں کے بچے مالکن کی بہو کے سولہ سنگار کو دیدے پھاڑ کر تکا کرتے ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 19

سلمان فارسیؓ نے غزوہ احزاب میں خندق کھودی تھی یہاں حضورؐ کے ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ نے خیمے نصب کئے تھے یہاں ان کے اور فاطمۃ الزہراؓ و سلمان فارسیؓ کے نام پر مساجد بنی ہوئی ہیں یہ مسجدیں بھی شاہی سطوت اور شرعی خشونت کے نرغہ میں ہیں، قریب امریکی طرز کا شاہی محل ہے محل میں بہت بڑا باغیچہ ہے لیکن وہاں شرع مفرور ہو گئی ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 19

سلف کی یادگاریں مٹانا اور عصر حاضر کی بدعت منانا

سعودی حکومت نے عہد رسالت مآبؐ کے آثار صحابہ کرام کے مظاہر اور اہلبیت کے شواہد اس طرح مٹا دیئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر محفوظ کرنی چاہیئے تھیں وہ ڈھونڈھ کر محو کر دی گئی ہیں۔ کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے اور ہم مان لیتے ہیں حکومت کے نزدیک ان آثار نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے عقیدۂ توحید کے منافی ہے سُنّت رسولؐ کے خلاف ہیت لیکن عصر حاضر کی ہر جدت جدّہ ہی میں نہیں پورے حجاز (سعودی عرب) میں موجود ہے بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے کیا قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟ شاہ فیصل کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں انہیں حکومت نے خود مہیا کیا ہے ایئر پورٹ پر اُترتے ہی شاہ فیصل کی تصویر نظر پڑتی ہے قہوہ خانوں اور ریستورانوں میں ان تصویروں کی بہتات ہے لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں ! بدعت اسلاف کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہے؟

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 22

میں نے سہیل سے کہا آخر اس بے توجہی اور آثار فراموشی کی وجہ کیا ہے؟ جس جگہ کو قرآن سیرت اور حدیث و تاریخ نے محفوظ کر لیا ہے وہ بے اعتنائی کی مستحق ہے؟ اگر یہ چیزیں مکہ سے نکال دی جائیں تو مکہ کے پاس کیا رہ جاتا ہے بیت اللہ نے مکہ ۔۔ کو معراج بخشا لیکن اس معراج کو جس صاحب معراج کی معرفت ہم نے پہچانا اور مکہ ہمیشہ کے لیے ام القری ہو گیا۔ اس کے آثا و نقوش نہ ہوتے تو مکہ میں کرۂ ارضی کے انسان کے لیے کیا کشش تھی؟ یہ چیزیں تو بیت کے حاشیے ہیں۔ عربوں کو احساس ہی نہیں کہ ان کے شرف و امتیاز کو انہی چیزوں نے زندہ کر رکھا ہے یہ سب جس آقا کے دم قدم سے ہے وہی آقا عربوں کو ابدالآباد تک اعزاز دے گیا ہے محمدؐ عربی نہ ہوتے تو عربوں کی تاریخ اس کے سوا کیا تھی اور قوموں کی طرح وہ بھی ایک قوم تھے حج اور عمرہ نے طلوع قیامت تک عربوں کی معیشت قائم کر دی ہے ان کے بازاروں کی رونق فخر موجوداتؐ کی ذات ہے کہ لوگ ان کے عشق میں ان کی دعوت پر کھچے آتے اور مہمان ہو کر میز بانی کرتے ہیں؟

میں نے سہیل کو یاد دلایا کہ آلِ سعود کی حکومت یورپ کی ہر چیز سے ممتع ہو رہی ہے حتیٰ کہ طبیعت کو جوان رکھنے کا ہر سامان یہاں موجود ہے لیکن جس علم نے یورپ کی بالادستی قائم کی اور اسنے جوڑ بٹور کر اپنی تاریخ گھڑ لی ہے وہ علم عربوں کے ہاں حقیقی مآخذ سمیت موجود ہے اور عرب ہیں اپنی تاریخ اپنے ہاتھوں مٹا رہے ہیں یورپ کا مزاج یہ کہ وہاں علم کھنڈر تلاش کر رہا اور جستجو ویرانے کھود رہی ہے لیکن ہم تاریخ کی اس دولت سے جو سرور کونینؐ کے سوانح و افکار پر روشنی

ڈالتی ہے اور عظیم المرتبت صحابہؓ کے حالات و کوائف سے آگاہ کرتی ہے ایک ایسا برتاؤ کر رہے ہیں کہ اس پر اغماض و استبداد دونوں کا اطلاق ہوتا ہے یہ تاریخ و عشق دونوں سے زیادتی ہے " سعودی حکومت قرنِ اوّل کی حکومت نہیں آج کی بادشاہت ہے۔ بادشاہت منشائے نبی نہیں قیصر و کسریٰ کی یادگار ہے کہ ہم نے اپنے لیے اسے مشرف بہ اسلام کر لیا ہے"۔

سہیل کو اصرار تھا کہ یہ "بے حرمتی" یا "بے توجہی" شرک کی خرابیوں کا ردِّ عمل ہے، لوگوں نے ان جگہوں کو معابد بنا لیا اور معبود حقیقی سے ہٹتے جا رہے تھے ان کے لیے بیت اللہ سے زیادہ بیتِ رضوان کا درخت عزیز تھا کہ جس کے ہاں بچہ نہیں ہوتا وہ عورتیں اس سے پیٹ چھوا کر اولاد مانگتی تھیں۔ میں نے سہیل سے کہا یہ کہانی صحیح بھی ہو تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے، کہ وہ چیزیں مٹا دی جائیں جو بہر حال تاریخ کی یادگاریں ہیں۔

آخر خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ بھی تو آثار ہیں ؟ صفا و مروہ بھی تو شعائر اللہ ہیں، مزدلفہ کیوں جاتے ہیں؟ منیٰ کیوں پہنچتے ہیں؟ عرفات کیا ہے ؟ جمرۃ العقبیٰ ، جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ الاولیٰ کیا ہیں ؟ آثار ہیں، جو رسمیں وہاں ادا کی جاتیں وہ مظاہر ہیں ۔۔۔ انہیں عقیدہ کی بنا پر محفوظ کیا گیا تو یہ عقیدہ جس کی معرفت ہم تک پہنچا اور جس نے یہ ملت تیار کی بہ قول اقبالؒ دین اللہ کی طرف سے آتا اور ملت پیغمبر بناتے ہیں۔ اس عالی شان پیغمبر کا مولد و مسکن، اس کی دعوت کے مراکز و منازل اور نزول وحی کے محور و مہبط کیوں نہ محفوظ کئے جائیں

اس کے سانچہ میں ڈھلے ہوئے انسانوں کی یادگاریں کیوں نہ باقی رہیں؟ یہ سب یادگاریں ان انسانوں کی ہیں جو تاریخ کے دھارے کو ابدالآباد تک موڑ کے زندہ جاوید ہوگئے جن کا نام اور کام صبح قیامت تک زندہ رہے گا جن کے لیے تمام عزتیں ہیں جو حضورؐ کے اہل بیت تھے وجدان جنہیں عشق کی آنکھوں سے اب بھی چلتے پھرتے دیکھتا ہے۔ ان کے آثار محفوظ نہ رہیں تو پھر کون سی چیز محفوظ کی جائے۔ سعودی حکومت نے شرک کو منہدم کیا لیکن ساتھ ہی عشق کو بھی مسمار کر دیا ہے۔ وہ شرک و عشق میں امتیاز نہیں کر سکی حالانکہ یہ چیزیں عقیدہ نہیں تاریخ ہیں جس قوم نے سب سے پہلے دنیا کو تاریخ دی اور جس کے مآخذ کلام الٰہی نے محفوظ کئے ہیں۔ وہ قوم آج اپنی تاریخ مٹانے پر تُلی ہو تو یہ ایک المیہ ہے ان آثار کی تعظیم دین کا مسئلہ نہیں بلاشبہ توحید باری ان پرستشوں کی اجازت نہیں دیتی لیکن یہ مسئلہ تہذیب کا مسئلہ ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 68 تا 71

شہدائے بدر کے مزارات کی پامالی

شہدائے بدر کی قبروں پر گئے وہی عالم اور حالت جو حجاز میں قبروں کی ہے، نشان نہ کتبہ، قبریں بھی کیا مٹی کی ڈھیریاں ہیں۔۔۔۔ وہ شہداء جنہیں حضورؐ نے خود دفنایا تھا ''اِن کی قبریں آج ''وارثان سنت'' کے ہاتھوں پامال ہوچکی ہیں تاریخ کے وہ عظیم الشان آثار محو ہوتے جارہے ہیں جنہیں عتبہ وابوجہل نہ مٹا سکے انہیں ہم اپنے ہاتھوں محو کر رہے ہیں۔

۔۔۔۔ یہ قرآن وسنت نہیں یہ سنگینی وسنگدلی ہے کہ رسولؐاللہ کی یادگاریں مٹائی جائیں اوراپنی یادگاریں کھڑی کی جائیں۔ کیا عرب اس اہانت اوراس بغاوت کی سزانہیں پارہے؟ عربوں کو شرف انسانی کن سے حاصل ہوا ان کی بدولت؟ آج یہی منبعے مٹائے جارہے ہیں۔ سورہ انفال کے مہبط سے یہ سلوک عشق وایثار کی توہین ہے کیا قرآن وسنت کے داعی جو احادیث پر زندگی بسر کرتے ہیں بھول گئے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے جبرئیل امین سے کہا تھا کہ اہل بدر سب مسلمانوں میں افضل ہیں اس پر جبرئیل امین نے کہا تھا جو فرشتے بدر میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی ملائکہ ہیں یہی درجہ ہے۔ (صحیح بخاری)

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 123-126

بدعت کے نام پر اسلاف کی یادگاریں مٹانا

موجودہ حکومت نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ اور قرآن پاک کی آیات کے سوا ہر چیز مٹادی ہے بعض ستونوں پر سیاہی پھری ہوئی اور بعض کے حروف کھود کر ان میں پلستر بھر دیا ہے۔ مرمت کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ عہدبعد کے حک و اضافہ کا علم ہوتا ہے ورنہ حکومت نے کسی جگہ کوئی نشان یاعلامت نہیں چھوڑی کوئی تحریر نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ حصہ کس زمانہ میں اور کب بنا تھا یا اس کا معمار و مجوز کون تھا ایسی ہر چیزیں بدعت ہوگئی ہیں حتیٰ کہ روضہء اقدس پر غلاف چڑھانا بھی بدعت ہے لیکن مسجد کے فرش پر قالین بچھانا بدعت نہیں، ادب یا آرائش ہے گو شرعی سختیوں کے باوجود حکومت نے۔۔۔بیت اللہ اور مسجد نبویؐ میں عظیم الشان اضافے کیے ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 148

ریاض الجنت کے شمالی دالان سے ملا ہوا بُستان فاطمہؓ تھا جہاں کھجور کے چند شاداب درخت اور ان کی چھاؤں میں ایک کنواں تھا اس کا پانی شیرینی و لطافت میں مشہور تھا لیکن سعودی حکومت نے دونوں کو صاف کر دیا۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 155

نجدیوں کے چہروں سے غیرت ختم

میں نے بحرین کے ہوائی اڈے پر کسی عرب کے چہرے کو شگفتہ نہیں پایا غیرت جو رونق پیدا کرتی ہے ان کے چہروں سے اُڑ چکی ہے عرب دنیا میں امیروں اور غریبوں کے درمیان واضع طور پر حد فاصل کھچی ہوئی ہے امراء زندگی گذارتے ہیں اور غرباء کو زندگی بسر کرتی ہے نئی نسلیں ان سے ابا کرتی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا عرب کا نیا خون کب تک اسلام کا ساتھ دے گا اور اسلام کب تک انہیں ساتھ لے کر چلے گا۔ وہ قیامت ضرور آنی چاہیے اور آ کر رہے گی جس کی خبر قرآن نے دی ہے یہ تمام اس کی نشانیاں ہیں جو بحرین سے جدّہ تک پھیلی ہوئی ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 27-28

دینی کتب پر پابندی عریانی رسالوں کی اجازت

ہم جدّہ کے ائیر پورٹ پر اُتر گئے ۔۔۔ لبیک اللھم لبیک پاسپورٹ وغیرہ کی چیکنگ تو فوراً ہو گئی تکلیف نہ تاخیر لیکن کسٹم والوں نے دو گھنٹے تک گھیرے رکھا" ان کے ہاں سب سے زیادہ خطرناک چیز

کتابیں، اخبار اور رسالے ہیں۔ اصل وقّت زبان کی ہے کلام اللہ کا
اردو ترجمہ بھی یہاں روک لیا جاتا ہے لیکن لبنان کے عربی جرائد و
رسائل بالخصوص جن میں حوّا کے بیٹوں اور زلیخا کی ہم نشینوں کا نخرہ
نمایاں ہوتا ہے۔ ہر قدغن سے آزاد ہیں وہ روزانہ آتے اور روزانہ
بکتے ہیں حرمین شریفین کے آس پاس کی دوکانوں میں بکتے ہیں اوران
کی خریداری عورتوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ ان برہنہ ونیم برہنہ
رسالوں پر کوئی پابندی نہیں پابندی اس لٹریچر پر ہے جس کے متعلق
یقین کیا شبہ ہو کہ اس میں مزاج شاہی پر چوٹ کی گئی ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 28

قادیانی تفسیر کی پابندی سے مبّرا

میرے برابر ایک پاکستانی نوجوان تفسیر پڑھ رہا تھا۔ نہایت عمدہ چھپی
ہوئی تعجب ہوا کہ اردو میں ایسی کوئی تفسیر ہے جو میرے ہاں نہ ہو
اس خیال سے کہ نام معلوم ہو میں نے فضل حق سے کہا اس سے
پوچھو کہ کس کی تفسیر ہے اور کہاں چھپی ہے ! اس نوجوان نے جواب
دینے کی بجائے سرورق کھول دیا اس پر لکھا تھا تفسیر صغیر از الحاج مرزا
بشیر الدین خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہا، میرا اندر ہل گیا کہ یہ تفسیر
اور یہاں کسٹم والے جدّہ میں کلام مجید کا اردو ترجمہ نہیں دیتے یہ تفسیر
یہاں کیسے آگئی؟ اتنے میں نماز کھڑی ہو گئی وہ نوجوان میرے ساتھی
کھڑا تھا اور تفسیر اس کے روبرو پیشانی کی جگہ رکھی تھی چار رکعت

پڑھتے ہی میں نے محسوس کیا کہ میری نماز مسجد نبویؐ میں مجروح ہو گئی ہے ایک قادیانی میں اتنا حوصلہ کیونکر پیدا ہوا۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 181

کتاب "فیضان اقبال" کو اجازت نہ ملی

لطف یہ کہ کتاب یا رسالہ کسٹم سنسر نہیں کرتا وہ محکمہ تعلیم کے پاس جاتا اور محکمہ تعلیم کے ارکان کی مرضی پر ہے کہ وہ مہینوں اور ہفتوں میں سنسر کریں۔ چاہے روک لیں چاہے پاس کر دیں میں اپنے ساتھ علامہ اقبالؒ کے خطبات و کلمات کا مجموعہ فیضان اقبال لے گیا تھا لیکن روک لیا، میں پندرہ روز رہ کر واپس آ گیا "فیضان اقبال" سنسر نہ ہو سکا کتابیں ان کے سنسر آفس میں کوڑا کرکٹ کی طرح پڑی رہتی ہیں۔ قرآن پاک کے ترجمے بھی ان میں گڈ مڈ ہوتے ہیں کوئی تخصیص یا کوئی احترام نہیں بس جو شخص وہاں بیٹھا ہے اس کی مرضی کا نام سنسر ہے اور اس کی فرصت کا نام وقت، میں نے کسٹم کے مہتمم سے بہتیرا کہا کہ ان کتابوں میں کوئی بات مضر نہیں یہ تو اس شخص کے کلمات کا مجموعہ ہے جو حجاز کے عشق میں گندھا ہوا تھا لیکن اس نے پیٹھے پر ہاتھ ہی نہ دھرنے دیا۔ آخر فیضان اقبال کے تمام نسخے وہیں چھوڑے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 29

ادب یا بے ادبی

مکہ میں جب پہلی دفعہ آبادی ہوئی تو لوگ مکان نہیں بناتے تھے بلکہ گردوپیش خیموں ہی میں پڑے رہتے تھے حضورؐ رسالت مآب سے گیارہ سو سولہ برس پہلے حضرت ابراہیم نے بیت اللہ کی بنیاد رکھی ایک طویل مدّت گزر گئی تو قریش نے اپنے زمانہ میں بعثت نبویؐ سے تھوڑا عرصہ پیشتر مکان بنانے کا آغاز کیا حضورؐ کے زمانہ میں بلکہ خلافت راشدہ سے بھی کچھ عرصہ بعد یہاں دومنزلہ مکان کھڑا کرنے کا رواج نہ تھا وہ لوگ اس کو بیت اللہ کے احترام سے ہٹا ہوا سمجھتے تھے اور پہلی آبادیاں تو بیت اللہ سے بالامکان بنانا سوء ادب خیال کرتی تھیں لیکن اب بیت اللہ کے صحن سے دیکھئے تو چاروں طرف پہاڑوں پر کئی کئی منزلہ مکان کھڑے ہیں رہ گئے ہوٹل تو وہ آسمان سے چشمک کرتے اور اتنے اونچے ہیں کہ ان کی منزلوں سے بیت اللہ کی ہر رونق دیکھی جاسکتی ہے بیت اللہ تقدس واحترام کے ان مفروضوں پر نہیں جو ہمارے ہاں بعض اہل اللہ کی قبروں کے متعلق قائم کیے گئے ہیں احترام کے یہ مفروضے ہمارے ہی ملک میں ہیں کہ جہاں اہل اللہ کے روضہ کی طرف پیٹھ کرنا گناہ سمجھا جاتا ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 56-57

یادگاروں کی مسماری پر آہ وزاریاں

میں مولد نبیؐ اور بیت نبیؐ کے پاس کھڑا یہ سوچتا رہا کہ انسان کیا ہے؟ حضورؐ کی مکی زندگی یاد آگئی ان مکہ والوں نے حضورؐ سے کیا سلوک کیا تھا کہ ان کے مکانوں سے کوئی سلوک کرتے؟ عشق یہاں کچھ اداس ہو جاتا ہے کہ اہل مکہ نے محمل اُجاڑ دیئے اور محل اُٹھا لیے ہیں پورے

مکہ میں عہدِ نبویؐ کی دو چیزیں رہ گئی ہیں کھجور اور زمزم باقی ننانوے فی صد یورپ کا مال ہے۔۔۔۔۔حکومت کے لیے مشکل نہیں کہ غار حرا تک چڑھائی آسان کردے۔ سوال ایک شارع کا ہے اتنے حصہ کو ایک پختہ روش دے کر سہل کیا جاسکتا ہے اس قسم کی دو چار چیزیں محفوظ کرلی جائیں تو عیب کیا ہے اس سے قرآن و سنت کی خلاف ورزی کہاں ہوتی اور کہاں منشائے ایزدی کی نفی ہوتی ہے آخر حکومت خود کو بھی تو محفوظ کررہی ہے اگر شریعت کا اتنا ہی خیال ہے تو شریعت یہ نہیں کہ جبل نور یتیم پڑا رہے۔ اور اس کی نگہداری سے قطع نظر کی جائے شریعت کے احکام معاشرہ اور ریاست کے لیے ہیں آثار و مظاہر کے لیے نہیں کہ ان پر سختی برتی جائے جہاں اجتہاد لازم ہے وہاں اجتہاد کا نام بدعت بلکہ بغاوت رکھ دیا ہے۔ خلفائے راشدین کیا اپنے ساتھ حفاظتی دستے رکھتے تھے؟ وہ طیاروں پر اُڑتے پھرتے تھے؟ کیا انہوں نے گرما اور سرما کے دارالحکومت بنائے تھے؟ کیا ان کے محل اور قصر تھے؟ کیا ان کے لئے سیارے تھے؟ وہ شاہانہ کروفر سے حرم میں داخل ہوتے تھے؟ انہیں جلالتہ الملک کہا جاتا تھا؟ وہ فلک بوس عمارتیں کھڑی کرتے تھے؟ وہ سونے کے زیوروں اور ریشم کے کپڑوں میں تلتے تھے؟ وہ ٹیلی ویژن لگاتے تھے؟ کہ روئے نکو معالجہء عمر کوتاہ است! وہ ریڈیو کی آواز خوش پر مرتے تھے کہ انہیں فردوس گوش کی ضرورت تھی؟ یہیں کہیں ابو بکرؓ کا مکان تھا کیا وہ دو منزلہ تھا؟ یہیں عمرؓ رہتے تھے وہ لشکر و سپاہ لے کر نکلتے تھے؟ اور وہ سامنے جہاں اب سعودی حکومت کا شفاخانہ ہے عثمان غنیؓ کا مسکن تھا ان کے دروازہ

پر حفاظتی دستے تھے؟ علیؑ انہی بازاروں میں موٹا جھوٹا پہن کر پھرتے تھے۔ بیت المال ان کا ذاتی خزانہ نہیں تھا، ان کی خواب گاہیں کھجور کے درختوں کی چھاؤں تلے تھیں قیصر کا سفیر انہیں دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا اور لوگوں کے اس جواب سے متعجب و متحیر تھا کہ ہمارے ہاں بادشاہ نہیں ہوتے ہم اپنے کاموں کی سرانجام دہی کے لیے ایک امیر منتخب کر لیتے ہیں جب نئے دور کی سبھی چیزیں قبول کر لی ہیں تو ایک تاریخ اور اس کے خزینے ہی ایسے ہیں جنہیں محفوظ رکھنا بدعت ہے یا خلاف سنت، قرآن اس کی تائید نہیں کرتا یہ چیزیں ہر حالت میں محفوظ رہنی چاہئیں یہ سب اللہ کے آخری نبیؐ کی نشانیاں ہیں تاریخ کے جواہر ریزے اور عقیدے کے شہ پارے ہیں انہیں سے تاریخ کو تحقیق اور زائروں کو عشق کی راہیں ملتی ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 64 تا 66

اہل بیت اطہار کے مزارات کی بے حرمتی پر آہ وزاریاں

اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کا حال جس حصہ میں حضرت خدیجہؓ الکبریٰ اور ان کے افراد خاندان آرام فرمارہے ہیں یا حضورؐ کی والدہ حضرت آمنہ، حضورؐ کے لخت جگر قاسم اور حضورؐ کے چچا ابوطالب مدفون ہیں وہاں کوئی دروازہ اور کوئی راستہ نہیں۔ ٹوٹی پھوٹی قبریں مٹی کی ڈھیریاں ہوگئی ہیں کسی تودہ پر پانی چھڑکاؤ نہیں دھوپ کا چھڑکاؤ ضرور ہے۔ پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی قبرستان بے بسی کی اس حالت میں نہ ہوگا۔۔۔ حضرت خدیجہؓ کی قبر پر نگاہ کی اُم المومنینؓ کا مزار۔۔۔۔؟ میں کانپ اٹھا، میرا

دل دھک دھک کرنے لگا مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بنا ڈالے لیکن جس عورت کو پیغمبرؐ آخرالزماں کی پہلی شریک حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا جو فاطمتہ الزہراؓ کی ماں تھیں وہ ایک قبر ویران میں پڑی ہیں۔ میں اپنے تئیں ضبط نہ کرسکا آنکھوں میں بدلیاں آگئیں میں نے کہا سہیل! عربوں کا مزاج ہی ان کے لیے سزا ہے کیا خدیجتہ الکبریٰؓ مکی زندگی نہیں گزار رہیں۔ حضورؐ کو بعثت کے پہلے گیارہ سال ستایا گیا۔ اُم المومنینؓ کو اب ستایا جارہا ہے۔۔۔۔۔ ”جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت کے احکام رکھتے وہ خود کس منہ سے تاج شہی پہنتے، اونچے اونچے محل بناتے، محمدؐ عربی کی دولت سمیٹتے اور اس کا نام خزانہء شاہی رکھتے ہیں جس ذات اقدس کے صدقہ میں عزتیں پائی ہیں اس کے آثار اقدس کی یہ بے حرمتی؟ یہ قرآن و سنت نہیں اہانت اور صریحی اہانت ہے اللہ کی زمینیں اور ان کے دفینے سب اس کی مخلوق کا مال ہیں۔ کسی فرد کو یہ حق نہیں کہ انسانوں کو گلہ بنالے خود چرواہا بن بیٹھے گوشت کھالے کھالیں بیچ ڈالے، موت کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتی جو موت کی اس طرح ہتک کررہے ہیں موت ان سے بھی متعاقب ہے لیکن جنت معلیٰ میں وہ لوگ سو رہے ہیں جو ہمیں زندہ کرگئے ہمیں بقادے گئے جو منہ پھیر کے شاہوں پر نگاہ کرتے تو ان کی گوڈیوں سے خلعت فاخرہ کانپ اٹھتا تھے۔ سعودی حکومت عشق اور شرک میں فرق نہیں کرسکی ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 72-73

مقدس ترین حضرات کے مزارات کی مسماری پر آہ وزاریاں

وہ ڈھیریوں کی نشاندہی کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کون سی قبر کس وجود مبارک کی ہے؟ یہاں کوئی پھول والا نہیں کوئی مشکیزہ نہیں، شمع و گل ناپید ہیں۔ جنت المعلٰی کا حال بھی یہی تھا بلکہ وہاں بے اعتنائی کچھ زیادہ ہے، لیکن جنت البقیع جو خاندان رسالتؐ کے دو تہائی افراد کا مدفن شروع اسلام کے درخشندہ چہروں کی آخری آرام گاہ اور اَن گنت شہدائے اسلام صلحائے امت اور اکابرین کے سفر آخرت کی منزل ہے ایک ایسی اہانت کا شکار ہے۔۔۔ جنت البقیع میں کوئی عرب نہیں آتا اصل عرب قبروں میں سو رہے ہیں اور وہی صحیح عرب تھے۔ جن کے لیے قرآن اُترا تھا اب وہاں ہم سے عجمی جاتے ہیں اور ایک ایسے منظر سے واسطہ پڑتا ہے کہ دل بیٹھ جاتا ہے ان عربوں کا طرہ کیا ہے یہی کہ ان کے خطہ میں کعبۃ اللہ اور مدینہ النبیؐ واقع ہیں ان کے دامن میں جبل نور، جبل رحمت، جبل صفااور جبل احد ہیں ان کے راستے رسول اللہ کے قدموں سے مستیز ہیں ان کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کو خطاب کیا آخری نبیؐ ان میں سے مبعوث فرمایا نوے فی صد تاریخ اسلام ان کی آغوش میں استراحت کر رہی ہے لیکن ان یادگاروں کے محفوظ کرنے سے انہیں شرع روکتی ہے مگر ان کے اپنے وجود لفظی و معنوی سے ماوریٰ ہے انہیں ذرّہ برابر احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سو رہے ہیں، رسول مقبولؐ کے لخت پارے ہیں ان کی نور نظر اور اس نور نظر کے چشم و چراغ ہیں، چچا ہیں، چچا کے بیٹے ہیں، امت کی مائیں ہیں، جنت کی شہزادیاں ہیں، امام ہیں، ذوالنورین ہیں، شہداء ہیں، اولیائ ہیں، فقہا ہیں، علمائ ہیں حکمائ ہیں، حلیمہ

سعدیہ ہیں لیکن عرب ہیں کہ قبریں ڈھائے اور محل بنائے جا رہے ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 161 تا 163

امہات المومنین کے مزارات سے دس بارہ گز آگے ایک غیر کشیدہ مثلث ٹکڑی میں جو زیادہ سے زیادہ 5x3 گز کی ہو گی چھ ڈھیریاں ہیں ان پر کوئی نشان نہیں قبروں کی شکل ہے سنگریزوں کا حاشیہ، سینہ پر کنکریاں، دائیں طرف بنتؐ رسول پڑی ہیں سامنے رسولؐ کے چچا حضرت عباسؓ ہیں، حضرت عباسؓ کے جسد مبارک کی داہنی طرف امام حسنؓ ،امام زین العابدینؒ، امام باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ لیٹے ہیں ۔۔۔ یہ ساری جگہ مسجد نبویؐ میں واقع حضرت فاطمہؓ کے حجرے سے بھی چھوٹی ہے۔اِس کربلا میں چچا نگران ہیں، بچے ماں کی گود میں ہیں اور جو کربلا میں رہ گئے تھے ان کی جدائی کا حزن ماں کی قبر سے محسوس ہو رہا ہے۔ شوہر نجف اشرف میں اور باپ ۔۔۔ وہ سامنے کہ بیچ میں چند مکان حائل ہیں دنیا والوں نے مرنے کے بعد بھی دیواریں کھینچ دی ہیں گنبدِ خضریٰ کو اس رخ سے دیکھیئے سوگوار معلوم ہو رہا اور ویرانی کو ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 163-164

میں پوری طرح ہل چکا تھا عباس نے میرے شانہ پر ہاتھ رکھ کر کہا آغا صاحب ؟ اور میں النقش الحجر کی طرح تھا انہوں نے جھنجھوڑا۔۔۔ فاتحہ پڑھیئے۔ میں نے کہا ملک صاحب فاتحہ کس لیے؟

کیا انہیں ہمارے ہاتھوں کی احتیاج ہے ہم کیا اور ہماری دعائے مغفرت کیا؟ ہم تو خود ان کے محتاج ہیں ہماری مغفرتیں ان کی بدولت ہوں گی۔۔۔۔ ملک صاحب حیران رہ گئے ۔۔۔ میں قبر سے ٹکٹکی باندھ رکھی تھی میں کہہ رہا تھا۔ فاطمہؑ (سلام اللہ علیہا) تو اب بھی کربلا ہی میں ہے تیرے باپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے تجھے اب تک ستایا ہے تیری کہانی زخموں کی کہانی ہے تو نے کعبۃ اللہ میں باپ کے زخم دھوئے تھے کربلا میں تیری اولاد نے زخم کھائے کوفہ میں تیرا شوہر اُمّت کے زخم کھا کے واصل بحق ہوگیا تیرے ابّا کی امت نے تیری اولاد کو ہمیشہ ستایا ہے آج چودہ صدیاں ہونے کو آئی ہیں تیری اولاد قبروں میں بھی ستائی جارہی ہے پورا عرب تیری اولاد کی قتل گاہ ہے تیرے ابّا نے کہا تھا، فاطمہؑ! میری رحلت کے بعد جو مجھے سب سے پہلے ملے گا وہ تو ہوگی تو ان کے پاس چلی گئی محمدؐ کا گھرانا اب بھی کربلا میں پڑا ہے جو لشکر و سپاہ اور تاج و کلاہ کی تلواروں سے بچ رہے تھے ان کی قبریں قتل کردی گئی ہیں اپنی قبر کے قتل پر مجھے رونے دے تو تو اس قبر میں ہے اور میں تیرے سامنے زندہ ہوں مجھے اپنی زندگی ایک فعل عبث محسوس ہو رہی ہے تیرے مرقد کے ذرّے تمام کائنات کے مروارید سے افضل ہیں ان میں مہر وماہ سے بڑھ کر درخشانی ہیں لیکن زمانہ نے آنکھیں پھیر لی ہیں اور اس کا شیشہ دل حمیت و غیرت سے خالی ہوگیا ہے؟

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 165-166

آج صبح فاطمہؓ کے مزار پر گم سم کھڑا سن رہا تھا اُم المومنین کہہ رہی ہیں ، اے اہل عرب، حیا کرو میری نور چشم کے مرقد سے یہ سلوک کررہو اس کے باپ نے تمہیں شرف بخشا اور خیرالامم بنایا تھا۔۔۔آج جنت البقیع میں اس (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی، حضورؑ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی، حضورؑ کی بیوی اور ہماری ماں ایک بے نام ونشان قبر میں استراحت پذیر ہیں حضرت حفصہؓ صائم النہار اور قائم الیل تھیں عمرؓ کی بیٹی اور رسولؐ کی ان بیوی کا مزار بھی اس شرعی سنگینی کا شکار ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 167-168

جنت البقیع ان گیارہ میں سے نو کی آخری آرام گاہ ہے لیکن حکمرانوں کی شرعی خشونت کا شکار، رسولؐ اللہ کے اہل بیت رسولؐ کی اولادیں رسولؐ کے ساتھ، رسولؐ کے جانثار رسولؐ کے جانشین رسولؐ کے فدائی حتیٰ کہ رسولؐ کو گود میں کھلانے والی حلیمہ سعدیہ یہاں اس طرح لیٹی ہوئی ہیں جس طرح گمنام ادیبوں کے ادھورے مسودوں پر عبارتیں قلم کی کتر بیونت سے دم توڑ دیتی ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 169

بدعت و شدت میں فرق۔۔ نجدی لغت میں عشق کا نام شرک

وہ طالب علم غالباً مطیع الرسولؐ تھا جو مدینہ یونی ورسٹی کے پاکستانی طلبہ کی طرف سے دعوت دینے ڈھونڈتا ڈھانڈتا یہاں آگیا اور مجھے اس حالت میں پاکر خود آبدیدہ تھا میں نے اس سے کہا اِن عربوں کو کیا

ہو گیا ہے؟ ان مزارات کی بے حرمتی کا نام ان کے نزدیک قرآن و سنت ہے؟ کیا انہیں روحوں کے اس سفینے کی عظمت کا اندازہ نہیں؟ اُس نے کہا جذبات ہر مسلمان کے یہی ہیں اور جو مسلمان عقیدتوں کے آبگینے لے کر باہر سے آتا ہے اس کو ایسی ہی ٹھیس لگتی ہے لیکن آلِ سعود کی فرماں روائی سے پہلے بدعت گمراہی اور شرک انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ میں نے مطیع الرسولؐ کی بات کاٹتے ہوئے کہا منطق کے ڈھیر الگ کیجئے سوال اتنا ہے کہ اُس بدعت اور اِس شدت میں کیا رشتہ ہے گمراہی کو روکنے کی آڑ میں بے حرمتی جائز ہے؟ کیا عشق کا نام عربوں کی لغت میں شرک ہے؟ یا ان کے ہاں سرے سے یہ لفظ ہی موجود نہیں ان کے دل ابھی بنو امیہ ہیں۔ میں عربی سے واقف ہوتا تو کوہ صفا اور جبل احد پر کھڑے ہو کر پکارتا۔ "اے محمدؐ کے ہم وطنو! تم نے جنت البقیع میں ہَل پھروا ہمارے دل کے شیشے توڑ دیئے ہیں اور اب ان میں کوئی صدا باقی نہیں رہ گئی ہے!

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 172

بقول شورش کاشمیری ہندہ نے کلیجہ چبایا نجدیوں نے قبر مبارک چبا ڈالی

احد کے دامن میں زمین سے دو زینے بلند اور پہاڑ سے ڈھیروں نیچے حضرت امیر حمزہؓ، عبداللہ بن حجش اور مصعب بن عمیرؓ کی قبریں ہیں لیکن آلِ سعود کی شرعی یلغار نے ہموار کر دی ہیں۔۔۔۔ ہندہ نے تو حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا لیکن انہوں نے حمزہؓ کی قبر چبا ڈالی ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 175

عربوں کو جس تاریخ پر ناز تھا نجدی حکومت نے اُسی تاریخ کو مٹاڈالا

عربوں کو جس تاریخ پر ناز ہے بلکہ جس تاریخ نے انہیں شرف بخشا وہ کعبۃ اللہ اور حرم نبویؐ ہیں یا پھر یہ مقام جنہیں غزوات نبیؐ نے دوام بخشا اور کفار مکہ ڈھیر ہوگئے تاریخ کے یہ پڑاؤ اس طرح نہیں رہنے چاہیئں کہ علم کے اس زمانہ میں مٹ جائیں آخر عرب شہزادے یورپ میں گھومتے پھرتے ہیں وہاں کیا نہیں کرتے اور کیا نہیں لاتے کیا وہاں نہیں دیکھتے کہ فرانس نے اپنے شاہوں کی قتل گاہیں تک محفوظ کی ہوئی ہیں۔ روما نے وہ تماشا گاہ محفوظ کر لی ہے جہاں شاہان روم وحشت کے دور میں درندوں سے انسانوں کی چیر پھاڑ کا تماشا دیکھا کرتے تھے.برلن میں روس نے اپنی فتح کی عظیم الشان یادگاریں قائم کی ہیں انگلستان قدامت کا گھر ہے وہ اپنے شاہوں کی پرانی یادگاریں سینے سے لگائے بیٹھا ہے۔ شاہ کا محل اور وزیر اعظم کا مکان نہیں بدلا کہ اس کی پرانی تاریخ ہے جو ماضی کو حال سے ملاتی ہے کیا یہ چیزیں عبادت گاہیں بن گئی ہیں! جب ان لوگوں نے جو قرآن کے نزدیک مضل معضوب ہیں اپنے تاریخی سرمایہ کو عبادت گاہ نہیں بنایا تو مسلمان جن کی تربیت توحید و رسالت کی آب وہوا میں ہوئی ہے ان آثار قدماء کو عبادت گاہ بنالیں گے؟ جہاں بیت اللہ اور گنبد خضریٰ ہوں وہاں اور کون سی جگہ جبین نیاز کی سجدہ گاہ ہوسکتی ہے لوگوں کی کجروی اور گمراہی کا علاج یہ نہیں کہ وہ چیزیں اسلیئے مٹادی جائیں کہ عوام الناس بہ الفاظ شریعت شرک کرتے ہیں کسی نے انگور اور کھجور کو مٹایا کہ لوگ اس سے شراب کشید کرتے ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 176-177

قیامت کے دن نجدی کیا جواب دیں گے؟ شورش کا سوال

سیدھا جنت البقیع پہنچا خاتون جنتؓ کی چوکھٹ پر کھڑا ہو کے روتا رہا میں سوچ رہا تھا عربو! ان کے ابّا کو حشر کے دن کیا جواب دو گے؟ انہیں کب نہیں ستایا گیا؟ باپؐ پر پتھراؤ کیا، شوہر کو خنجر بھونکا، بیٹوں میں سے ایک کو زہر دیا۔ دوسرے کو کنبہ سمیت شہید کر ڈالا، بیٹی کو کوفہ و موصل کے بازاروں میں بے کجاوہ اونٹوں پر پھرایا اور اب رحلت کے بعد بھی باپ بیٹی کی قبروں میں فاصلہ رکھ دیا ہے، فاطمہؓ کی قبر خود اپنی تعزیت کر رہی ہے۔ عثمان غنیؓ کی لحد پر مسلمانوں کی خنجر گذاری کا بے تحریر کتبہ بول رہا ہے، حضورؐ کی آواز گونجتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کہ ہر پیغمبر کے رفیق ہوتے ہیں جنت میں میرا رفیق عثمانؓ ہے، عثمانؓ سے فرشتے شرماتے ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 202

غار ثور کی حالت پر دل پژمردہ

غار ثور ان دو انسانوں کے بعد کہ ان میں ایک پیغمبرؐ تھا ایک صدیقؓ اداس پڑا ہے اس کا تذکرہ قرآن میں محفوظ ہے۔ لیکن بادشاہت نے قرآن و سُنّت کی آڑ میں اس پر ویرانی کی دیوار کھینچ دی ہے!

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 78

مکہ کا چپہ چپہ تاریخی ہے تاریخ کو محفوظ نہیں کیا

مکہ کا چپہ چپہ تاریخی ہے لیکن جو چیز محفوظ نہیں کی گئی وہ تاریخ ہے۔ بیت اللہ کے علاوہ کوئی مسجد اپنی روایتوں کے مطابق محفوظ نہیں

بعض جگہ لیپا پوتی کی گئی ہے لیکن واجبی ! مسجد الرآیہ، مسجد الجن، مسجد حنیف، مسجد العقبیٰ وغیرہ قرآن کے نزول اور اللہ کے رسولؐ کی نشانیاں ہیں لیکن انہیں کوئی شاہجہاں یا اورنگزیب نہیں ملا۔ بیت اللہ کے شمال مشرقی کونے میں ایک قدآور پہاڑ پر مسجد بلال ہے بیت اللہ سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے الف پر مد کھچی ہوئی ہے یا پہاڑ نے آغوش میں شیر خوار بچہ اٹھا رکھا ہے یا کسی بدو عورت کی پیشانی پر جھومر لٹک رہا ہے۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 79

بدعت اور غلاف کعبہ

غلاف کی حالت بے حد پتلی ہے صاف نظر آتا ہے کہ بوسیدہ ہو چکا ہے۔ سعودی حکومت غلاف بدلنے کو بدعت سمجھتی لیکن غلاف اتارنے سے ڈرتی ہے، ابھی پچھلے دنوں عبدالکریم ثمر حج سے واپس آئے تو معلوم ہوا کہ سعودی حکومت نے ایک رات عقیدہ سے چوری چھپے پُرانا غلاف اُتار ڈالا اور نیا غلاف چڑھا دیا ہے اس سے پہلے اُسے راضی کرنا مشکل تھا اور کسی بھی مسلمان حکومت کی خواہش پر آلِ سعود کی شرعی حکومت تیار نہ ہوتی تھی گویا جو شریعت لے کے آیا سارے پابندی ان کے لیے ہے اور جن کے لیے شریعت آئی وہ اس سے آزاد ہیں ان کے نزدیک حکم رسالتؐ گنبد خضریٰ کے لیے ہے ان قبوں کے لیے نہیں جو محلوں کی شکل میں تعمیر کئے جارہے ہیں۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 147

برطانوی اشارہ پر ترکوں کی یادگاریں مٹانا

عربوں نے پہلی جنگ عظیم برطانوی استعمار کے اشارۂ ابرو پر ترکوں سے جس تنفر کا اظہار کیا وہ اس حد پہنچ گیا کہ ان کی تمام یادگاریں مٹا دی گئیں وہ ریلوے لائن جو مدینہ طیبہ کو شام کے راستے ترکی سے ملاتی تھی اکھاڑ ڈالی۔

شب جائے کہ من بودم، صفحہ 149

شورش کاشمیری کے بیان سے معلوم ہوا کہ نجدی حکومت نے اپنی من مانی ظالمانہ کاروائیاں کر کے صحابہ واہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات کو مسمار کیا اور نے شرک وبدعت کا سہارا لے کر مسلمانانِ اہلسنت کا قتل وعام کیا۔ جبکہ خود اُن کی اپنی زندگیاں شرعی قانون سے مبرا ہیں۔ ے

اس راہ سے گزرے ہیں کچھ رہبر بھی کچھ رہزن بھی
اب نقشِ قدم پہچان کے چلنا آپ کی ذمہ داری ہے

برطانیہ کا وفادار

نجدی حکومت دراصل برطانوی حکومت کی وفادار ہے۔ موجودہ حالات میں بھی آپ دیکھ سکتے ہیں موجودہ نجدی حکومت نے المدد امریکہ اور برطانیہ کہہ کر اپنی حکومت بچانے کے لئے امداد کی بھیک مانگی۔ سردار محمد حسنی بی اے جو کہ سوانح ابن سعود کے مؤرخ ہیں عبدالعزیز بن سعود جو کہ وہابیہ نجدیہ کے مجدد ہیں کے متعلق انگریزوں کے وظیفہ خوار ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ :۔

"عبدالعزیز ابن سعود کو بھی پانچ ہزار پونڈ ماہوار کا وظیفہ انگریزوں کی طرف سے ملتا تھا"۔

سردار محمد حسنی نے اس وظیفہ کے جاری رہنے کی مدت بھی لکھی ہے کہ :۔

ابن سعود کا ماہانہ وظیفہ 1917ء سے شروع ہو کر مارچ 1921ء تک جاری رہا۔ (سوانح حیات سلطان ابن سعود، ص149، مطبوعہ جالندھر)

وہابی مذہب، صفحہ 228-229

مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار زمیندار نے بھی ایک رباعی لکھی ہے جس میں ابن سعود کا تعارف اس طرح کروایا ہے۔

ابن سعود کیا ہے ؟ فقط اِک حرم فروش
برطانیہ کی زُلفِ گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسوائیں گولیاں !
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مُدیر

(نگارستان، ص252 از ظفر علی خاں)

وہابی مذہب، صفحہ 229

غیروں کے ستم کا گلہ کرنے والو
ذرا گھر کے قاتلوں کا بھی چہرہ دیکھو

اختتام

کتابیات

نمبر شمار	ماٰخذو مراجع
1	قرآن مجید
2	ترجمہ کنزالایمان، امام احمد رضا فاضل بریلوی
3	تفسیر نورالعرفان، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی
4	بخاری شریف، مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال لاہور
5	مشکوٰۃ شریف مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال لاہور
6	مؤطا امام مالک، مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال لاہور
7	نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری، مفتی محمد شریف الحق امجدی، برکاتی پبلشرز کراچی
8	مراۃ شرح مشکوٰۃ، مفتی احمد یار خان نعیمی، نعیمی کتب خانہ گجرات
9	گنبد خضریٰ، مولانا محمد معراج الاسلام، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
10	تلبیس ابلیس اردو، علامہ ابن جوزی، مکتبہ اسلامیہ لاہور
11	ابراھین الساطعہ لرد الشمس البازغہ، مفتی محمد امین، مطبوعہ فیصل آباد
12	سیرت رسول ﷺ، علامہ نور بخش توکلی، ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور
13	نور نور چہرے، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، مکتبہ قادریہ لاہور
14	وہابی مذہب، مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی، مکتبہ قادریہ سیالکوٹ
15	مقیاس حنفیت، علامہ ابو عبدالوہاب محمد عمر اچھروی، المقیاس پبلشرز لاہور
16	مقیاس وہابیت، علامہ ابو عبدالوہاب محمد عمر اچھروی، المقیاس پبلشرز لاہور
17	برطانوی مظالم کی کہانی، مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال لاہور
18	تاریخ نجد و حجاز، مفتی محمد عبدالقیوم قادری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
19	حیات طیبہ، مرزا حیرت دہلوی، اسلامی اکادمی لاہور

نمبر شمار	مآخذ و مراجع
20	نشانی، علامہ محمد فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور
21	ہمفرے کے اعترافات، مطبع لیاقت شاہد پرنٹرز، ناشر رضا پبلی کیشنز راولپنڈی
22	گنبد خضریٰ، مولانا محمد معراج الاسلام، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
23	المہند علی المفند، خلیل احمد انبیٹھوی، دارالاشاعت کراچی
24	الشاب الثاقب، حسین احمد نانڈوی، میر محمد کتب خانہ کراچی
25	جلاالصدور، علامہ محمد اشرف سیالوی
26	صراطِ مستقیم، اسماعیل دہلوی، مکتبہ نشریات اسلام لاہور
27	احیاء العلوم مترجم جلدا، علامہ فیض احمد اویسی، مکتبہ
28	حکایات اولیاء، اشرف علی تھانوی، دارالاشاعت کراچی
29	حق مذہب اہلسنت، علامہ فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسہ، بہاولپور
30	دلیل الحاج والمعتمر وزائر مسجد الرسول ﷺ، ترجمہ رہنمائے حج و عمرہ وزیارت مسجد نبوی، تصنیف وعظ وارشاد اسلامی برائے حج اور شیخ محمد بن صالح العثمین، وکالت برائے مطبوعات و علمی تحقیقات وزرات اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب
31	وصایا للحجاج بیت اللہ الحرام ترجمہ حاجیوں کو وصیتیں، ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان ترجمہ حافظ محمد انور، دار بلنسیۃ للنشر والتوازیع، الریاض سعودی عرب۔
32	التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ، ترجمہ حج، عمرہ اورزیارت کے مسائل کی تحقیق ووضاحت کتاب وسنت کی روشنی میں، شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز اردو ترجمہ شیخ مختار ندوی، طباعت واشاعت وزرات اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب
33	خلاصۃ الوفا للسمہودی ترجمہ محبوب مدینہ، ترجمہ علامہ محمد فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور

نمبر شمار	مآخذ و مراجع
34	الدروس المھمۃ لعامۃ الامۃ ترجمہ اہم دینی اسباق، شیخ عبداللہ بن عبداللہ بن باز ترجمہ عزیز احمد قمر الزمان، طباعت واشاعت وزرات اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب
35	تنبعات علی احکام تختص بالمؤمنات ترجمہ خواتین کے مخصوص مسائل، ڈاکٹر صالح بن عبداللہ الفوزان ترجمہ رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری، طباعت واشاعت وزرات اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب
36	جھود ائمۃ الحنیفۃ فی بیان الشرک ووسائلہ ترجمہ ائمہ حنفیہ کی کوششیں شرک اور کی وسائل کے بیان میں، ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن الخمس اردو ترجمہ سعید مرتضٰی ندوی وکالت برائے معلومات وعلمی تحقیقات وزرات اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب
37	التمائم فی میزان فی میزان الاسلام ترجمہ تعویذ اور عقیدۂ توحید، ڈاکٹر علی بن نفیع العلیانی ترجمہ محمد اسماعیل محمد بشیر، طباعت واشاعت وزرات اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب
38	کتاب الشفاء، مترجم مولانا محمد اطہر نعیمی، مکتبہ نبویہ لاہور
39	بزرگوں کے عقیدے، مفتی جلال الدین احمد امجدی، مکتبہ فیضان مدینہ کراچی
40	تحفظ عقائد اہل سنت، علامہ محمد ظہیر الدین قادری، فرید بک سٹال لاہور
41	اہل سنت و جماعت کون ہیں، مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی، مکتبہ قادریہ سیالکوٹ
42	امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد، ص ۱۰۱، غلام مصطفٰے مجددی، زاویہ ٹریڈرز لاہور
43	انوار الحدیث، مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی، شبیر برادرز لاہور
44	مکتوبات امام ربانی، مترجم مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

نمبر شمار	مآخذ و مراجع
45	ندائے یا رسول اللہ، علامہ محمد فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
46	عقائد اہلسنت، علامہ مشتاق احمد نظامی، مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
47	تکمیل الایمان، شاہ عبدالحق محدث دہلوی مترجم علامہ اقبال احمد فاروقی، سبز واری پبلشرز کراچی
48	جذب القلوب ترجمہ تاریخ مدینہ، مترجم علامہ مولانا محمد صادق، مکتبہ الجدید کراچی
49	واللہ آپ زندہ ہیں، علامہ محمد عباس رضوی، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور
50	حجۃ اللہ البالغہ، مولانا شاہ ولی اللہ مترجم مولانا عبدالحق حقانی، ناشر فرید بک سٹال لاہور
51	انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم، شاہ ولی اللہ، عباسی کتب خانہ کراچی
52	انفاس العارفین، شاہ ولی اللہ دہلوی مترجم علامہ حکیم محمد اصغر فاروقی، مکتبہ نور بک ڈپو لاہور
53	تاریخ نجد و حجاز، مفتی عبدالقیوم قادری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
54	شب جائے کہ من بودم، شورش کاشمیری، مطبوعات چٹان لاہور
55	رضائے مصطفےٰ ماہ رجب المرجب 1417ھ بمطابق نومبر 1996ء

غیر مطبوعہ کتب

ایک حدیث تین باتیں
ایک حدیث ایک بات تین تاکید
درود شریف
حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پیدائش مولیٰ کی دھوم
میلاد قرآن وحدیث کی روشنی میں
میلاد النبی ﷺ کا ثبوت
بے مثل ولازوال محبت
شان عظمت اہل بیت رضی اللہ عنہم
عقائد امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
ایمان کی بنیاد
اصلی چہرے
انگریز کے ایجنٹ کون؟
ننگے سر نماز
پاکستان کے مخالف علماء
حکیم الامت کی فحش باتیں
زمین ساکن ہے
بے ادبیاں اور گستاخیاں
راہ ہدایت
کیا جہاد قسطنطیہ میں یزید شریک تھا؟
نماز کی باتیں
باطل اپنے آئینے میں
تحریک پاکستان اور معارف رضا

وہابی جہاد کی حقیقت
وسیلہ کا ثبوت
علماء دیوبند کا دوغلہ پن
دیوبندی کرتوت کے چند نمونے
حکیم الامت کے ڈھنگ نرالے
جہاد یا فساد
خوابوں کی کہانی
ایک چہرہ دوروپ
مشابہت
تقویۃ الایمان کا جائزہ
مودودیت کیا ہے؟
شب برات ایک عظیم رات